

* ۱ *



۱۱/۵

نسخه صراط المستقیم هندی

ترجمه صراط المستقیم فارسی تصنیف مولانا اسماعیل که از زبان

L۶
۱۱۰۶۵۶۶

غیب ترجمان امام اوجده سید احمد صاحب مغفور

شیده تحریر نموده بودند محله

سیالیه بمطبع قدوسی

زیور طبع پوشید



۲۲۰۰۶
۲۹۴۵۶
سہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہ تعریف کہ لایق بارگاہ بے نیاز مطلق کے ہوا حاطہ بیان میں
کسی کے سوائے اوس ذات پاک کے نہیں آتی * اور
دلیل روشن اس بیان کی مطاع کلام پاک سے ان حضرت صلعم
کے ساری خلائق کے سر پر آفتاب کے مانند ہی چمکتی *
وہ کلام مودت ترجمہ یہی * لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى
نَفْسِكَ * یعنی نہیں تعریف کر سکتا ہوں تیری جیسی
تعریف کی تو نے اپنی * اور جو شکر کہ حق ہی اوس کے اُس نعمتوں
کا کہ ہر ساعت نقطہ انسانی پر کہ دائرہ لطف رحمانی کا مرکز ہی
بہتی رہتی ہیں کسی مخلوق سے ہو نہیں سکتا کیونکہ یہہ شکر
خود ایک برسی نعمت ہی کہ کوئی نعمت اس کے پہلو میں
نہیں آتی تھی اور نہ مناسبت کی لیاقت رکھتی * اور اس واسطے

۱۰
 اگر تمام عالم خلق اور امرِ یغنیہ جو پیدا ہو چکے ہیں اور
 ہونگے کہ جگانام شخص اکبر ہی اپنے مانند اور ہزار دن
 کو لیکر اس وادی میں قدم رکھہ کے ابد الابد سعی اور
 کوشش بشمار کرے پھر خطرہ اوسکی نعمتوں کے شکر
 کے ہموزن ہو نیک خیال میں اس کے گزرے تو سیواے
 عرق شرمندگی کے اپنی پیشانی قصور نشانی کی رونق
 بخش پناوے اور ہزار دن زبان سے اپنی بے زبانی پر
 مقرر اور معترف ہو کے فرمان مہری **وَإِنْ تَعَلَّ وَانْعَمَ اللَّهُ**
لَا تَحْصُوهُمَا * کو یغنیہ اگر گنوا اللہ کی نعمتوں کو شمار نہ کرے
 بندگی کے محکمہ میں اپنی عاجزی پر گواہ عادل پیش کرے
 پس اس مشت خاک سے اوس کے حمد اور شکر کا ثمنہ ادا نہیں
 ہو سکتا مگر اتنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے اس کا حکم فرمایا ہی
 ناچار اس بیچارہ کے کام کا چارہ وہ ہی کہ اپنے زور اور
 قوت سے بیزار ہو کے حکم خدا کی تابعداری کر کے
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کہے کبھی جیب قصور سے سر باہر
 نہ کیجے * اور اوس حکیم حقیقی کے وکالت اور ولایت کے
 نکتہ پر کہ خود دس پاک بیچون نے بسبب تعلیم کر پڑا اور

شکر کے اس ناچیز محض کو نوازا ہی پہنچے اس نعمت
 عظمیٰ کی لذت کو ہمیشہ مذاق تالو جان میں بخشے اور
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
 عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ
 أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ کو اپنی جان کا
 مونس غمخوار اور ہمد غمگسار سمجھے اور درودِ دیشمار
 اور نیر جو علم ہیں میہ ان وجود کے صاحب ہیں مقام محمود
 کے مطاع ہیں دفترِ صفیا کے مقطع ہیں قصیدہ انبیا کے
 رونق ہیں چمنِ اصطفیٰ کے پھول ہیں چنکر دان گلشن
 اجتناب کے مضمون ہیں کتابِ ایجاد اور تکوین کے مقصود
 ہیں خطابِ ارشاد اور تلقین کے اعنی احمد مجتبیٰ محمد
 مصطفیٰ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین و
 عینا برحمتک یا ارحم الراحمین لیکن بعد حمد اور نعت کے
 کہتا ہی عاجز ذلیل امیدوار رحمت رب الجلیل بندہ
 ناتوان محمد اسمعیل کہ نعمتیں اللہ کی حق میں اس ناتوان کے
 لیے پایاں ہی اور برسی نعمت ہی انہیں سے حاضر رہنا
 محفل میں ملا زمان عالی خاندان سیادت کے مرجع صاحب

ہدایت کے مرکز دایرہ ولایت کے دلیل راہ فلاح اور
 رشاد کے رہنماے راہ استقامت اور سدا کے
 مظہر انوار نبوی کے سرچشمہ آثار مصطفوی کے خلاصہ
 خاندان صلب پاک سید الاولیاء حضرت علی مرتضیٰ کے
 چنے ہوئے گھراپے سبط اکبر حسن مجتبیٰ کے پیشواے
 شریعت اور طریقت کے ہادی زمانہ مرثیگانہ چراغ
 محبوبان کے تاج محبوبان کے امام اوحید سید احمد پھل کھلاوے اللہ
 مسلمانوں کو بسبب درازی حیات اوسکے اور نفع
 دے ہم کو اور سب طالبوں کو اوسکے قول اور فعل
 اور حال سے * اور یہ ناتوان جس ادا ان میں اوصس
 مجلس ملائکہ مانس میں حاضر تھا سننے سے کلمات ہدایت
 نشان کے فیض اور مراد کو پہنچا پھر خیر خواہی مسلمانوں نے
 یوں تنہا کیا کہ اس فیض الہی میں غایب لوگ بھی ہمراہ
 حاضرین کے شریک رہیں اور طریق اسکی سیواے
 قید کرنے کے اس مضامین بلند پر داز کو قفس تحریر میں
 دوسری پنا یا اگرچہ عیان اور بیان اور حضور اور
 غیبت میں صدقہ رتناوت ہی کسی عاقل پر چھپا نہیں

ہی کیونکہ اس پر گواہ عادل ہی الشاہد یرى ما لا یرى
 الغایب یعنی حاضر دیکھتا ہی وہ چیز جو نہیں دیکھتا ہی غایب
 لیکن بحکم اس بات کے کہ مَا لَا یَدْرُکُ کُلُّهُ لَا یَتْرُکُ کُلُّهُ یعنی
 جو بالکل نہ سمجھا جائے تو بالکل چھوڑا بھی نہیں جاتا ہی کمر
 ہمت کی اس کام کے پورا کر فی مین حست بادھا اور
 نیت خالصتہ دل سے درست کر کے سعی زیادہ سے
 زیادہ بجالایا اثنائے تحریر میں اس کتاب کے کئی درقون
 کو کہ جسے جناب مستغنی عن الالتساب مولانا عبدالحی ادام
 اللہ برکاتہ نے جو سکا ملازمت میں اوس عالی جناب کے
 منسلک تھے کچھ مضامین ہدایت کو جو زبان غیب ترجمان
 سے حضرت کے لئے اُن درقون میں لکھا تھا پایا اُن
 درقون کو غنیمت بار وہ سمجھ کر اس کتاب کے دوسرے
 اؤرتیسرے باب کو اوس کلام ہدایت التیام پر بعینہ
 مشتبہ کیا اگرچہ احسن اور اولی تالیف میں اس کتاب
 کے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جس طور سے لکھنے میں اکثر
 مضامین کہ اس کتاب کے کہ محض ترجمہ پر اوس کے جو حضرت
 کی زبان سے صادر ہوا تھا اکتفا کیا گیا تا می مضامین میں وہی

راہ ناپی جائے لیکن از بسکہ ذات مبارک اپنی کمال
 مشابہت پر جناب رسالت ماب صلعم کے بد و فطرت
 میں پیدا ہوئی تھی اس جہت سے تختہ فطرت آپ کا علوم
 رسمیہ کے نقشون سے اور دانشمندوں کے کلام
 اور تحریر اور تقریر کی راہ سے مصفی رہی تھی اسلئے
 سمجھنا اس اسرار اور مضامین کا بدون تمہید مقدمات اور
 لاپنی تمثیلات کے اور بغیر مطابق کرنے اس مضامین کے
 اصطلاح پر سافت متقدمین کے اس زمانہ کے لوگوں پر
 سخت دشوار معلوم ہوتا تھا اسلئے بعضے مقام میں کچھ
 تقدیم اور تاخیر اور بعضے جا پر مقدمات کی تمہید اور تمثیل
 اور اصطلاحات پر اگلوں کے تطبیق خصوصاً اصطلاح پر
 عالم باللہ شیخ ولی اللہ قدس اللہ سرہ کے لوگوں کے
 سمجھنے کے لئے عمل میں لایا گیا تھا اسکے اس ناتوان
 نے ہر پارہ کو اس کتاب کے بعد لکھنے کے سماع مبارک
 پر اس جناب کے عرض کیا کہ مقصود غیر مقصود سے ممتاز
 ہووے اور جو نقصان کہ مداخلت سے عقل ناقص اس
 بیچ مدان کے راہ پایا ہوا اصلاح سے حضرت کے

جبر نقصان پاو کے اور اس کتب کا نام طراط المستقیم رکھ
کے ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر مرتب
کیا اور باب کو فصل پر اور فصل کو ہدایت پر اور ہدایت
کو تمہید اور افادہ پر تقسیم کیا اور مبادی کو ساتھ لفظ تمہید کے
اور مقاصد کو ساتھ لفظ افادہ کے صدر میں لکھا *

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ نہیں ہی
توفیق مجھ کو مگر اللہ سے اوسی پر بھروسہ کیا ہمنے اور
اوسی کے طرف رجوع رہتا ہوں *

مقدمہ اور اسمیں تین فائدے ہیں

افادہ * جانا چاہئے کہ حاصل کرنی محبت حضرت حق کی ثمرہ
ہی شریعت اور طریقت کا اور جربنیاد ہی حقیقت
اور معرفت کی اوسکی کھلی دلیل ہی یہ حدیث *

مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا * یعنی جو شخص کہ
ہو وے اللہ اور اسکا رسول زیادہ پیارا اوسکے نزدیک
سارے جہان سے اور اشارہ ہی اسی پر آیہ کریمہ *

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدَّ حُبًّا لِلَّهِ یعنی ایمان والے برے مضبوط
ہیں اللہ کی محبت میں اس سلسلہ میں اگرچہ صوفیہ کے ام کا اجماع

ہی بلکہ ساری خلائیق کا اتفاق ہی مگر اس جگہ ایک کلمہ ہی
 بہت باریک کہ اس زمانہ کے اکثر لوگ اس سے غافل
 ہیں اور وہ تمیز اور فرق ہی درمیان حب نفسانی کے جسے
 عشق بولتے ہیں اور حب ایانی کے جسکو حب عقلی
 بولتے ہیں کیونکہ عشق مبادی ساوک کے واردات سے
 ہی اور حب ایمانی انبیاء کے کمالات اور اولیاء کے مقامات
 سے عوام صوفیہ اول کو ثانی کی جگہ پر رکھنے کے اور اشارات
 شریعہ کا مشاعرہ ایہ سمجھنے انبیاء اور اولیاء کی سیرت کو اہل
 عشق اور وجد کے حال سے تطبیق دینے اور ملاپے میں
 تشویش اور فکر بے حاصل کر پتے ہیں کیونکہ خصلت ان
 بزرگوں کی ان ساکون کی واردات سے کسی طرح سے
 ملنے والی نہیں ہی اس اجمال کی تفصیل یوں ہی مراد عشق
 سے وہ قلق اور شورش ہی کہ باطن میں انسان کے
 نایابی مقصود سے ظاہر ہوتا ہی اور تمام قوائے باطنہ میں
 اثر کرتی ہی اُسکی نہایت پانا اس مقصود کا اور وصال
 اس محبوب کا ہی پہلا تھکانا اسکا دل ہی جو ساری
 کیفیات نفسانی کا اس کے محل ہی دوسرا تھکانا قوائے

باطنہ ہی غایت اوسکی مضحکہ اور از خود رفتہ ہونا طالب
 کا ہی مطلوب کے پاپے میں پھر جب اوسکا مقصد حاصل
 ہوتا ہی اوس قلق اور اضطراب کی شورش بجھ جاتی ہی
 اور عشق جاتی رہتی ہی * اور مراد حب عقل سے ایسی
 چیز کے طلب کی خواہش کا بھرتہ کننا ہی کہ طالب اوسکے
 منافع پر اور اپنے محتاج ہو نے پر اُسکی طرف مطلع ہوا ہی
 اور اُسی خواہش نے طلب کی راہ کی سختیوں کو طالب پر
 اُسان کیا ہی اور اسی سبب سے کمر ہمت کی تلاش
 میں اوسکے باندھا اور ہر طرح کی تدبیر جو کیسہ فکر میں اپنے
 رکھتا تھا فرچا اور سر و سامان سے اپنے گزرا اختیار سے
 نہ لا چا رہی سے اور پھلا موقع اوسکا عقل ہی جو سارے
 مملو مات کا خزانہ ہی اور دوسرا تھکانا اوسکا قواے باطنہ
 میں اثر کرنا ہی مثل تاثیر کر پے مانی کے درخت کی جڑ سے
 پانی اور پھل میں پھر عقل میں کیا کیا فکر میں اوسکے لئے
 درست کرتا ہی اور دل میں کیا کیا ہمت اور ارادہ
 اوتھاتا ہی اور بدن میں کیا کیا سختی اور چاہیتی چیزوں کو
 ترک کرنی چلنے میں اُس راہ کے اپنے اوپر پسند کرتا ہی اور

جیسا کہ حب عشقی کا نہایت اور نتیجہ یعنی پھل عالم کا فنا ہو جانا ہی یعنی اپنے محبوب کے سوا کے کیا ہوش اور شہور نہیں رہتا یہاں تک کہ اپنی جان کا بھی ہوش نہیں باقی رہتا ہی اور یہی طرح سے نہایت اور نتیجہ حب ایسانی کا طالب کے ہمت اور ارادہ کا فنا ہونا ہی یعنی جو کہتا ہی سو محبوب سے کہتا ہی اور جو کہتا ہی سو محبوب سے اور جو فکر اور تدبیر کہ محبوب کے حاصل کرنے میں اور اس کی راہ چلنے میں بگاڑا مد نہواو کے نزدیک قبیل و سوسہ سے ہی گنتی کے شامل نہیں اور جو حب اور بغض اور بھلائی اور برائی محبوب کی چاہت اور نفرت کی جہت سے نہ تو او کے اگے عارضہ کے قسم سے ہی انصاف کے قابل نہیں حاصل کلام مطلوب کے حاصل کرنیکی خواہش طالب کے ظاہر اور باطن کو زیر حکومت اور فرمان روائی اپنے لایا ہی بخلاف حب عشقی کے کہ محب کے تمام باطن کا بھر جانا او کے مستحق ہونے کی شرط نہیں ہو سکتی کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ عشق اور اور بغض اکٹھا ہوتا ہی یعنی ایک شخص کے نزدیک ایک

چیز بالطبع پیاری ہوتی ہی لیکن عقل کی راہ سے ناگاری
 ہی خصوصاً دونوں جب مٹن جب تعارض اور مقابلہ ہوتا ہی
 مثلاً ایک نوجوان دیندار بارہوا لہین یعنی باپ ما پر نیکی
 کر نیوالے کو کسی عورت یا کوندے کی عشق ہوتی ہی
 اور شارع یا ما باپ حب عقلی کی راہ سے جو اوس کے
 نزدیک از بسکہ محبوب اور پیارے بیٹن اوس کام
 سے روکتے بیٹن البتہ وہ سعادت مند اوس مشوق کو بلکہ
 اوس کی عشق کو بھی عقل کی راہ سے مکر وہ اور ناپسند
 جانتا ہی گو باعتبار اپنی طبیعت کے اوسکا منسوب ہوے
 لیکن حب ایسانی جسکا مقرر اصلی یعنی تھکانا عقل ہی اور
 وہاں سے اوسکا لشکر قوائے طبیعہ پر تاخت لاکے محب
 کے تمام باطن کو رام کیا ہی مہارض کو کی طرح اوس مٹن
 راہ نہیں ہی اور جیسا کہ حب عشقی محبوب کے پانے کے
 بعد جاتی رہتی ہی اور اوسکا شعلہ بجھ جاتا ہی اسی طرح
 سے حب ایسانی محبوب کے وصال سے زیادہ ہوتی ہی
 اور یک سے ہزار درجہ برہم جاتی ہی اور اسی وسعت
 اور قوت پکرتی ہی کہ دیس قوت اور وسعت جدائی

میں ہرگز متصور نہیں کیونکہ جب عشقِ محبوب کی جدائی پر مشروط اور موقوف ہی جب شرط یعنی جدائی باقی نہ رہی مشروط یعنی جب عشق بھی باقی نہ ہوگی اس بات پر شاہِ عادل ہی اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوطُ * یعنی جب شرط جاتی رہی مشروط بھی جاتا رہیگا اور جب ایسا ہی موقوف ہی محبوب سے جو فائدہ ہی اسکے جاننے پر اور محبوب میں جو کمالات ہیں اسکے سمجھنے پر اور محب کی جو احتیاج ہی محبوب کی طرف اسکے یقین رکھنے پر سو یہ باتیں محبوب کے وصال میں اور بھی زیادہ ظاہر ہوتی ہیں کیونکہ پہلے عام الیقین تھا یعنی اسکی خوبیوں کو جانتا تھا اور اب عین الیقین ہوا یعنی اسکی خوبیوں کو بچشمِ خود دیکھا اس اجمال کی تفصیل یوں ہی مثلاً پیاسے کو جب برقی شے کی پیاس لگتی ہی کہ منہ میں گرمی اور سینہ میں سوزش پیدا ہوتی ہی اور لب پر خشکی آجاتی ہی تب پانی کا عشق پیدا ہوتا ہی اور اس کے غم سے بے چین ہوتا ہی اگرچہ کسی سے سنا بھی نہ کہ پانی پیاس بجھاتا ہی اور اگرچہ جان یا تن پر کچھ نزع نہ ہونے کے سبب سے عقل اسکی پانی کے

پینے سے روکتی ہو جب یہم پیاسا پیاس کی شدت کی حالت
 میں آبِ زلال پر پہنچتا ہی اور اس پانی سے سیراب
 ہوتا ہی اور پانی کی تھندہ تھک اور سیرابی ادا کے
 روئین روئین پہنچتی ہی اور وقتِ عجب ایک سناٹے
 کی حالت ہوتی ہی کہ پانی کے سوا کچھ سب بھول جاتا ہی
 اور پانی کے سوا کیا خیال نہیں رہتا ہی بلکہ اکثر ایسا ہوتا
 ہی کہ ایک خمارِ نشے کے مانند آجاتا ہی اور اس کے سبب
 سے ایک ساعت یہوش اور از خود رفتہ ہو جاتا ہی
 اور وہ حالت پیاس کی بالکل دور ہو جاتی ہی یہم حبِ عشقی
 ہی اور زراعت کر نیوالوں کو جو پانی کی محبت ہوتی
 ہی وہ حبِ عقلی ہی کیونکہ اونکو جو پانی کی محبت اور
 خواہش ہی تو اسی سبب سے ہی کہ دے خوب
 جانتے ہیں کہ اونکی کھیتی اور چراگاہ اور باغون کا کام جس سے
 اونکی روزی اور زندگی کی گزران ہی بغیر پانی کے نہ چلیگا
 حاصلِ کلام پانی کی طرف جو اونکو احتیاج ہی اور پانی سے
 جو اونکو میوے اور غلے کا فائدہ ہی ادا کو سمجھ کے پانی
 کی خواہش اور طلبِ قعرِ عقل سے اونکے اتھتی ہی

اور اوس خواہش نے ادنیٰ ساری ہمت کو پانی کی طلب
 میں مصروف کیا ہی پھر مینہ کی طلب میں کیسی کیسی دعا
 اور زاری اوسے ظاہر ہوتی ہی اور موت اور رہت
 اور غیرہ کے بنانے کی ترکیب میں کیسی کیسی تدبیریں اوسے
 صادر ہوتی ہیں اور کیا کیا محنت کو ان کھودنے نہر بہانے
 موت کھینچنے تالاب و حوض کھودنے میں رات دن
 اداں پر اور اداں کے چار پایوں پر گزرتی ہی اور وے لوگ
 اُن سب تدبیروں اور مشکلوں کو اپنا کمال اور افتخار سمجھ کر
 دل و جان سے اوسے غرق رہتے ہیں اور اُن کاموں
 میں ایسی ہستی اور چالاکی کرتے ہیں کہ ہرگز اسکت اور
 سستی کا نام و نشان نہیں اور جو کبھی کوئی ان کاموں میں
 اسکتی ہو تو اوس کو ملا مت کریں گے اور طعنہ مارینگے اور نادان
 اور پست ہمت کہیں گے اور جس قدر پانی اداں کو ملتا ہی
 اور اوس کے فائدہ پر عین الیقین کے ساتھ خبردار ہوئے
 ہیں اپنی ساری کوشش اور سعی اور محنت اور مشقت
 کو جو پانی کی طلب میں برداشت کئے تھے بجا مولوم کر لیتے
 ہیں اور اداں پر خوشی اور شکر کرتے ہیں اور مشقت کی

برداشت کرنے میں اور بھی زیادہ چالاک ہوتے ہیں جب
یہ مقدمہ ذہن نشین ہوا تو اب جانا چاہئے کہ حق جل و علا
اپنے خاص بندوں میں سے بضعہ کو جو سچے ازلی ہیں قبول کر کے
محض اپنی عنایت اور کرم سے دو قسم کی محبت میں سے
ایک قسم یاد و نوحہ کی اپنی محبت کی ہدایت کرتا ہی
اور انکو سرمایہ سماد و جہانی پر موقوف کرتا ہی
اور پھل اور نتیجہ اور عطا کر کے منحصر کرتا ہی ذَالِكَ
فَضْلُ اللَّهِ يُوْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ * یہ اللہ کا فضل ہی دیتا ہی اور
جسکو چاہتا ہی اور ہر ایک کے لئے ان دو قسم کی محبت
سے ایسے اسباب اور مویدات اور آثار اور ثمرات
ہیں کہ اس قسم کے ساتھ مختص ہیں اُس کے دوسرے
قسم میں پائے نہیں جاتے اور طالب راہ حق کا دو قسم
کی محبت سے ہر ایک کو سبب انہیں چار امور دن کے
دوسری قسم سے الگ معلوم کرتا ہی اس لئے اس امور
اربعہ کا ثبوت وجوہ تمایز فیابین النوعین کیا یعنی دہیں تمیز
کریں دو قسم کی محبت کے درمیان میں ۱۲ افادہ چونکہ حب ایمانی
اور اس کے احوال اور مقامات اور نتیجے اور ثمرات

نبوت سے جانتی ہیں یعنی انبیاء کی ہدایت کرنے اور
 سمجھانے سے اس قسم کی محبت حاصل ہوتی ہی اس واسطے
 اس طریق کو کہ شروع اس کا حب ایانی سے اور انتہا اس کا
 نبوت تک ہی یعنی حب ایانی کا کمال نبیوں کو حاصل
 ہوتا ہی اور حب ایانی والا نبیوں کا تابع بن جاتا ہی اور
 قدم بقدم رسول صائم کے چلتا ہی اس واسطے اس کو راہ
 نبوت اور نسبت نبوت کہتے ہیں اور چونکہ حب عشقی
 اور اس کے حالات اور مقامات اور نتیجے اور پھل
 حضرت حق کے وجود کے سامنے ساری چیز دہ کی حقیقت کے
 مضمر ہیں ہونیکے معرفت تک کہ وہ معرفت خلاصہ ولایت
 کا ہی منتہی ہوتی ہی اسلئے اس طریق کا کہ شروع اس کا
 حب عشقی سے اور انتہا اس کا معرفت تک ہی راہ
 ولایت اور نسبت ولایت نام رکھا گیا ۳ افادہ اس
 است کے بزرگوار یعنی طریقت کے مقصد اور حقیقت
 کے پیشوا لوگ اگرچہ راہ نبوت کی کمالات کے ساتھ
 متصف اور اس کے ثمرات کے مقام میں داخل
 تھے لیکن اس کے سائل کرنے کی طریق کو راہ ولایت

کے حاصل کرنیکی طریق سے جدا بیان نفرمائے اور راہ نبوت کی بحث میں مبتدل ہو کے لب لکھو لے اور اوسکے مبادی کے تعین میں یعنی اوسکے شروع میں کیا کیا چاہئے سمجھ جیسی چاہئے ایسا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ایک باب اس کتاب کا دو نوحہ کی تمیز کے وجہ کے بیان میں لکھا جائے اور چونکہ دریافت کرنا ہر طریق کے آثار اور علامات کا مقدم ہی چلنے پر اوس طریق کے اس واسطے سب بابوں پر اس باب کو مقدم کیا گیا اور چونکہ پاک کرنا نفس کا رذائل سے اور آرائش دنیا و سکا فضائل سے اور بحالانہ عبادات شرعیہ کا ایسے دھبہ پر کہ شارع کو متصور نہ ہی بنیاد ہی راہ نبوت کی اور رونق بخش ہی راہ ولایت کی اسلئے ضرور ہوا کہ ایک باب اس کتاب کا تحانیہ اور تحلیہ یعنی پاک کر پنے اور زیور پر اپنے پر نفس کے مشمل ہوا اور طریق ادا کے عبادات شرعیہ کے بیان کو شامل ہو راہ نبوت اور راہ ولایت کے سوگن کے بیان سے مقدم اور دونو راہ کی تمیز کے وجہوں کے بیان سے مؤخر میں کیا جائے تاکہ راہ نبوت کے طالبوں کو

اپنے کام کا سرشتہ ماتمہ لگے اور راہ ولایت کے ساکون کو اپنی سعی کا پھل ملے اور بھی انہیں بزرگواروں نے اگرچہ راہ ولایت کے مبادی کے تعین میں یعنی اذکار اور مراقبہ اور ریاضتیں اور مجاہدے مقرر کر پنے میں سعی زیادہ سے زیادہ کئے ہیں لیکن حکم اس مصرع کے * ہر سخن وقتے و ہر نکتہ کا پنے وار د * یعنی ہر بات کا ایک وقت اور ہر نکتہ کا ایک موقع ہی * اشغال ہر وقت کے مناسب اور ریاضتیں ہر قرن کے موافق جدا ہوتا ہوتی ہیں اسی واسطے ہر وقت کے محققوں نے جو اکابر ہر طریق کے تجھے تجدید یعنی نیا کر پنے میں اشغال کے بہت کوشش کئے ہیں تاہم اسکے مصاحت دید وقت پنے ایسا اقتضا کیا کہ ایک باب اس کتاب کا واسطے بیان اشغال جدیدہ یعنی نئے شغلون کے جو اس وقت کے مناسب ہی معین کیا جائے اور اشغال کی تجدید میں تینوں طریقے یعنی قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ پر اکتفا کیا جائے کیونکہ یہہ طریقے سب طریقوں سے مشہور زیادہ ہیں پس اس طریقے کی اشغال کی تجدید یعنی نیا کر پنے کے بعد دوسرے طریقوں کی اشغال کی تجدید کی کچھ حاجت نہیں *

اثر چونکہ حاصل ہوئی نسبت ولایت کی راہ نبوت کے
سلوک کو آسان کرتی ہی اثر جسکو نسبت ولایت کی
حاصل ہی راہ نبوت کی نسبت کو تھوڑی سعی سے حاصل
کر سکتا ہی اسواسطے احسن ترتیب یوں تہی کہ اس باب
کو باب چہارم پر جو مشتمل ہی طریق برسلوک راہ
نبوت کے مقدم کیا جائے اور اللہ سے توفیق ہی اور
اوسکے ہاتھ میں بگام تحقیق ہی

پہلا باب بیان میں طریق نبوت اور طریق ولایت کی
تمیز کے وجہوں میں اور اُس میں دو فصل ہی *

پہلی فصل بیان میں طریق ولایت کے تمیز کی وجہوں میں
اور اوس میں چار ہدایت ہی * پہلی ہدایت حب عشقی
کے تحصیل کے اسباب میں اور اُس میں دو افادہ ہی افادہ
جانا چاہئے کہ حضرت حق کی محبت حاصل کرنے کے لئے سبب
عادی ہی ذکر اثر فکر لیکن جو ذکر اور فکر کہ دو قسم کی محبت
میں سے ایک قسم کی محبت کے حاصل کر نیکا سبب ہی سو
غیر ہئی اوس ذکر اور فکر کا جو سبب ہی حاصل کر نیکا
دوسری قسم کی محبت کا چنانچہ اوس معنی کا ۱۰ شاہان

دو نون قسم کے کاموں کی تفصیلات کے ضمن میں کیا جائیگا
 ۲ آفادہ لیکن عشق کے حصول کا سبب سوتیل اوسکی
 یہ ہی کہ جیسا کہ آگ کہ بہت لطیف اور نہایت صاف اور
 سب عناصر یعنی مٹی ہوا پانی کے اوپر ہی زمین کے اجزاء لطیف
 کے ساتھ کہ جسکا نام دھو دان ہی مٹی ہی اور اوسکو اپنے کرہ کے
 طرف جو سارے عناصر کے گردن کے اوپر ہی کھینچتی ہی تاکہ اُسکو اپنے
 میں فانی کرے اور آثار اور احکام میں ہم رنگ اپنا بناوے لیکن
 جب وہ غبار کہ درمیان آسمان اور زمین کے تودہ تودہ
 جمع ہوا ہی اوس دھو دین کو آگ کے کرہ کی طرف چڑھنے
 نہیں دیتا اور روکتا ہی اس سبب سے درمیان نار اور
 غبار کے کشاکشی اور مقابلہ پیش آتا ہی اسی جہت سے
 کرک اور بجلی پیدا ہوتی ہی یہاں تک کہ اجزاء نار یعنی
 آگ اپنی شدت اور تیزی کے سبب عوايق یعنی روکنے
 والی چیزوں میں سے کسیکو پانی کر کے زمین کی طرف گرا دیتی
 ہی اور کسی کو پارہ پارہ کر کے جو میں یعنی آسمان اور زمین
 کے درمیان پریشان کر داتی ہی تاکہ دھو دین کے جزء لطیف
 کو کشان کشا ہی اپنے کرہ کے طرف کیسجا کے اپنے میں فانی اور

ریشان کر کے ایسا ہی لفظ مبارک اللہ کا جو نشاء الفاظ یعنی
عالم گشت گوین تہی حضرت بیخون کی ہی ذاکر کے حلق اور
تاوا اور زبان اور کان کو اوس دھب سے ذکر کرنے میں جو
صوفیہ کے درمیان چلا کر ذکر کرنے کے لئے معمول ہی اور وہی ذکر
جہری و سو سے کے دور ہوئے اور دل کے جمع ہوئے اور
ارواح کی پتلا پن کے لئے مقرر ہی نور اور سکینہ اور لذت
سے مالا مال کرتا ہی اور ایسا ہی لفظ مبارک اللہ کا اوس
طریق سے ذکر کرنے میں کہ مشہور ہی صوفیہ کے درمیان ذکر
خفی کے لئے اور وہی ذکر خفی مقرر ہی حلاوت پانے
اور خلوت اور سکوت کی لذت اور تھا پنے کے لئے اور
لوگوں سے ملنے اور کلام کرنے سے نفرت پیدا ہونے کے
لئے وہم اور خیال کو ذاکر کے پاس پاش کر کے نیست اور
نابود کر دیتا ہی خواہ ذکر سے اس لفظ مبارک کے یہ
بات حاصل ہوئی ہو یا ملنے سے نفی کے جیسا لا الہ الا اللہ ہی
یا کوئی دوسری صفات کے جیسا الہ سمیع ہی اور اللہ
بصیر ہی تب طالب کا ذہن اوس لفظ سے انتقال کر کے
اوس لفظ کے معنی اور مفہوم کے تصور کے طرف جاتا رہتا

ہی اور وہ مفہوم نشاء علم یعنی عالم عام میں حضرت حق کی وہ تجلی ہی جو ساری تجلیات سے برتر اور لطیف تر اور سب تجلیات میں حضرت ذات پاک کے ساتھ قریب تر ہی جب یہ تجلی یعنی اس لفظ کا مفہوم کہ بسیط محض اور مجرد بحث ہی ذہن میں طالب کے جمنا اور مستقر ہوتا ہی اس طرح سے کہ اوسکی بصیرت کی انکسہ ہمیشہ اوس مفہوم کی طرف پرتی رہتی ہی اور تمامی قوت دراکہ اوسکی کھائی انکسہ کی طرح اوسی مفہوم پر مکی لگی رہتی ہی اور سیواے اوس مفہوم کے کسی طرف تہ دل سے التفات نہیں ہوتی ہی جیانا اگر خطرہ ماسوا کا اوسکے ذہن میں گزرے تو وہ امر اتفاقی ہی تہ دل سے نہیں اور اوسکا نام قوم صوفیہ کے نزدیک فکر ہی من بسیط کہتے ہیں اوسکو جو مرکب نہو جیسے پانی اور ہو اگرچہ نیکہ ہو اکبھی پانی اور پانی ہوا ہو جاتا ہی یعنی حال انکا بدلتا ہی اسیواسطے اوناکو محض بسیط نہیں بولتے اور اللہ تعالیٰ کی ذات محض بسیط ہی کیونکہ اُسکا حال بدلتا نہیں اور مجرد بولتے ہیں اوسکو جو بسیط ہو مگر کہہ کا محتاج نہو جس طرح ملائکہ کیونکہ فرشتے

کرہ کے محتاج نہیں لیکن چونکہ مخلوق میں اُنکو مجرد و جہت نہیں
 بولتے اور خدا کی ذات مجرد و جہت ہی کیونکہ اوسکی ذات
 مخلوق نہیں انتہی حاصل کلام جب طالب اپنی ہمت اور
 عقل کے زور سے اوس مفہوم میں دوتا ہی اور استغراق
 قوی حاصل کرتا ہی اور وہ تجلی اُسکے جان کی پیوند ہو جاتی
 ہی تب سالک کے جزلطیف کو کہ روح الہی ہی اپنا مالون
 اور خوگر بنا کے اور اوسکے ساتھ ملے اوسکو اپنے اصل
 کے طرف کھینچتی ہی اور روح الہی کہ عالم پاک سے ہی
 وَقُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي یعنی تو کہہ کہ روح ہی میرے
 رب کے امر سے شان میں اوسکے ہی اور بسبب
 قید ہونیکے اس مشیت خاک یعنی جسم میں اپنے اصل کو
 بھول گئی تھی اور اوسکے اور اک کے آئینہ نے رنگ کھایا
 تھا جب اوس تجلی کے نور سے آئینہ مونہہ کا اوسکے صیقل
 ہوا اور حق کے کمالون کا عکس اپنے میں دیکھا چنانچہ إِنَّ اللّٰهَ
 خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ یعنی بیشک اللہ نے بنایا آدم کو اپنی
 صفت پر ایک اشارہ ہی اُسپر اور اپنے بھولے ہوئے
 وطن کو یاد کر کے پھر اپنے اصل میں ملنے چاہتی ہی پھر کہہ چینا

اوس تجلی کا اس روح کو اور خود کھینچی جانا اس روح کا سبب
 اوس بیداری اور ہوشیاری کے سبب اوس تجلی کے
 حاصل کیا تھا حظیرۃ القدس یعنی احاطہ پاک میں چڑھنے چاہتی
 ہی اور اپنے رفیق اعلیٰ سے یعنی جماعت انبیاء سے کہ
 مقام ان کا اعلیٰ علیین ہی ملنے کی خواہش کرتی ہی لیکن چونکہ
 غبار بشریت کا حظیرۃ القدس میں ملنے نہیں دیتا اور روکتا
 ہی ناچار روک تو کہ اور مقابلہ درمیان خواہش روح الہی
 اور چاہش نفسانی کے حادث ہوتی ہی اس سبب سے
 شورش اور تغلغل اور گرمی سمہ میں کہ خالقب روح
 طبی ہی ظاہر ہوتی ہی جیسا غضب کے وقت سوزش اور
 گرمی اور فرحت کے وقت خوشی اور شگفتگی * ف * روح
 الہی کی حقیقت سیوا کے خدا کے کوئی نہیں جانتا آدمی کو اتنا
 عام نہیں جو اس کو سمجھے اور روح حیوانی کو روح طبی بولتے ہیں
 اس لئے کہ طیب لوگ علاج اور معالجہ اسی روح کا کرتے ہیں
 اور صحت اور مرض اسی سے علاقہ رکھتا ہی انتہی حاصل کلام
 روحانی خواہش اور نفسانی چاہش و دونوں کے کشاکش
 سے جو سوزش اور بیقراری اور گرمی روح نفسانی میں

پیدا ہوتی ہی سو طالب کو دیا نہ اور سوا لے کی طرح کر دیتی
 ہی اور عقل اور فکر کو کھو دیتی ہی اور اکثر ایسا ہوتا ہی
 کہ شرع اور ادب کے قانون سے باہر کر دیتی ہی اور اُس
 سوزش اور گرمی اور بیقرار کی شدت اور تیزی کے سبب
 سے صحرا اور میدان اچھا معلوم ہوتا ہی اور مجلس اور
 مکان میں وحشت ہوتی ہی اور آہ اور فغان کیا کرتا ہی اور
 رنگ زرد ہو جاتا ہی اور آندون گرایا کرتا ہی اور اسی
 کیفیت کو عشق کہتے ہیں اور چونکہ یہ کیفیت روح انسانی کو
 حاصل ہوتی ہی اس واسطے اسکو حب انسانی بھی کہتے ہیں
 اور یہ کیفیت دمدم برہتی جاتی ہی یہاں تک کہ حجاب
 بشریت کا اور جلیباب نگہ کا یعنی پر وہ اللہ کے نہ پہچاننے کا
 پھٹ جاتا ہی اور نفسانیت کا غبار پاش پاش ہو جاتا ہی
 اور اس محبت کا پھل ظاہر ہوتا ہی یعنی حضرت ذوالجمال
 کے جمال کا شاہدہ حاصل ہوتا ہی

ہدایت دوسری حب عشقی کے مویدات کے بیان میں

اور وہ شامل ہی تین افادہ پر *

* افادہ * حب عشقی کی مویدات میں سے عمدہ موید ریاضت

ہی یعنی کم سونا اور کم بولنا اور لوگوں کی صحبت میں کم رہنا کیونکہ
 ان چیزوں کی قلت سے روح حیوانی کو رقت اور لطافت
 حاصل ہوتی ہے اور جس قدر روح حیوانی پتلا ہوتی ہے اور
 پگھلتی ہے تغفل اور شور و شکر اور گرمی جلد تر ظاہر ہوتی ہے *

۲ افادہ * سب مویات میں سے حب عشقی کے سناہی
 الحان خوش کا اور آواز دکش کا اور شوق امیز قصوں کا اور
 عشق انگیز شعر و نثر کا * ۳ افادہ * ساری مویات سے اُسکے
 پرہیز کرنا ہی اُن چیزوں سے کہ روح طبعی میں کثافت پیدا کرتی
 ہیں جیسا بہت سونا اور غذا کے کثیف کا ہمیشہ کھانا اور مانند
 اُسکے چنانچہ اہل بحر پر چھپا نہیں ہے *

تیسری ہدایت بیان میں حب عشقی کے آثار میں

اور اس میں پانچ افادہ ہے

۱ افادہ * حب عشقی کے آثار میں سے یک یہ ہے کہ یہ
 حب بذاتہ پھرت جانیو حجاب بشری کے اور ملنے کو روح
 الہی کے اپنے اصل کے طرف تقاضا کرتی ہے اور بس * کسی
 قانون کی موافقت نہیں چاہتی خواہ قانون شرع ہو خواہ قانون
 ادب اور نہ کسی کی رضامندی دہندہ ہتی خواہ رضامندی

محبوب کی ہو خواہ اس کے غیر کی اور نہ کسی کی متابعت کو لازم
 جانتی خواہ متابعت خود محبوب کی ہو خواہ اس کے غیر کی یہ
 مت سمجھو کہ مقصود اس کلام سے یہ ہے کہ عشق اور وجد
 والے پابند شریعت کے اور مقید آداب عرفی کے اور
 طالب رضا کے مولا کے نہیں ہوتے اور تابعداری کو مصطفیٰ
 صلعم کے لازم نہیں جانتے حادث و کلا بلکہ مقصود وہ ہے کہ یہ حب
 بذاتہ ان کاموں کو نہیں چاہتی بلکہ صاحب اس حال کے فقط
 مضمحل ہونے کو مشاہدہ میں جمال حضرت ذوالجلال
 کے چاہتی ہے اور بس * جس طور سے ممکن ہو ہاتھ
 ادا کسی طریق کی خصوصیت کو اس کی اقتضائیں
 داخل نہیں مثلاً اگر ایسے حال والے کو اپنا مقصد حاصل
 ہو نیکامان راگ بابہ سنے میں اور عشق مجازی
 میں اور شغل برزخ میں اور طاعت اور ذکر سے معطل
 رہنے میں اور اس طرح کے کاموں میں جو شرعاً حرام اور
 منع ہے ہو وہ البتہ تہہ دل سے اس کی رغبت اور
 میلان ان کاموں کی طرف ظاہر ہوگی اگرچہ صاحب اس حال کا
 دینداری کی راہ سے اس خواہش کے آثار کو ظاہر

ہو اپنے ذمے بلکہ دور کر پینے میں اوسکے کوشش کرے
 کیا نہیں دیکھتا ہی کہ عشق مجازی میں عاشق کو معشوق کے
 جمال کا دیکھنا اور اسے نزدیک ہونا اور ماننا مطلوب
 ہوتا ہی اگر پہ معشوق کو عاشق کے نزدیک سے اذیت
 ہوتی ہی بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ مجازی معشوقین اپنے
 عاشق کو دیدہ بازی سے اور آمد و رفت سے اپنی مجلس
 میں منع کرتے ہیں اور قرب و جوار اور محلہ اور دیار سے
 نکلوا دیتے ہیں یہاں تک کہ نوبت گالی گلوچ کی اور لات اور
 جوتی کی پہنچتی ہی لیکن عاشق لوگ دیدہ بازی سے اور
 آمد و رفت سے مجالس میں معشوقوں کے دست بردار نہیں
 ہوتے ہیں بلکہ مرجانا اپنے معشوق کے ہاتھ سے اور برداشت
 کرنا ان کے غصہ اور غضب کو اور کھیل جانا اپنی جان کو ان کے
 کو پہ میں کمال فخر اور علو ہمتی سمجھتے ہیں چنانچہ ان کی باتیں جو نظم
 اور نثر میں ہیں صریح اس پر دلالت کرتی ہیں کیا نہیں دیکھتا
 ہی کہ کلام شکایت امیز کسی ایک کا زبان پر لانا اور حرف
 گلہ کا نکلنا کس قدر باعث رنج کا اس شخص کے ہوتا ہی اور
 مقام میں حب عتلی کے کس پایہ میں گراتا ہی باوجود اسکے

عشق مجازی والے بیان کر پئے ہیں ایسی حکایات اور شکایات کے در پئے نہیں بلکہ اپنے کلام کو کے اسطرح مضامین سے رنگین کرتے ہیں حاصل کلام مقصود اس کلام سے حب عشقی کی اہانت نہیں ہی بلکہ ایک اشارہ ہی طرف اوس فرق کے کہ در میان حب عشقی اور حب عقلی کے ہی حادثہ کلام ۲ افادہ * اور سب آثار دن میں سے حب عشقی کے تفرہ ہی یعنی محبوب کے سوا سارے علاقوں سے الگ رہنا اور بھانت بھانت کے شغافوں کے پیش اپنے اور علاقہ کے ہجوم سے دل تنک ہونا اور امور متفرقہ کے انتظام سے تنک حوصلہ ہونا جیسا بندوبست گھر اور سیاست شہر کی اور جماعتوں کی امامت اور جمعہ اور عید کی اقامت اور حق دار ناپتے والوں کے حق کو دینا ہی اور اس واسطے نکاح سے جو اصل سارے علاقوں کا ہی اُن کو نفرت اور وحشت ہوتی ہی * ۳ افادہ * اُنہیں میں سے ہی شدت سے علاقہ پکارتے ناد لگا مرثہ کے ساتھ مستقل ہو کے یعنی اس لحاظ سے نہیں کہ یہ شخص حضرت حق کے فیض کا نودان ہی اور اُسکی ہدایت کا وسیلہ

ہی بلکہ اس طور سے کہ متعلق عشق کا وہی شخص ہو نا
 ہی چنانچہ اس طریق کے بزرگوار دن میں سے ایک نے
 فرمایا ہی کہ اگر خداے تعالیٰ ہمارے مرثہ کے غیر میں
 تجلی قرادے تو ہرگز مجھ کو اس کی طرف التفات درکار نہیں
 * افادہ * سب آثار دن میں سے اس حب کے اہتمام نہ کرنا ہی
 علوم اور طاعات ظاہری پر کیونکہ مشغول ہونا علوم ظاہری
 میں بھانت بھانت کے کاموں کے انتظام میں سے ہی اور
 چونکہ کام اس کا بساطت در بساطت یعنی وحدت ہی
 مشغول ہونا ایسے کاموں میں کہ جس میں کثرت ہی اوسکے
 کاروبار کو پریشان کرتا ہی * ہ افادہ * اور سب آثار میں
 اوس کے عدم تنظین یعنی نہ سمجھنا اوس علاقہ کا ہی کہ ظاہر
 شرع اور باطن شرع کے درمیان میں واقع ہی تفصیل اس
 اجمال کی یوں ہی کہ شرع کو ایک باطن ہی اور وہ علاقہ
 یکرتادل کا ہی حضرت حق جاشانہ کے ساتھ اور اس تعلق
 کے اقسام مختلف ہیں کہ ہر قسم کو اوس اقسام میں سے
 نسبت بولتے ہیں * ف * بطرح بادشاہ کے ساتھ
 کسی کو نسبت غلامی اور کسی کو نوکری اور کسی کو دوستی کی

ہوتی ہی انتہی اڈر شرع کو ایک ظاہر ہی اڈر وہ احکام
 کو بجالانا ہی اڈر مناجی سے باز رہنا اڈر اس افعال ظاہری
 اڈر وہ علاقہ باطنی کے بیچ میں ایک علاقہ ہی بہت بار ایک
 کہ قبایہ محققین اعی شیخ ولی اللہ قدس اللہ سرہ نے اسکو
 کھو لکر تفصیل کے ساتھ لکھا ہی پس جو شخص اپنے میں
 اوس علاقہ کو پاتا ہی عبادت اوسکی سرامر منزلے پوست
 ہوتی ہی اڈر احوال اسکا افعال کے ساتھ مل جاتا ہی
 دگر نہ وہ شخص محض قشری ہی یعنی عبادت اوسکی سرامر
 پوست یے منظر ہوتی ہی اگر تمسک فقط ظاہر افعال شرعی
 پر کیا جائے والا عقیدہ میں اوسکے ایک شاخ مانع پنے کی نکلتی
 ہی اگر تمسک فقط باطن شرع پر کر کے ظاہر شرع کا کچھ اعتبار
 نہ کرے اڈر چونکہ دریافت کرنا اوس علاقہ کا وحدت احوال میں
 کثرت افعال کے بند و بست کے قسم سے ہی حب
 عشقی والے کو اس میدان میں جولان نہیں ہی مگر حب عقلی
 والوں کی تقلید کر کے اڈر اسی آثار سے جو مذکور ہووے
 دوسرے آثار کو کہ سبب تنگی مقام کے مذکور ہووے سمجھنا
 عاقل پر اتنا دشوار نہیں * اَلْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْاِشَارَةُ * عاقل کو

اشارہ بس ہی *

چوتھی ہدایت حب عشقی کے پھل میں

اور اس میں تین فائدہ ہی * افادہ * کیفیت عشقی کی
تیزی اور شدت اور تجلی علمی کی کشش کی قوت اور
روح الہی کے کمال کھچی جانے کے سبب سے جب
غبار شہادت اور مثال کا دور ہو جاتا ہی اور نور اور ظلمت
کے پردے پھٹ جاتے ہیں تب بموجب اوس وعدہ کے
کہ **حَسْبُ آيَةٍ كَرِيْمَةٍ وَاللّٰهُ يَنْصُرُ الْمُجَاهِدَ وَافِينَا لِنَهْدِيَنَّهُمْ سَبِلَنَا**
ناطق ہی یعنی جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہماری تلاش
میں البتہ تباہ و بگاڑ انکو اپنی راہ میں اور **حَسْبُ كَرِيْمَةٍ فَاذْكُرُوْنِيْ**
اَذْكُرْ كُرْ كُرْ دلالت کرتی ہی یعنی یاد کرو و محسوس کرو یاد کرو و بگا
تمکو حضرت ذوالجلال کے جمال لایزال کا مشاہدہ
حاصل ہوتا ہی یعنی اللہ کی ذات پاک ظاہر ہوتی ہی
اور قرب اور نزدیکی اور رعیت اور سنگت کے
معنی کہ مضمون ہی اس حدیث قدسی کا **اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ**
بِيْ وَاَنَا مَعَهُ اِذَا ذَكَرَنِيْ وَاَحْفَظُ اللّٰهُ تَجِدُوْهُ تَجَاهَكَ ہم اپنے
بدھ کی یقین کے نزدیک ہیں اور ہم اوسکے ساتھ

ہیٹن جب یاد کرتا ہی وہ محسوس کرتا کہ اللہ کو پاؤں لگا تو اوسکو اپنے روبرو * اوس پر ظاہر ہوتا ہی یعنی وصال حاصل ہوتی ہی اور بدلے میں اوس تب و تاب اور سیلے چینی اور قلق کے کہ جوائی میں برداشت کیا تھا پوشاک سرور کی اور خلعت کلمہ کلام کی ہاتھ لگتی ہی فی الجملہ پریشانی الفت کے ساتھ اور وحشت اُنس اور محبت کے ساتھ بدل جاتی ہی افادہ پھر جب قاید تو فیق اوس مدہوش کے ہاتھ کو یعنی جو شخص شاہدہ کی خوشی سے مدہوش ہو رہا ہی اوسکے ہاتھ کو پکارتے اور کھینچتا ہی تب فنا اور بقا کا مقام یعنی اپنے کو فنا اور اللہ کو باقی سمجھتا ہی غیب کے پردہ سے ظاہر ہوتا ہی اس اجمال کی تفصیل یہ ہی کہ جیسا لوہے کے ٹکڑے کو آگ میں ڈالتے ہیں اور آگ کا شعلہ اوسکے ہر جانب کو گھیر لیتا ہی بلکہ آگ کا جز لطیف اوس لوہے کے ٹکڑے کے جوہر ذات میں گھس جاتا ہی اور رنگ اور روپ کو اوسکے ہر رنگ اپنا بناتا ہی اور گرمی اور جلانا کہ آگ کی خاصیت میں سے ہی اوسکو حاصل ہوتی ہی البتہ وہ لوہے کا ٹکڑہ آگ کے انگاروں میں گنا جاتا

ہی اس لحاظ سے نہیں کہ وہ لوٹا اپنی حقیقت سے بدل کے
 حرف آگ ہو جاتا ہی کیونکہ یہ امر صریح جھوٹ تھا اور باطل
 ہی بلکہ یہ لوہے کا ٹکڑہ اپنی حقیقت میں لوٹا ہی ہی لیکن
 آگ کے شعلوں کے لشکر کنی ہجوم سے لوہے پناؤ کا اپنے
 آثار سمیت بھاگ گیا اور گم گیا پس جو آثار اور احکام
 کہ آگ میں پایا جاتا تھا وہی حکم اور اثر اوس لوہے کے ٹکڑے
 میں صادق آسکتا ہی نہ نہ بلکہ وہ آثار اب بھی اسی آگ
 پر کہ اوس لوہے کے ٹکڑے کو گھیر لیا ہی مرتب ہوتا
 ہی لیکن جب اوس آگ نے اوس لوہے کے ٹکڑے کو
 اپنی سواری بنا کے اپنی سلطنت کا تخت قرار دیا اوس
 آثار اور احکام کو اسی لوہے کے ٹکڑے کے ساتھ نسبت
 کر سکتے ہیں چنانچہ اوسکی تصریح ہی وَمَا فَعَلْتُمْ عَنْ أَمْرِي
 اور نہیں کیا تمہارے اوسکو اپنے حکم سے وَفَارَادَ رَبُّكَ پھر
 اور وہ کیا تیرے رب نے ✽ ف ✽ حضرت موسیٰ علی
 نبینا وعلیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کو خون ناحق
 کا اور ناحق کشتی توڑنے اور بے فائدہ دیوار بنانے کا الزام
 دیا اور انکی طرف نسبت کیا اور خضر علیہ السلام نے جواب

دیا کہ نہیں کیا ہم نے اپنے حکم سے اس سے معلوم ہوا کہ
 جانا کام آگ کا ہی لیکن کہہ سکتے ہیں کہ لوہے سے جل گیا
 لوہے سے داغ دیا انتہی القصہ اگر اوس لوہے کے تکرار سے
 کو اسماعیل میں بولنے کی قدرت ہوتی تو بیشک سوزبان سے
 اپنے آگ ہو جائیگا وازہ اور لوہا آگ ہی اور آگ لوہا ہی
 اس لفظ کا شور گنبد آسمان میں دالتا اور مقرر ایک ساعت از خود
 رفتہ ہو کے اور اپنی حقیقت سے غافل ہو کے بولنے لگتا
 کہ میں آتش سوزان کی ایک چنگاری ہوں اور میں وہ ہوں
 کہ کاروبار باورچیو نکا اور لوہاروں اور سونہاروں بلکہ سارے
 صنعت والوں کا میرے ساتھ لگا ہی پس اسی طرح
 جب اللہ کی کشش کی موجیں اس طالب کے نفس کامل کو
 احدیت کے دریا کے فعر میں کھیچ لیتی ہی * ف * یعنی
 سوائے اوس احد کے ادسکو کوئی نظر نہیں آتا اور اس کے
 توحید میں فنا ہو جاتا اور اوسے پاک ذات پر اس کی تکی لگ
 جاتی ہی اور اپنے کان اور آنکھ اور ہاتھ اور پانوں اور
 غیرہ اعضا کا خیال اور ہوش مطلق باقی نہیں رہتا جیسا کہ فنا اور
 بقا کے مقام میں قریب ہی مذکور ہی انتہی تب انا الحق یعنی

مِنْ حَقِّ هُوْنٍ وَلَيْسَ فِي جَبْتِي سِوَى اللَّهِ * اور یہیں میرے
جیسے میں اللہ کے سوا ہی بے اختیاری سے بول اوتھتا ہی
جیسا کہ اسی حال کا بیان ہی حدیث میں جو مذکور ہوتی ہی
* فَكُنْتُ سَمِعُهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرُهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ
وَيَلَهُ الْتِي يَطِشُ بِهَا وَرَجَلُهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا *
تب ہوتا ہوں اوسکا کان کہ سنتا ہی اوس سے اور ہوتا
ہوں اوسکی آنکھ کہ دیکھتا ہی اوس سے اور ہوتا ہوں
اوسکا ہاتھ کہ پکرتا ہی اوس سے اور ہوتا ہوں اوسکا
پانوں کہ چلتا ہی اوس سے اور ایک راویت میں یہ لفظ
ہی وَلِيسَاَنُهُ الَّذِي يَتَكَلَّمُ بِهِ * اور ہوتا ہوں اوسکی زبان
کہ بولتا ہی اوس سے یہ گفتگو بہت باریک اور یہ مسئلہ
ہی بہت نازک اس مسئلہ میں مناسب ہی کہ خوب تامل
کرے * ف * یہ ایسا مقام ہی کہ جب روح آدمی
کی بشریت اور آب و گل کے لباس سے خالی ہوتی
ہی اور حق کی تجلی کا عکس اوس روح پر برتی ہی اور
طالب حق کا حق تعالیٰ کو موجود اور اپنے کو بالکل فنا اور
مٹا ہوا سمجھتا ہی اور اپنی زبان کو اپنی زبان نہیں جانتا

اور اسکا حال اوس لوہے کے ٹکرے کا ہونا ہی شب
 بے اختیار ہی کی حالت میں عشق کے جوش سے انا الحق
 کہنے لگتا ہی انتہی ✽ اور تنصیل وار سمجھنا اسکا دوسرے
 مقام پر حوالہ کر کے تو ✽ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَلَا اقُولَ لِاَنَّهُ ✽ سِرِّ لِسَانِ النَّاطِقِ
 عَنْهُ اَخْرَسُ ✽ اس کے سوا اور کچھ نہ بولو لگا کیونکہ وہ ایک
 بھید ہی زبان ناطق اوس سے گنک ہی خبر دار اس
 معاملہ میں ہرگز تعجب اور انکار کرنا پچا ہے کیونکہ جب وادی
 مقدس کی آگ سے جہان حضرت موسیٰ علیہ السلام گئے تھے
 اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ ✽ بیشک میں ہوں اللہ سارے
 جہان کا پالنے والا اس مضمون کی آواز نکلی تو آدمی جو اثرات
 موجودات اور اوس ذات پاک کا نمونہ ہی اگر اس کے
 نفس کامل سے آواز انا الحق کی نکلی تو مقام تعجب کا نہیں ✽
 ف ✽ یہ آیت بیسویں پارہ سورہ قصص میں ہی انتہی اور
 اس مقام کے لوازم سے ہی عجیب و غریب خوارق اور
 کم استون کا صادر ہونا اور قوی تاثیر و ن کا ظاہر ہونا اور
 وعادُن کا قبول ہونا اور بلاؤں کا دفع ہونا دلیل اسکی
 یہ حدیث قدسی ہی لَا اِن سَأَلْنِیْ لَا عَظِیْمَہٗ وَلَ اِن اِسْتَعَاذْنِیْ

لَا عَيْنَ لَهُ * البتہ اگر سوال کریگا مجھ سے البتہ عطا کر دے گا
 اوسکو اور اگر پناہ مانگے ہم سے البتہ پناہ دے گا اوسکو اور
 اس حال والے کے لوازمات سے ہی کہ اوسکے
 دشمن بد سگال پر خرابی اور وبال پڑے چنانچہ یہ
 حدیث اسی مضمون کی ہی مَن عَادِيَ لِي وَلِيَّا نَقَلَ
 اَذْنَتْهُ بِالْحَرْبِ * جسے دشمنی کی میرے دوست کے
 ساتھ سو تحقیق نگاہ کر دیا ہم نے ساتھ جڑک کے * ۳ افادہ *

پھر اگر غیب سے دو بھری رحمت اور نئی طرح کی کشش
 رحمانی اس طالب کے حال پر پہنچتی ہی تب اوسکی
 اور اک اور سمجھ بہت ہی کشادہ اور بہت برسی
 ہو جاتی ہی کہ اوسکے سبب سے جتنی موجودات اور
 مخلوقات ہیں سبکی حقیقت ذات بیچون کے مقابلہ
 میں اوس شخص کے نزدیک سی ہوئی نظر آتی ہی اور جو
 علاقہ کہ اس طالب کی ذات اور حضرت حق کے درمیان
 میں ظاہر ہوا تھا وہی علاقہ سناری موجودات اور حضرت حق
 کے درمیان میں اوس کو روشن ہوتا ہی حاصل کلام
 حضرت جب جو تمام موجودات کا قیوم اور تھام پنے والا ہی

اوسکی قیومیہ کی شان اور ساری مخلوقات کی ہشمار
 حقیقتیں جو اوس ایک ذات سے قائم ہیں اس پر کھل
 جاتی ہیں تب سورہ مدید کی اس آیت کا مضمون بولنے
 لگتا ہے: ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ
 عَلِيمٌ﴾ وہی پہلا اور وہی پچھلا اور ظاہر اور باطن اور
 وہ سب چیز جانتا ہے سبحان اللہ کیا خوب تاثیر حب عشقی
 ہی اور کیا اچھی کشش تجلی علمی کی ہی کہ اوسکے سبب
 سے یہہ ایک مشت خاک مقام پاک میں کسند رہ چلا لاک ہوا
 اور اس ناچیز متنی نے رب الارباب کے قرب کی مجلس
 میں کیسا مقام عزت کا ہاتھنے کو پایا بیت جسم خاک از عشق
 برا فلاکش * کوہ در رقص آمد و چلا لاکش * یعنی خاکی
 بدن عشق سے آسمان پر گیا پھار ناچنے لگا اور چلا لاک ہوا
 عشق جان طور آمد عاشقا * طور مست و نر موسی صاعقا *
 طور کی جان عشق آئی عاشقا * ہو گیا مست اور موسی گر پڑا
 اور اس مقام کے لوازم سے ہی وحدت وجود کا دم مارنا *
 * ف * یعنی سب وجود کو فنا سمجھنا فقط اللہ کے وجود کو
 باقی اور موجود جاننا انتہی اور اللہ کی معرفت کی باتیں کرنا اور

ان بیسوں کا مضمون بولنا شعر انچہ فی میگوید اندر زیر ویم
 فاش گر گویم جہان برہم زخم ✽ یعنی جو کچھ بانسلی بولتی ہی زیر
 ویم کے اندر اگر کھول کر بولوں تو جہان کو برہم کروں ✽
 جہاں معشوق است و عاشق پردہ ✽ زندہ معشوق است و عاشق مردہ ✽
 یعنی جو ہی سو معشوق ہی عاشق پردہ ہی معشوق زندہ ہی
 عاشق مردہ ہی ✽ محبت عشقی کے احکام کا بیان شرحوار
 خصوصاً فنا اور بقا کے مقام کی تفصیل سامک کی کتابوں میں
 موجود ہی اور قدوہ اولیا کے اور زبدہ ارباب صفا کے
 حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے اس کمال
 کو قرب النوافل بولتے ہیں ✽

دوسری فصل بیان میں طریق نبوت کی تمیز کے وجہوں میں
 اور اس میں چار ہدایت ہی ✽

پہلی ہدایت بیان میں حب ایمانی کی تحصیل کے اسباب میں
 جانا چاہئے کہ انسان اصل خلقت اور پیدائش میں اپنے
 چند امور پر مفلور ہی اور بھلا جاننا اور کامونگا اور برا سمجھنا
 اور کامون کے ضد کا اس کی جبلت میں امانت رکھتے ہیں
 اور نوع انسان میں جس شخص کے جبلت کی تحتی نقشون

سے جھوٹی تقلید اُون نادانوں اور سرکشوں کے جنہوں نے اپنے فطرت کو خراب اور فاسد کئے ہیں صاف ہوتی ہی البتہ انگاموں کو اپنے لئے بلکہ سارے انسان کے لئے فخر اور ہنر سمجھتا ہی اور انگاموں کے ضد کو اپنے اور اپنے سے لوگوں کے لئے نقصان اور عیب معلوم کرتا ہی اور جسکو اپنے ہم جنسوں سے ان کاموں سے معطل اور بیکار دیکھتا ہی اوسکو کو دن اور یوں قوفوں کے زمرہ سے گنتا ہی اُون میں سے عمدہ امر منعم کی حب اور اوسکی تعظیم ہی اور سارے عالم پر اوسکی طرف داری اور اُسکی نعمتوں کی شکر گزاری اور محنتوں کی برداشت کرنی اور چاہتی چیزوں کو چھوڑ دینی اور طلب رضامین اوسکے بھاتی چیزوں کا عرف کرنا اور اوسکے غلاموں کے زمرے میں سے اپنے کو سمجھنا اور اپنی ذات کو اُسکے مقابلہ میں ناچیز محض دیکھنا اور اوسکی تعریف میں زبان کھولنا اور اعضا کو اپنے اوسکی خدمت میں لگانا اور اوسکے بار احسان کے نیچے گردن جھکانا اور اوسکے احسان کو قولا اور فعلا اظہار کرنا اور اوسکی فرمان برداری میں اپنی مرغوب چیزوں کو کھودینا اور اوسکے

ادامہ اور رضا جوئی کے عزم پر دل کو مضبوط رکھنا اور فروسی اور نیاز سے اوسکے عار و تنگ نکرنا گو کہ خیس اور دشوار کاموں کا رنج اور محن پیش اوسکے اور مدد و دست پڑا ہر کام مذکور کے کہ خلاصہ اوسکا حق شناسی منعم کی ہی استقامت کرنا حاصل کلام خلاصہ اس کلام کا یہ ہے کہ انسان جید فطرت کو اپنے منعم کے ساتھ ایک علاقہ ایسا ہوتا ہے کہ ہرگز اوسکے عہدہ برائی سے مدت العمر کی خدمت سے باہر ہونے نہیں سکتا اور کسی چیز کو اوسکی نعمتوں کے مقابلہ میں سمجھنے نہیں سکتا اور جو مشقت کہ اوسکی خدمات کے بحال اپنے میں برداشت کیا ہی اوسکی جڑا سیوا اوسکے رضا کے دوسری چیز کو معاموم کر نہ نہیں سکتا ہی اور اگر تو نیک تامل کرے تو کسی فرد جید خاقت کو افراد انسان میں سے خالی ان امور سے پناہ لگا اور آپس میں مراہنا اور فخر کرنا سبب حب منعم کے اور بچنا اور نفرت کرنا منعم کی کفران نعمت سے اور آپس میں گالی طعوج کرنا سبب کفران نعمت کے اس قسم کے لوگوں میں جاری ہی مثلا اگر کسی کو یوں یاد کیجئے کہ فلا نا اپنے باپ کے ساتھ نیکی

اور اپنے مالک کی حیر خواہی اور اقا کی نمک جلائی اور
 استاد کی تعظیم اور بادشاہوں کی فرمان برداری کرتا ہی
 تو البتہ وہ شخص اس بات کو اپنی تعریف اور مدح شمار
 کرے گا اور اس سبب سے اوسکو سرور اور خوشی
 حاصل ہوگی بلکہ قایاں کی محبت اوسکے دل میں جمیگی اور
 اوسکے نفع رسانی میں سعی دل و جان سے کریگا اور اگر یوں
 ذکر کیجئے کہ فلا نا اپنے باپ ما کے ساتھ عمیق یعنی نیکی نہیں
 کرتا اور مالک سے بھاگتا اور اقا سے نمک حرامی اور استاذ کی
 امانت اور سلاطین سے بغاوت کرتا ہی تو البتہ وہ شخص
 اس قول کو اپنی بہو اور مذمت جانے رنجیدہ ہوگا اور بنص
 اور ایذا رسانی پر قایل کے کمر باندھیگا اور نعمت دینے
 والے کی حب کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہی اوسکے
 شعائر کی تعظیم یعنی ایسے کاموں کی تعظیم جنکو منعم کے ساتھ
 ایک مناسبت خاص اور لگاؤ ہی اس طور سے کہ
 جو شخص اس مناسبت سے واقف ہی ذہن ادسکا ان
 امور کے دیکھنے سے منعم کی طرف جاتا رہیگا جس طرح منعم
 کے نام اور کلام اور لباس اور ہتھیار کی تعظیم یہاں تک کہ

اد کے گھوڑے اور گھر کی چنانچہ جگہوں ان باتوں کا سلیقہ
 ہی اور برے برے حق شناس امیر دہلی صحبت اُتھائیے
 بیٹن اور اون کی تعظیم کو جو بہ نسبت فرمان شاہی اور تحت
 بادشاہی کے بجالائے بیٹن دیکھے بیٹن اد پیر پوشیدہ نہ ہیکا اور
 جب تعظیم منعم کی کمال کو پہنچتی ہی تب وہ تعظیم اُن
 چیزوں کی تعظیم کی باعث ہوتی ہی جو چیز اد کی حب کی
 تائید اور اد کے شکر کی ترویج کرتی ہی۔ مثلاً تعظیم ادس
 شخص کی کرتا ہی جو منعم کی شکر گزاری کے لئے اور محب
 کے تائید کے واسطے دعوت کرتا ہی یا اد کی نعمتوں کا
 اعلام کرتا ہی اور جب یہ مرتبہ بھی زور و قوت پکرتا ہی
 اور عد سے برآہم جاتا ہی تب باعث تعظیم کا اون کاموں کے
 ہوتا ہی جو محب سے منعم کی تعظیم اور خدمت گزاری ہی
 میں صادر ہوئے بیٹن مثل تعظیم ادس اقوال اور افعال کے
 کہ منعم کی نعمتوں کے بدلے میں بجالیامی اور مثل تعظیم
 ادس مال کے کہ منعم کی رضامندی میں خرچا ہی * یہہ مت
 سمجھو کہ یہہ تکبر ہی اپنے قول اور فعل پر اور ناز اور بتختر
 ہی اپنے مال خرچنے پر کیوں کہ وہ اقوال اور افعال اور اموال

کے دو جہت ہیں ایک جہت سے محب کے کاموں سے
 ہی اور دوسری جہت سے منعم کی شعائر سے ہی اور
 یہ تعظیم جہت ثانی سے علاقہ رکھتی ہی نہ جہت پہلی سے *
 اور انہیں میں سے جو اد کی حب ہی اور جو اد اسکو
 بولتے ہیں کہ نفع کی چیزوں کو بیغرض پانچاؤ کے کیونکہ جس میں
 یہ صفت پائی جاتی ہی انسان سلیم الفطرۃ بالطبع اسکو
 دوست رکھتا ہی مثلاً جس بادشاہ اور امیر میں سخاوت
 اور مروت اور کرم اور فتوت کی صفت پائی جاتی ہیں
 البتہ اُنکو ہر کوئی عقل والوں میں سے تہہ دے اپنے دوست
 رکھتا ہی اور ایسے لوگوں کی عزت اور جاہ کی ترقی تہہ
 دل سے چاہتا ہی خواہ اسکو کچھ انعام اسے ملا ہو یا نہیں
 چنانچہ عقل والے پر پوشیدہ نہیں ہی اور حال تو یہ ہی کہ
 ان میں سے کسیکو جو اد حقیقی نہیں بول سکتے ہیں کیونکہ
 حق جل و علی کے سیوا جس شخص میں یہ صفت ہی اور
 فیض رسانی میں لوگوں کے سعی اور کوشش کرتا ہی
 اسکو البتہ کوئی غرض ہوتی ہی خواہ غرض دینی ہو جیسا
 خدا کی مرضی تلاش کرنا یا ثواب اور دفع عذاب آخروی

کا طلب کرنا خواہ غرض دنیوی ہو جیسا نام و نشان طلب
 کرنا یا لوگوں میں شہرہ سخاوت اور کرم کا پھیل جانا
 اور ہم جنسوں میں ثنا اور مدح اور تعریف کا ہونا البتہ ان
 دو غرضوں میں سے کوئی غرض باعث اس سخاوت اور
 بخشش کی ہوئی ہی لیکن چونکہ اس غرض کو فیض پہنچانے اور
 انعام دینے کے وقت چھپا رکھتے ہیں اور محض بے غرضی
 ظاہر کرتے ہیں اسی جہت سے لایق دوستی کر پے عقل
 والوں کے ہوئے ہیں یہ جا کہ جو او مطلق کہ بخشش اور کرم
 حقیقی کی صفت ذات فیاض میں اس کریم کے منحصر ہی
 اور بس * ف * یعنی نہ اکی دینگی بے غرض اور بے وجہ
 ہی اور کبھی نہیں انتہی * کیا نہیں دیکھتا ہی تو جو کبھی
 کسی شخص سے سخاوت اور کرم کے وقت کسی غرض
 کی تحصیل یا کسی منفعت کی طلب ظاہر ہوتی ہی تو سارے
 عقل والے اس کو سخیوں کے زمرہ سے خارج جانتے
 اور دون ہمتوں کی جماعت میں سے گنتے ہیں * اور
 انہیں میں سے صد کی تعظیم ہی اور صد اس کو بولتے ہیں
 کہ خود بے نیاز ہو اور دوسرے کو اس کی طرف احتیاج

پس آتی ہو اور یہ صمدیت یعنی پی نیازی متفاوت ہی
 کمال اور نقصان میں کیونکہ لیے پروائی کھانے اور پینے
 اور جماع اور ان کے مثل حیوانیت کی لوازمات سے ایک مرتبہ
 صمدیت کا ہی اور لیے پروائی جہت اور شکل اور
 رنگ اور اوس کے مثل جسمانیت کے لوازمات سے
 ایک مرتبہ ہی اوس کے اوپر اور لیے نیازی مددگار اور وزیر
 اور شریک اور مشیر اور متصیار اور آلات سے
 اور مثل اوس کے عجز کی لوازمات سے اور ایسا ہی
 لیے پروائی جاسوسوں اور ہر کاروں اور خفیہ نویسوں اور
 وقایع یعنی رویداد لکھنویوں اور اوس کے مانند جہل
 کے لوازم سے ایک مرتبہ ہی اوس سے اور پروائی پروائی
 علت سے خواہ قائل ہو خواہ قابل کہ حکام نام و جوہر ہی
 ایک مرتبہ ہی اوس سے اوپر * اور غیر دن کو جو احتیاج
 اس کی طرف پیش آتی ہی اوس کے بھی مرتبہ ویسی
 متفاوت ہیں کیونکہ احتیاج حل مشکلات اور دفع بلیات
 میں ایک مرتبہ ہی اور احتیاج تربیت یعنی کھلانے اور پالنے
 اور پرہیز کرنے میں ایک مرتبہ ہی اوپر اوس سے اور احتیاج اس کی

ایجاد اور عنایت کی طرف حاصل ہونے میں اعضا اور قوی کے ایک مرتبہ ہی اوس سے اوپر اور احتیاج نفس وجود میں اور اوس وجود کے باقی رہنے میں یعنی نیست اور ہست ہونے میں ایک مرتبہ ہی اوس سے اوپر اور دوسرے مرتبہ فوقانی یعنی اوپر کے مرتبے کو اسی پر قیاس کیا چاہئے اور صمدیت اور پی نیازی کے مرتبے کے متبادلہ میں ایک مرتبہ ہی تعظیم کا اوس کے مثل نقصان اور کمال میں یعنی جب قدر صمدیت برتر اوس کی طرف احتیاج قوی تر ہوگی حاصل کلام صمدیت اور تعلیم دونوں کو مثل دوپلہ تر از دو کے قیاس کیا چاہئے کہ ایک پلہ جتنا اونچا ہوگا اتنا ہی دوسرا پلہ نیچا ہوگا کیا نہیں دیکھتا ہی کہ کوئی دین اور مذہب والے خواہ حق ہو خواہ باطل عبادت کو کہ غایت مرتبہ تعظیم کا ہی حق میں کھن کے بغیر ثابت کرنے اور صمدیت اور پی نیازی کے اور بدون ثابت کرنے اپنی احتیاج کے اوس کی طرف حاجات اور مشکلات میں تجویز نہیں کرتے ہیں بلکہ مستحق ہونے پر عبادت کے لئے اسی صمدیت کو دلیل پکارتے ہیں * ف *
یعنی جب تک کسی کو ایسا نہیں سمجھتے کہ یہ شخص پی نیاز

ہی اور ہم اسکے محتاج تب تک اسکو لایق عبادت کے نہیں جانتے انتہی اور شارع یعنی خدا ہی تعالیٰ نے بھی جو سو تھے معبودوں کی معبودیت کو صمدیت کی نفی کے ساتھ باطل فرمایا ہی کیونکہ جائز اونیکی احتیاج اور اُنکے پوجہریوں کی عدم احتیاج یعنی نہ محتاج ہونا اُنکا اونیکی طرف ظاہر کیا ہی چنانچہ جنکو علم تفسیر میں مہارت ہی اُن پر پوشیدہ نہیں * اور اونیہیں امارون میں سے اہل کمال کی محبت اور تعظیم ہی اور یہ امر بدیہی یعنی ظاہر ہی بیان کی حاجت نہیں کیونکہ ہر سیم الطبع جس کسی میں کوئی صفت کمالیت کی دیکھتا ہی مثل علم اور زیر کی اور قوت اور قدرت اور خوب صورتی اور نیک سیرتی اور وقار اور غیرہ کے تو البتہ ہم دل سے اسکو دست رکھتا ہی اور جس قدر ہو سکے اُتنا اسکی تعظیم اور توقیر کرتا ہی اور اس کے ساتھ بیٹھنے اور صحبت کر نے میں کوشش کرتا ہی اور چونکہ یہہ و صفیں کمال اور نقصان میں مرتبہ متفاوت رکھتے ہیں محبت اور تعظیم میں کہ مقابلہ میں ان و صفوں کے ہیں ضرور متفاوت ہو گئی یعنی جتنا اسکو

عالم ہوتا ہی اور تنہا ہی اور کسی تعظیم ہوتی ہی حاصل کلام
 جب ایک کمال اس کمالات مذکور سے انسان کے دل میں
 محبت عقلی پیدا کرنے کے لئے کافی ہی تو جب ساری
 صفتیں پوری پوری کسی میں پائی جائیگی تو البتہ لا کلام باعث
 ایسی تعظیم اور محبت کی ہونگی کہ اس سے برتر تھہر تھہر کر
 مقصور نہیں ہی ❖ دوسری تمہید ❖ جب خداوند تعالیٰ نے
 جو منعم حقیقی اور جو او مطلق ہی آخرت کی مصیبتوں سے
 انسان کے بچنے اور برترے برترے مرتبے اور منصب
 پر چڑھنے کے لئے سیوا کے حاصل ہونے خدا کی محبت
 کے کہ تعظیم کے ساتھ برترے درجے کی ہونجنا منعم اور
 غیرہ کی حب جو اصل خلقت میں انسان کے سپرد کیا تھا
 اوسے کو اس سعادت جاودانی اور پونجی و جہانی میں
 پہنچنے کی راہ قرار دیکر زبان ہدایت نشان سے آن حضرت
 صائم کے درپہ عقل سے پکارا ❖ اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْلُ وَكُم مِّنْ
 نِّعَمِهِ ❖ محبت کرو اللہ کی اسلئے کہ کھلاتا ہی تمکو اپنی نعمتوں
 سے اور ❖ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي ❖ اگر دوست
 رکھتے ہو اللہ کو تو پیرو کی کرو میری اور کلام پاک لطف امیز

ہو جو خدا کی نعمتوں اور بخششوں سے اور صمدیت کے آثار کی شرح اور بیان سے بھرا ہوا اور پوری صفتوں کو ثابت کرنے والا اور نقصان اور زوال کے نشان کو دور کر نیوالاتھا انسان کے باطن میں بتایا یعنی آنحضرت صلعم نے قرآن کو پرہم پرہم سنایا اور اون تفسیرون کو اور تکیرون کو جو اسکی صمدیت کی خبر دینے والی ہیں اور حمدون اور تعریفون کو جو اسکی بخشش اور نعمت اور اوصاف اور کمالات سے آگاہ کرنے والی ہیں اور وہ تہلیلین جو ظاہر کرنے والی ہیں اس کے اکیلے ہونے کو الوہیت یعنی معبود ہونے میں جو جبرہی صمدیت کی اور اکیلے ہونے کو ربوبیت یعنی رب ہونے میں جو اصل ہی جو دا اور انعام کی اور بنیاد ہی خویون اور کانون کی بواسطہ اس جناب رسالت ماب صلعم کے تعلیم فرمایا اور وہ آیتیں جو افاق میں پھیلی ہوئی اور مستشر ہیں اور جانوں میں چھپی ہوئی اور مضمر ہیں اور وہ عجائبات کہ اسمانون میں اور زمین میں ہیں خصوصاً وہ عجائبات کہ نوع انسان میں یعنی ایک حال سے دوسری حالت میں آنا اور اکھ سے

دوسری جگہ جانا جیسا کہ کبھی نطفہ کبھی خون کبھی تکرہ گوشت کا ہونا ایسا ہے کہ وقت مادہ پر گزرتا ہی اور اچھے اچھے رنگ اور بھلی بھلی صورتیں اور ستھرے ستھرے ہاتھ پانوں اور طرح طرح کی قوتیں صورت بنانے کے وقت موجود ہونا اور خورش وینا اور برتھانا اول تو ما کے پیت میں دوسرے چھوٹے پن میں تیسرے جوانی چوتھے بورتھاپے میں اور بلاؤ نکالتا اور مشکون کا کھولنا مظلوموں کی فریادیں کرنا مضطر اور بیچاروں کی دعا قبول کرنا اُسکی تربیت کے وقت اور رسولوں کا بھیجنا اور کتابوں کا اُتارنا اوسکی ہدایت کے وقت محض فضل و کرم سے اپنے سب بیان فصیح عرب اور عجم یعنی اُن حضرت صلعم کے ظاہر کیا تاکہ وہ امور کہ خیمہ فطرت اور طبیعت میں انسان کے پوشیدہ تھا جلوہ گاہ ظہور میں جلوہ گر ہو دے اور دین حنیفی کہ فطرت کی صیقل ہی اُن کے نصیب ہو دے اور دین حنیفی ایسا ہی جیسا تلوار پر صیقل چنانچہ ایتھ کریمہ جو سورہ روم میں ہے ✽ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ الْبَنَاسَ عَلَيْهِمَ لَا تَبْدِيلَ لَخَلْقِ اللَّهِ ذَالِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ✽

یعنی قائم رکھ موڑ نہ اپنا دین پر ایک طرف کا ہو کے وہی براس
اللہ کی سپر تراش لوگوں کو نہیں تبدیل ہی اللہ کے ہمارے کو

ہی دین مضبوط ہی ✽ اور کریمہ بَلِّ مِلَّةَ اِبْرٰہِیْمَ حَنِیْفًا بَلِّکَ

اختیار کیا ہم نے مذہب ابراہیم کو جو ایک طرفہ تھا اسی پر

دلائی کرتی ہیں جانا چاہئے کہ ہر چند قول اور فعل تابع اور

فرع ہی اور حال اصل لیکن بعض وجہ سے اُس کو متمم

یعنی پورا کر پنے والا سمجھا چاہئے کیونکہ فعل اور قول بمنزلہ

قالب کے ہی اور حال بمنزلہ روح کے اور جیسا کہ قالب

بے جان تھکری اور پتھر کے قسم سے گنا جاتا ہی ایسی ہی

جان بے قالب خالی کمالات سے سمجھا جاتا ہی مثلاً گالی دینا

اور مارنا کیفیت غضب کی شاخ ہی اور غصہ حال قلبی ہی

لیکن گالی اور مار کو پورا کرنے والا سمجھا چاہئے کیونکہ اگر کسی کو

مثلاً غصہ اور فرحت پیدا ہو اور اُس کے آثار کو روکے اور

ظاہر ہو پنے مذکے جیسا گالی گلوچ یا باجہ اور گیت ہی اور

مار و پیٹ یا آرائش اسباب عیش و نشاط اور طیاری

مختل عشرت و انبساط ہی اور امثال اسکے جو خوشی

اور غصہ کی باتیں اور حرکتیں ہیں البتہ وہ غضب اور فرحت

و سو سہ نفسانی کے جس سے شمار ہونے کے ایک ساعت
 میں سوزش آگ غضب کی بجھکے اور شگفتگی فرحت کی
 بدھو کے باطل ہو جائیگا اور اگر وہ حالت قلبی کو قول اور
 فعل سے مدد کریں البتہ اس کو قوت اور زیادتی پہنچگی
 اور وسعت اور کشادگی حاصل ہوگی ایسے ہی منعم جو اد
 کی محبت اور اس صمد کی جو اپنے کماؤن میں ہمسرا اور ثانی
 نہ رکھتا ہو اس کی تعظیم اگرچہ امور قلبی اور حالات نفسانی
 سے ہی لیکن محبت قولی اور تعظیم فعلی اس کو دوبا لا
 کرتی ہی اور آب و تاب اور رونق بخشی ہی چنانچہ نرو کے
 دل والوں پر پوشیدہ نہیں ہی اور بدون ان کاموں کے
 وہ حالت قلبی مثل ہتھم کتے کاتب کے اور شہسوار بن
 گھوڑے کے ہوگی جب اس مقدمہ کی تمہید ہوئی تو لا بد
 اصل مذعا اور اصل کلام کو بیان کرتا ہوں * افا دہ *
 جانا چاہئے کہ مرد سلیم الفطرت جو سعید ازلی ہی اور حق میں
 اس کے چھپے عنایتیں مقرر کئے ہیں جب اپنے ہوش
 کے کان سے سنتا ہی کہ منعم حقیقی اس کا نظارہ اور
 اور باطن کی نعمتوں میں نہایت مرتبہ کی لیے پرواہی اور صمدیت

او پر مذکور ہوا زبان پر لاتا اور تلاوت کرتا ہی سب اس
 اذکار کی لذت اور اس کلام کی عظمت دل اور عقل کو
 اس کے مالا مال کرتی ہی اور اس کلام پاک کی شیرینی
 اور اس کے مضامین کی خوبی اس کے دل کو شکار کرتی ہی
 اور ہوش اور عقل کو اس کے سر سے پانویںک روشن
 کرتی ہی اور خیالات اور دوسو سہ پراگندہ کو اور باطل
 آرزوؤں کو اور بدگناہ کے ارادوں کو اور ماسوی اللہ کی
 محبت اور تعظیم کو پاش پاش کر کے نیست و نابود کر دیتی ہی
 اور عقل اور دل کو اس کے جیوانوں کی خصلت سے
 پاک کرتی ہی اور یہی ذکر اس قوم کا اور اسکو ذکر ایمانی
 بولتے ہیں اور اول مذکور ہو چکا ہی کہ احوال نفسانی کو
 اقوال زبانی اور افعال جسمانی سے برتری تائید پہنچتی ہی
 اور برتری آب و تاب حاصل ہوتی ہی اس واسطے یہ
 ذکر جو مذکور ہو باعث زیادتی کا اس چار و امر قطری کے
 جو انسان میں دو دیعت رکھے ہیں ہوتا ہی * ف * امور
 اربعہ قطریہ سے مراد ہی حب اور تعظیم منعم اور صدق
 اور جواد اور اہل کمال کی انتہی اور نئی الفت اور

تعظیمِ ذاکر کے ذاتِ مینِ فوارہ صفتِ جوشِ مارے
گی اور یہ جوشِ مارنی دوسری تعظیم اور محبت کو خواہ
قولی ہو یا فعلی تناسلاً کریگی ✽ اسی طرح سے کام و نوجانب
سے چلتا ہی یہاں تک کہ مضمونِ تہلیل کا یعنی واحد سمجھنا
حضرت حق کا اللہ ہونے اور رب ہونے میں اور فضیلت
ذاتی اور فواضلِ متعدی میں اور پرلی و رجبے کی لپیلازی
اور نہایت مرتبہ کی بخشش اور نعمتوں میں اور
سقط الاعتبار جانتا تاثیر اور انعام کے وسیلوں کو اور
التمعات اور اہتمام نہ کرنا اُنکے اسبابِ مینِ ذاکر کے
دل میں قرار پکارتا ہی اور مضبوط اور مستحکم ہوتا ہی
✽ ف ✽ فواضلِ متعدی کہتے ہیں ایسے کمال اور خوبی کو کہ
کامل کی ذات میں بھی ہو اور دوسری کی ذات میں بھی پیدا
کر دے انتہی یہاں تک کہ جو چیز کہ عالمِ ہستی میں ظاہر
ہو چکی ہی اور ہوگی سب کو بلا واسطہ اُس کی قدرتِ کاملہ
سے جانتا ہی اور جو انعام کہ اوسکو یا اوسکے سے لوگوں کو
پہنچتی ہی سب کو اوس کی تربیت بالغہ کے آثار سے سمجھتا
ہی اور جو کمال کہ کسی ذرہ میں ہستی کے ذرات میں سے

روشن ہوا ہی سب کو اوس کے جمال لایزال کا عکس
 معلوم کرتا ہی اور جو نقصان کہ ممکنات میں سے کسی ممکن
 میں ظاہر ہوا ہی سب کو بارگاہ جلال سے اوس کے دور اعتقاد
 کرتا ہی پس ساعت بساعت دریای عجائب قدرت
 میں اوس کے غوطہ مارتا ہی اور حباب کے مانند باد حیرت
 کے سیوا اور دوسری چیز ہاتھ میں نہیں لاتا ہی آنا فنا اوس کی
 انعام کی کتاب میں مطالعہ کرتا ہی اور عجز اور خجالت
 کے سیوا اور اوس کے نعمتوں کے حق کے ادا کر پنے میں نہ سیکنے
 کے ورا دوسری چیز حاصل نہیں ہوتی ہی اور یہ فکر ہی
 اس قوم کی اور اس کا نام مراقبہ صمدیت رکھتا ہوں
 * ۲ افادہ * جب یہ فکر اپنے کمال کو پہنچتی ہی تب الفت
 شدید برسی تعظیم کے ساتھ دل سے اوس کے ظاہر ہوتی ہی
 اور ساری قوتیں باطنی کو اوس کے نیست و نابود کرتی ہی
 اور ایسی حالت یکایک ہو جاتی ہی کہ اوس کی تشبیہ نہیں
 ہو سکتی مگر جیسا پانی میں نمک کا گھلنا اور آفتاب میں
 شبنم کا فنا ہو جانا ہی کیونکہ اگر ادھر دیکھتا ہی تو ساری نشانیاں
 عظمت اور انعام کی پاتا ہی اور اگر نیچے دیکھتا ہی

تو آثار عظمت اور انعام کے سیوا کچھ نہیں پاتا ہی اور اگر اپنے اندر دیکھتا ہی تو یہی دیکھتا ہی اور اگر باہر دیکھتا ہی تو یہی دیکھتا ہی اور اگر اوسکی خدمت اور انعام کے شکر میں اپنے کو خاک کے برابر کرتا ہی بلکہ خاکستر کو ہوا میں اُرتا دیتا ہی پھر اوس کو شش کو اوس کے انعام کے مہموزن اپنے خیال اور عقل کی ترازو میں تولتا ہی تو دریا کے شرمندگی اور خجالت کی اپنے دل کی پیشانی سے ہاتا ہی اور اپنے کو اوس میں دو باہو اجاتا ہی بلکہ اپنے اعضا اور قوتوں کو بھی منجملہ اوسکی نعمتوں کے شمار کر کے اور عجائب قدرت سے معلوم کر کے اوسکی برائی محبت اور تعظیم کرتا ہی * بیت * نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است * اُفتم پیای خود کہ بگویت رسیدہ است * ہر دم ہزار ہوسہ زخم دست خویش را * کو دامنست گرفتہ بسویم کشیدہ است * اتر اُدن اپنی آنکھ پر کہ تیرے جمال کو دیکھا ہی * گردن اپنے پانون پر کہ تیرے کو پہنچا ہی * ہر دم ہزار ہوسہ و دن اپنے ہاتھ پر کہ اوسنے تیرے دامن کو پکڑ کے میرے طرف کھینچا ہی اور ہنگاہ کہ نام مبارک کو اوس کے زبان

برجاری کرتا ہی تمام باطن اور اس کا عظمت اور جلالت سے
 اس نام پاک کے بید کے طرح نسیم سحری سے گانتا ہی
 اور اس کے ہر بال کی جڑ سے مذاے عجز اور احتیاج کی اسکے
 اور آوازہ بے پروائی اور بے نیازی کا اسکے فوارے
 کے مانند جوش مارتا ہی پھر اس الفت شرید کو کہ برقی
 عظیم کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہی اور ظاہر اور باطن پر مومن
 کے غلبہ کرتی ہی جب ایمانی بولتے ہیں اور چونکہ تحم اس محبت
 کا خاک پاک میں عقل مومن کے کہ حرص ہوا کے اتباع اور بدعت
 کے اختراع سے خالی ہی ہونی گئی ہی حب عقلی بولتا ہوں
 اور چونکہ شارع نے اسی محبت کی طرف دعوت
 فرمایا ہی اور اسی کو اپنے بند و ن کی تعریف کے مقام میں ذکر
 کیا ہی اور دین کے تمام ارکان اور آداب کو اسی محبت
 کے حاصل کرنے کے لئے قرار دیا ہی حب ایمانی نام
 رکھتا ہوں *

ہدایت دوسری بیان میں حب ایمانی کی تائید

مکرمیو الی چیزوں میں اور اُس میں دو تمہید اور

تین افادہ ہی * تمہید * جانا چاہئے کہ اصل اسباب

حاصل ہونے کا محبت اپانی کے اور جرمویدات کی اس
 سعادت جاودانی کے مقبول ہونا ہی حق تعالیٰ کی درگاہ
 میں اور وہی مقبولیت وہی کہ ازل میں اس ذرہ ناپیز کے
 نصیب ہوئی ہی اور اسکو مقبولوں کے زمرہ میں سے
 شمار کئے ہیں پھر وہی مقبولیت ازل میں اس ذرہ ناپیز کو
 پستی خاک سے بلندی آسمان تک شان شان لے جاتی
 ہی اور ہر مقام میں نیالطف اور مناسب تربیت حق تعالیٰ کی
 طرف سے ظاہر ہوتی ہی لیکن ہر گاہ اس مقبولیت کی اثر
 اور سکی فطرت میں چھپی ہو کے اور مفتوہ الخیر رہتی ہی
 اور بسبب پانے بغض امر مناسب کے پر وہ خفا کا اس کے
 مونہ سے دور ہوتا ہی اور آثار اسکا آہستہ آہستہ ظاہر
 ہوتا ہی اس واسطے اس امور کو اسباب اور مویدات
 میں سے گنتے ہیں اگرچہ موید حقیقی اور سبب اصلی وہی نور
 اور استعداد ازل میں ہی کہ ابتداء کے پیدائش میں جبلت
 میں اس کے امانت رکھے ہیں کیونکہ اس امور مویدہ کے
 دو گنے سے بھی حاصل ہونا دسویں حصہ کا اس آثار کے بعید
 ہونا ہی چہ جائیکہ مترتب ہونا اس قسم کے الطاف کا

اس ناچیز محض کے مائد پر * ۲ تمہید * جانا چاہئے کہ اگرچہ
 اس حب ایمانی کے تارے مویذات کو بیان کرنا اور رکھنا
 اڑ رگنتی کرنا مشکل ہی لیکن بحکم مَالَا یَدْرُکْ کَلَّہُ لَا یَتْرُکْ کَلَّہُ
 یعنی جو بالکل سمجھانجائے تو بالکل چھوڑا بھی نہیں جاتا ہی
 اون میں سے بعض کے طرف اشارہ کیا جاتا ہی تاکہ عقل والے
 سکوت کو منطوق پر قیاس کر کے یعنی جو چیز کہی نہیں گئی
 ہی اوسکو اوس چیز پر جو کہی گئی ہی قیاس کر کے حقیقت
 کار حاصل کریں * اذادہ * عمدہ مویذات میں سے حب
 ایمانی کے قصد دلی کو مضبوط رکھنا ہی شریعت کے
 اتباع پر اور کمال رغبت رکھنا ہی سنت کے چلنے پر
 اڑ شدت سے نفرت کرنا بدعت کی ملا بست پر اور
 زور سے چنگل مارنا اللہ کی مضبوط دوری پر یعنی ظاہری اور باطنی
 اقتدار کتاب مبیین اور سنت رسول امین پر اور کمر ہمت
 کو چست باندھنا اللہ کی رضا جوئی پر اور اعتقاد اور تعظیم
 درست کرنا اوس کی اور اُسکی شعائر کی خصوصاً اوسکے
 شرع کی جو سب شعائر سے برتر ہی * یہہ مت سمجھو کہ مقصود
 اس کلام سے عبادت شرعی کی زیادتی اور کثرت ہی

یاد سو اس ہی جسکو عوام الناس تقویٰ بولتے ہیں بلکہ مقصود اس کلام سے اطمینان قلبی اور تسکین دلی ہی عقائد شرعی پر اور تہہ دل سے جوش مارنا محبت اور تعظیم کا ہی امر دینی پر اور خالق کی رضا جوئی میں اندیشہ نگرنا ہی کسی کی موافقت اور مخالفت پر اور مضبوط رکھنا ارادہ کا ہی دور کرنے میں مانع یعنی روکنے والی چیز کو اس وضع سے کہ جان اور مال اپنا رخصا میں خدا کے برباد دینا اور مرد سامان کو اپنے اوکے حکمون کے بجالانے میں کھود دینا اپنی ہمت عالی کے سامنے برابر ایک جو کے نہیں گنتا ہی اور جس مانع کو مقابلہ میں رضاے مولا کے اپنی ہمت کی ترازو میں تو لیتا ہی برابر ذرہ کے نہیں سمجھتا ہی بلکہ اوسکی بصیرت کی آنکھ میں مثل تولنے کاہ کے کوہ کے ساتھ دیکھائی دیتا ہی اور اپنے دل میں اوس روکنے والی چیز کو دور کرنے پر ایک شجاعت پاتا ہی اور اپنے کو اپنی ہمت کی سبب سے اوس پر غالب شمار کرتا ہی اگر پہ اوسکا دور کرنا سخت دشوار ہو مثل پہلو ان اہن تن کے کہ نعرہ جنگی نے اوسکو مست کر کے ارآی کے

میدان میں کیسی لایا ہی پھر وہ شیرزیان بسبب مستی
 شجاعت اور تہور کے کسی کو اپنے ہمجولیوں میں سے نہیں
 سمجھتا ہی بلکہ اپنے دل میں یقین جانتا ہی کہ جس کے طرف
 ارادہ کرونگا فی الحال مانند چوتی بد حال کے پامال کر سکو گنا
 اگرچہ رستم زمانہ اور افراسیاب وقت ہو * اور یہ
 امر وجدانی ہی تحریر اور تقریر میں نہیں دراتی اور عقل
 اور فکر میں حقیقت اوسکی بخوبی نہیں سمجھتی سیواے
 وجدان کے اوس میں کسی کو سر و کار نہیں اور قلب سلیم
 کے غیر کو دھانکار و بار نہیں * ع * لذتی می شناسی بخدا
 مانچشی * لذت شراب کی نہ معلوم کریگا تو جب تک نہ چاہے تو
 * ۲۱۰۰ * اور حب ایمانی کی مویذات میں سے ترجیح
 دینا جانب حق کا ہی جانب نفس پر اس وجہ ہر کہ صلب
 نفس میں شکستگی اور انکسار نمودار ہووے اور یسبح بنیاد
 قوت بہیمہ کی ادکھرا جاوے اور جن کاموں میں نفس
 لوتتا ہی اوس میں بھی لوگ اور وقت کے حسب حال
 برآخلاف اور بہت تفاوت ہوتا ہی مثلاً ایک شخص
 اکل و شرب یعنی کھانے اور پینے پر شیفہ ہی اور

مکھی کے طرح نان اور حلو پر گرتا ہی ان چیزوں کا ترک
 کرنا اور دوسرے کو اپنی جان پر اختیار کرنا محض اللہ کی
 رضا مندی کے لئے ایسی جگہ پر کہ جہان ویسی چیز کے ملنے
 کا طمع نہو اور اس شخص سے کہ جس کو اپنی جان پر اختیار
 کیا ہی امید غمت گزاری اور حق شناسی کی بھی نہو اور
 زہد کی شہرت اور ایثار کے استہوار کا توقع بھی نہو اور اس
 شخص کے نفس بہیمہ کے توڑنے میں وہ دخل رکھتا ہی
 کہ غیر میں نہیں اور ایسا ہی پاک کرنے میں اس شخص کے
 دل کو کہ عورتوں کی جماع پر حریص اور فریفتہ ہی اور
 حسن اتفاق سے اور نصیب کے زور سے کوئی معشوقہ
 مستورہ جمال والی اور مال والی اور نسب والی اس کو
 ہاتھ لگے اور خوشی کے وقت میں کہ بہت سماں خرچ کر کے
 حاصل کیا تھا زنا اور صحبت کو باوجود زیادتی رغبت طرفین کے
 اور نہ پاے جاتے کوئی روک عرفی اور طبعی کے محض
 اللہ کی رضا مندی چاہر اور اسکے عذاب سے ڈر کر ترک
 کرے اور طرف ادن مشقتوں اور مالوں کے کہ حاصل
 کر پنے میں اس معشوقہ کے سہارا تھا اور خرچا تھا کچھ

النفات نکرے ایسی تاثیر رکھتا ہی کہ غیر میں ممکن نہیں اور اسی طرح حق میں بخیل منان کے مال کثیر خرچنا اللہ کی رضا جوئی میں اس طور پر کہ نام و نشان مطلوب نہوا اور جسکو مال دیا ہی اوس کے جانب سے امید حق شناسی اور مداحی کا بھی نہوا ورنہ لا اوسکی سابق نعمت کا یا امید کسی منعت کا بھی اوسکے جانب سے نہوا ورنہ توقع اپنے مشہور ہونی کا جو دا ورنہ سخاوت میں بھی نہ رکھتا ہو وہ قایدہ دیتا ہی کہ دوسرے میں اسکان نہیں اور ایسا ہی تواضع کرنا مفلسوں اور فقیروں کی اور مسکینوں اور محتاجوں کی حق میں ایسے دولت مندوں کے کہ اپنے اقران میں عزت اور جاہ کے ساتھ ممتاز اور اپنے زمانہ میں نام و نشان کے ساتھ سرفراز ہوں اور ایسا ہی برہمہ کر قدم رکھنا ایسے مہلکہ میں کہ جہان جان و مال کی بربادی اور لڑکے بچوں کی نقصانی نظر آتی ہو حق میں نامزدوں کے جو لڑائی کا مونہ نہ دیکھے اور سرد و گرم کو زمانہ کے نہ چکھنے ہوں اور اسی طرح خاموشی اور سکوت اختیار کرنا مناظرہ میں اور نہ جھگڑنا حق بات میں اور اقرار کرنا

اپنی نا فہمی اور خطا کا حق میں اوں عالموں کے جو ذکا اور
 تبحر میں مشہور اور خصم کے سکت کر دینے میں نامور ہیں
 اور ایسا ہی صد نہ کرنا اپنے اقراں اور سنگاتیوں پر اور
 سعی نہ کرنا کرامات کے اظہار میں حق میں ایسے مشایخون کے کہ قوت
 تاثیر یہ میں موصوف اور وقایع اور رویداد کے کشف میں
 منسوب ہیں یہ اختلاف بحسب اشخاص کے تھا لیکن اختلاف
 اسکا حسب اختلاف وقت کے سو بھی ایک پیالا پانی گا ہی کہ
 سیرابی کے وقت آباد شہروں میں یادریا کے کناروں
 پر اوسکو ایک کوری میں کوئی نہیں لیتا ہی نا گاہ
 ایسا وقت پہنچتا ہی کہ لوق و دق میدان میں کہ جس
 میں پانی اور گھاس نہ ملے گرفتار ہوتا ہی حالانکہ پیاس
 کی شدت سے جان بلب آیا ہی اور سوزش
 پیاس کی اوسکو لب گور تک پہنچا ہی اور سعی اور
 کوشش سے ایک پیالہ آب زلال کا حاصل کیا اور ساری ہمت
 سے اپنے اوسکے طرف متوجہ ہوا اور نجات کو اپنے
 اوس میں منحصر سمجھ کے ہاتھ میں اپنے اوس پیالہ پانی کو رکھ
 کے چاہتا ہی کہ خشکی لب کو اور سوزش سینہ کو اوس

پانی سے دور کر کے اور اپنی جان کو مہلکے سے بچا دے اسی
 حالت میں ایک شخص دوسرا کہ اوسے حال میں گرفتار
 تھا اس کو اپنی جان پر اختیار کیا گیا کہ اپنی جان کا عصارہ
 نکالے اور اپنے چکر کا ایک تکرہ کات کے اس شخص کو دیا
 ہی اور یہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی یعنی بھلی
 بات کا بتانا اور بری بات سے منع کرنا ہی کہ جو طالب العلم
 کہ کسی مدرسہ میں بیٹھتا ہی اور جو فقیر کہ کسی خانقاہ میں
 اترتا ہی بلکہ جو مسلمان کہ کسی مسجد میں آمد و رفت کرتا
 ہی اپنے مقدور موافق بجالاتا ہی پھر یکایک ایسا وقت
 پہنچتا ہی کہ کلمہ حق کے اظہار سے جان بازی اور آبروریزی
 پیش آتی ہی لیکن اوسمیں ایک سنت کا جلانا یا
 ایک بدعت کا مسانا نظر آتا ہی التعمہ خلاصہ ان کلاموں کا
 یہ ہے کہ یہی آسان کامیں ہیں کہ عادت ہو جائیکہ وقت
 کوئی ہمت والا اس کی طرف اہتمام نہیں کرتا ہی اور اثر
 معتد بہہ کرینوالے کے نفس میں نہیں بخشتا ہی پھر ایسا وقت
 آتا ہی کہ وہی آسان کامیں افضل عبادت اور بہتر ریاضت
 میں گنے جاتے ہیں اور کرینے والے کے نفس میں ایسی

تاثير پہنچاتے ہيں کہ اوسکے ماسدہرارون سے توقع نہيں
 * ۳ افادہ * حب ايامي کے مويديات ميں سے واقع ہونا
 کسی اچھے کام کا ہی برتے موقع ميں جيسا سعی کرنا شرع
 کی تائيد ميں اور سنت کے جلائے اور بدعب کے مرتانے
 ميں یا حق راہون ميں سے کسی راہ حق کے ظاہر کرنے ميں یا
 مقبولون سے کسی مقبول کی نصرت کرنے ميں یا مصيبت
 زد دون ميں سے کسی ستم رسیدہ کی فریاد رسی ميں یا توپے
 پانے والون ميں سے کسی عاجز کی اعانت کرنے ميں اور
 قلق والون ميں سے کسی کو غم سے آزاد کرنے ميں یا پیچ
 و تاب کے گرفتارون ميں سے کسی کی سختی کو دور کرنے
 ميں اسی طرح وہ سعی اور کوشش کہ اوس سے نفع عام
 یا اصلاح بين الناس ظہور ميں آوے گو کہ یہ سعی نفس پر چندان
 دشوار معلوم نہوئی ہو اور مال بھی چندان خرچ نہوا ہو اور
 مرغوب چیزون کو دینا اور چاہتی چیزون کو ترک کرنا بھی نہوا
 ہو * ۴ افادہ * جو لوگ حدیث کے فن سے ماہر ہيں اوں پر
 پوشیدہ نہ رہی کہ حدیث اور آثار ميں جو مذکور نہی کہ
 تھوہرے سے سہل کام ميں ثواب اور ثمرات زیادہ

مٹا ہی سو مجھ اؤسکا سیکو سمجھا چاہئے یعنی انہیں کاموں کو جو دوسرے فائدہ اور تیسرے فائدہ میں مذکور ہو اہی بوجھا چاہئے اور ان کاموں کو شرائط کے ساتھ کرنے میں کرنے والے کے جی میں محبت ایمانی پیدا ہوتی ہی اور حب ایمانی بالذات موجب ہی نجات کی اور باعث ہی بلندی درجات کی واللہ اعلم بالصواب *

تیسری ہدایت حب ایمانی کے آثار میں

اور اوسمیں چھ فائدہ ہیں

* افادہ * حب ایمانی کے عمدہ آثار و فوائد کا فنا ہونا اور جوئی میں حضرت حق کے ہمت اور ارادہ کا فنا ہونا اور اوسکے حکم کو بجالانا ہی اور مشہور کرنے میں کسی طریقہ مقبولہ کے جوذا سے ملنا ہی سعی کرنا ہی اور اطاعت اور فرمان برداری کی طرف لوگوں کی دعوت کرنے میں کوشش کرنا ہی اور شرک اور بدعت اور ظلم اور فساد کو چھوڑنے والے ہدایت کرنا ہی نہ طلب مشاہدہ اور مکالمہ کی اور تحصیل فنا اور بقا کے مقام کی اور نہ کشف اشیا کی حقیقتوں کی * یہہ مت سمجھو کہ اس

گلام سے مقصود یہ ہے کہ حب ایمانی والے اس مقامات
 اور درجات سے محروم رہتے ہیں اور اس رتبہ پر
 نہیں چڑھتے ہیں حاشا و کلا کیونکہ بڑے لوگ شاہد اور
 مکالمہ کی سعادت میں بہ نسبت اور اوگن کے فائز تر ہیں
 اور فنا اور بقا کے میدان کے شہسوار و ن میں سے چلاک
 تر ہیں اور دریائے معرفت اور حقایق اشیا کے سیر
 کرنے والوں میں سے حاذق تر ہیں بلکہ مقصود وہ ہے کہ
 ان کے ہمت کا قبلاہ اور ارادہ کا کعبہ سیوا کے رضامولائے
 اور اتباع مصطفیٰ صلعم کے دوسرا نہیں گو کہ وہ مقامات
 اور درجات عالیہ کسی دوسری طریق کعبی یا محض
 عنایات اور کشش و ہبسی سے انکو حاصل ہووے * بیت *
 فراق و وصل چہ باشد رضا کے دوست طلب * کہ حیف باشد
 از و غیر این تمنا کے * فراق اور وصل سے کیا کام رضا کے
 دوست کی طلب کر کیونکہ حیف ہی دوست سے سیوا کے
 رضا کے دوسری چیز کا تمنا کرنا القصہ حب ایمانی والے کو
 انقیاد اور رضا کے مولیٰ کے طلب کے سیوا کچھ ذکر کار
 نہیں! اور ایسی جدائی اور دوری سے کہ خدا کی فرمان برداری

میں مغل نہوا اور اُس کے غضب کا موجب نہو کچھ عار نہیں
 اور ایسے حالات نفسانی اور ملکات قلبی سے کہ فرما بردار ہی
 کو نہ برہا دے اُن کو سروکار نہیں * اور ہمت اور ارادہ
 کے فنا ہو نیکانہ نتیجہ اور پھل ہی ماسوائے اللہ کے حب
 اور بغض کے علاقوں کا قوت جانا اور حل مشکلات کو منحصر
 سمجھنا اور بلا دن کا تال دینا اور منافع کو چاہنا اور جو چیز
 مانند اسکے ہی خوف اور طمع کی لوازمات میں سے
 حب میں اللہ کے اور اصل ان سب کاموں کی ایک
 حالت ہی حالات قلبی سے کہ اوس حالت کو وثوق
 اعتماد علی تربیت اللہ بولتے ہیں یعنی اللہ کی تربیت پر
 مضبوطی کے ساتھ اعتماد اور بھروسہ کرنا مثل اعتماد
 غلام فرمان بردار کے اپنے مشفق میان کی تربیت پر کہ وہ
 تابعدار سبب اوس جی بھروسے کے فکر معاش سے اپنے
 ہر حال میں فارغ البال رہتا ہی اور غم اور فکر کا لشکر اُس کے
 دل پر ہجوم نہیں کر سکتا ہی اور خوف اور طمع اپنے
 مالک کے غیر کا اوس کے دل میں راہ پناویگا اور اُس کے
 ملک کی چیزوں میں خواہ آدمی ہو یا جانور اذن سے اُس کے

بے کھینکے تصرف کریگا اور اس کے نافرمان اور سرکش
 غلاموں اور خد متگاریوں پر مثل شیر زیان اور ہاتھی
 مست کے چہرہ کریگا اور اعتماد قلبی اور بھروسہ دلی توکل
 کی روح ہی اور جتنے امور ہین سو توکل کے قالب ہین *
 یہہ مت جانو کہ مقتضائے توکل کا ترک اسباب ہی بلکہ ترک
 اعتماد ہی اسباب پر * بیت * گفت پیغمبر آواز باند *
 بر توکل زانو کے اشتر بہ بند * فرمایا پیغمبر نے آواز باند سے
 کہ توکل پر اونٹ کا پانو باند ہم * افادہ * حب ایمانی کے
 آثار دن میں سے بلا اور مصیبتوں پر شجاعت کرنا ہی
 اور یہہ شجاعت صبر کے جنس سے نہیں ہی بلکہ اوس سے
 اعلیٰ ہی تفصیل اوسکی یہہ ہی کہ مثلا ایک شخص اپنے آقا کی
 رضا مندی کے لئے مشقت کو برداشت کرتا ہی اور تلخی اوسکی
 اس کے دل اور جان میں پہنچتی ہی اور تب اور تاب اور
 گھبراہٹ اور اضطراب اس کے نفس میں پیدا ہوتی ہی لیکن
 جب رضا اپنے آقا کی ادون مشقتوں کے برداشت میں
 معلوم کرتا ہی ساری سختی اور تلخی کو اپنے اوپر گوارا
 کرتا ہی اور اس امر دشوار کے سہار کو کہ محض اپنے مولا

کی رضا جوئی میں بجایا یا ہی صبر کے جنس سے سمجھا چاہئے اور
 ایک شخص دو مرا کہ آقا نے اسکو انواع طرح کی نعمتوں
 سے اپنے محظوظ کیا ہی مثلاً ایک بالا خانہ اور نچا اسکے لئے
 بنوایا اور محفل شادی کی اسکے واسطے آراستہ کر دیا
 اور اہل عشرت اور نشاط اور بھوکے اور قوال
 کو اسکے لئے حاضر کیا اور مسند شاہانہ اور لباس عروسانہ
 مہیا اور موجود کیا بعد اسکے وہ بندہ تابعہ ارکمال عزت اور
 افتخار کے ساتھ اوس محفل میں رونق افروز ہوا پھر اگر
 اوس سرور اور شادمانی میں کوئی مجھڑا اپنے نیش سے
 وکھ یا کوئی کھٹا اپنے دانت سے اذیت اور سکو
 پہنچا دے البتہ وہ بندہ فرمان بردار کہ سر سے پانون تک
 اسکے انعام اور اکرام سے بھرا ہوا ہی اوس گزند اور
 درد کو اوس حال میں یعنی سرور اور خوشی کے موج میں
 برابر ایک خس کے اور ہموزن ایک ذرہ کے پناہیگا
 اور ہرگز رنجش اور اسکے دل میں نہ پہنچگی اور کوئی حرکت
 اضطراب کی یا پیچ و تاب کی اوس سے ظاہر ہو تو البتہ
 اپنے دل میں شرمندہ ہوگا اور بسبب عداوت ہوئے اوس

حرکت ناشایستہ کے اپنے کو لڑکوں کے زمرہ میں اور
 سبک مزاجوں کے جماعت میں سمجھیکا ایسا ہی جس
 شخص کو حب ایانی ہی بسبب ملاحظہ کر لے کثرت انعام
 باری کے اور انواع تربیت رحمانی کے کسی مصیبت کو اگر وہ
 کتنی ہی برتی ہو برابر ایک جو کے نہیں گنتا ہی اور اوس خوشی
 اور سرور میں کسی طور کا خلل اور فتور نہیں پرتا ہی پھر یہ
 بے اعتنائی کو بلا دن پر اور بے التفاتی کو سختیوں پر
 اور نہ پہنچیکو دل میں موہمن کے مصیبتوں کی اثر اور کمال معذور
 ہونیکو آقا کی نعمتوں پر شجاعت اور پر بلا کے سمجھا چاہئے
 اس مقام سے معلوم ہوا کہ حب ایانی والے کا کام شکر در
 شکر ہی کبھی اوس کا کام صبر تک نہیں پہنچتا ہی اور شکر
 کی روح وہی سرور قلبی ہی کہ بلحاظ انعام کثیر جناب باری
 کے پیدا ہوئی ہی اور قول اور فعل تعظیمی جتنے ہیں سو
 اس کے قالب ہیں * اور اس شجاعت کی شاخوں میں سے
 ایک شاخ ہی ہمیشہ سرور رہنا کیونکہ اصل اس
 شجاعت کی وہی فرحت اور سرور ہی کہ بسبب ملاحظہ
 انعام منعم حقیقی کے باوجود بے نیازی اوس ذات والا

صفات کے ساری کائنات سے کہ منجملہ اوسکے یہہ ہمیشہ
 خاک اور ذرہ پہلے مقدر ہی پیدا ہوئی ہی اور خوب
 ظاہر ہی کہ اوس ذات بابرکات کی لیے نیازی ہمیشہ
 سے ہی اور سہار ہنگی اور نعمتیں اوسکی ہر حال میں
 فایض ہی * اور اسی شجاعت کی ایک شاخ ہی راضی
 رہنا قضا پر کیونکہ وہ مومن حقیقی اور محب تحقیقی جب
 اپنے کو باوجود بے استحقاقی کے طرح طرح کی الطاف اور
 اشفاق کے ساتھ ہر حال میں مالا مال دیکھتا ہی البتہ عقل
 خالص اوسکی کہ نور ایمان سے منور ہی ہر بلا اور مصیبت
 کو کہ اوسکے سامنے آویگی تربیت اور تادیب کے قسم
 سے سمجھیکا اور قطع نظر اوسکے جس وقت کسی وجہ
 سے اپنے کو اوسکے کسی نعمت کا مستحق نہ سمجھیکا تو کسی
 نعمت کے زیادہ ہونیکی شکایت اور کسی نعمت میں
 فتور پر جانیکا گلہ اوس سے صادر نہوگا بلکہ اپنے ذہن میں
 شکایت کا موقع بھی پناوے گا * بیت * بدر و صاف ترا
 حکم نیست دم در کش * کہ ہرچہ ساقی ماریخت عین
 الطاف است * یعنی ناچھت کے سیوا صاف کا تجھ کو

علم بہین ہی خاموش رہا کیونکہ جو کچھ ساقی نے ہمارے
 دولا ہی عین الطاف ہی * اسی جہت سے حب ایمانی
 والا اشعار شوقیہ اور مضامین عشقیہ سے لذت نہیں
 اوتھاتا ہی کیونکہ بنیاد اکثر ان کلموں کی نگلہ اور شکایت
 پر ہوتی ہی بلکہ سننے سے ایسی باتوں کے اوسکو اذیت
 ہوتی ہی * ۳ افادہ * حب ایمانی کے آثار و نین سے
 بے التفاتی ہی ریاضات شاقہ پر کھانے اور پینے اور
 پرلے اور دوسرے خطوط نفسانیہ میں جو اذن کے ماتہ
 مباح ہیں یعنی اس امور شاقہ کو یعنی بھوکھ پیاس کی
 ریاضت کو کمالات سے نہیں جانتا ہی اور تمہیں اوسکا
 قصد انہیں کرتا ہی ہاں اگر اوسپر کوئی غرض صحیح کہ اوسکے
 کمال کے لوازمات یا اوسکے حال کے آثار میں سے ہی پائی
 جاوے البتہ اوس امور شاقہ کو اسان بلکہ لذیذ جان کر کمال
 دل کے جڑ سے اور سینہ کی کشادگی اور وسعت سے
 تمہیں کریگا مثل برداشت مشقت بھوکھ اور پیاس اور
 برہنگی کے سبب اختیار کرنے ذوی الحاجات کے اپنے نفس
 پر بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ حظوظ نفسانی کا پانا اور لذایذ

جسمانی سے منتفع ہونا اوس کو وہ ترقیات عظیمہ بخشی
 ہی کہ سپر ایہ کریمہ * **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَكُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ**
وَأَعْمَلُوا الصَّالِحَاتِ * ناطق ہی یعنی ای ایمان والو کھاو ستھری
 ستھری چیزیں اور کام کرو بھلے تفصیل اوسکی یہہ ہی کہ
 جس طرح بعضے میان اپنے بعضے غلام چاہتے کو اپنے برتنی کی
 چیزوں میں اجازت مطلق دیتے ہیں پھر اگر وہ غلام محض
 واسطہ اظہار یگانگی کے بلکہ واسطے ظاہر کرنے اپنی احتیاج
 کے کہ اوس کا کوئی کارساز دوسرا اس طرح کا کہ اوسکی
 حاجتوں کو روا کرے یا مالک دوسرا کہ لذت نفسانی میں
 اوس کو فایز کرے نہیں ہی قدر ضرورت سے بعضے چیزوں
 میں تصرف زیادہ کرے تو گویا کہ اپنی یگانگت کے علاقہ
 کو مستحکم اور مضبوط کیا ہی اور اگر اوس سے احتراز
 کرے تو البتہ پردہ بیگانگی کا درمیان اپنے اور اپنے مالک
 کے والا ہی بلکہ اگر معاملہ میں مولیٰ کے اور مخلص غلام کے
 خوب تامل کرے تو البتہ سمجھیکا تو کہ بعضے وقتوں میں خواہش
 ایسے غلاموں کی بلکہ فرمایش جسمانی لذت کی اپنے مالکوں
 پر عبودیت کے علاقہ کو وہ آب و تاب اور رونق

دیتی ہی کہ حاصل ہونا دس گاہزار دن خد مات میں مقصور
 نہیں بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ بندہ ہر گزیدہ جانتا ہی کہ سارا
 اسباب عیش و عشرت کا اور متاع تنعم اور
 رفاهیت کا ہمارے ہن لئے مالک نے مہیا کیا ہی لیکن محض
 واسطہ اظہار اپنے احسان کے یا محض واسطہ ظاہر کرنے
 احتیاج کے یا واسطے خوش ہونے طبیعت کے استعمال
 کی پرداختگی اوسى غلام کی خواہش اور استہ عا پر
 موقوف رکھا ہی پھر اس حالت میں لذت کا طلب کرنا
 اور حظوظ نفس کا چاہنا وہ لطف رکھتا ہی کہ بیان سے باہر
 ہی حاصل کلام کا جب پانا حظوظ نفسانی کا اور جسمانی
 لذتوں کا اکثر اوقات حب ایمانی کے معاملات میں کہ منظور
 نظر شرع کا وہی حب ایمانی ہی موجب خلل کا نہیں ہوتا تھا
 بلکہ بعض اوقات میں نفع عظیم حاصل ہوتا تھا اور دروازہ
 شکر کا کہ برسی نشانی حب ایمانی کی ہی ایمان والے کے
 مونہ پر کھلتا تھا اسی واسطے قرآن کی آیتیں ان لذتوں
 کے مباح کرنے میں اور اہل لذت پر اعتراض نہ کرنے میں
 ناطق ہوئی ہیں **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا مِنَ الصَّالِحِينَ وَاعْمَلُوا**

صَالِحًا * يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا
 قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ
 الرِّزْقِ * قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ * ترجمہ یعنی اے ایمان والو کھاؤ و ستھری
 چیزیں اور کام کرو بھلے * اے رسولو کھاؤ و ستھری چیزیں
 اور کرو کام بھلے * تو کہہ کہ جسے حرام کیا زینت اللہ کو وہ
 زینت جو نکالا اپنے بندوں کے لئے اور جسے حرام کیا طیب
 روزی کو تو کہہ وہی ایمان والوں کے لئے ہی زندگانی
 دنیا میں حالانکہ خالص ہی روز قیامت میں * * افادہ *
 حب ایمانی کے آثار دن میں سے مناجات کی لذت پانا اور
 طاعت کی حلاوت اوتھانا ہی اور حقیقت اس امر کی
 اد پر مذکور ہو چکی کیونکہ حب ایمانی نام ہی ایسی اُلفت کا
 جو برائی تعظیم کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور یہہ امر ضرور
 بالضرور اقوال اور افعال تعظیمی کو چاہتا ہی بلکہ مدح لسانی
 اور تعظیم بدنی کو بجمعی تقاضا کرتا ہی یہاں تک کہ بدون صادر
 ہوئے ان چیزوں کے دل حب ایمانی والے کا چین نہیں
 پکرتا ہی حصارِ غصہ والے سے غضب کا کام اور فرحت

والے سے خوشی کا کام ظاہر ہوتا ہی چنانچہ صدر کلام میں
مفصل مذکور ہو چکا ✽ القصہ باطن شرع کا کہ اللہ کے ساتھ
ایک علامہ ہی ظاہر شرع کے ساتھ کہ افعال بدنی ہی حق میں
اس حال والے کے ہمیشہ ملحوظ رہتا ہی اور حال اوسکا
فعل کے ساتھ ملا ہوا رہتا ہی پھر حال ہی افعال کے صادر
ہو نیکیو تنافض کرتا ہی اور افعال بھی حال کو کمال ترقی بخشتا
ہی اور بسبب اپنے اس لذت اور حلاوت کے عبادت
اور طاعت میں تشبہ سے دور اور اتحاد سے پاک رہتا
ہی اور عبادت اور تقویٰ میں افراط اور تفریط سے
محفوظ رہتا ہی ✽ ہ افادہ ✽ اور حب ایانی کے آثار دن میں
سے ترجیح دینا ہی فواید متعدی کو اپنے نفس کی تکمیل پر
مثلاً اصلاح کر دینا لوگوں کے درمیان اور گھر اور شہر کی
سیاست اور بند و بست کرنا اور خلق اللہ کی خدمت میں
مشقوتوں کو اوتھانا اور ادنیٰ تعلیم اور تربیت میں
اذیتوں کو برداشت کرنا اور مثل انکے جن کاموں میں
لوگوں کے ساتھ خلط اور غلط اور آمیزش ہوتی ہی
ادنیٰ کاموں کو عزت پر اور خلائق سے نفرت کر پنے

پر اور جنگل اور میدان کے سکونت پر اور شغل
 اور ازکار اور مراقبہ اور افکار پر ترجیح دینا ہی کیونکہ
 امور ثانی یعنی عزلت اور غیرہ اگرچہ حاصل ہوئے ہیں مشاہدہ
 اور مکالمہ کے تاثیر قوی رکھتا ہی لیکن پھر اقسام یعنی
 اصلاح اور غیرہ کو حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہونے میں
 زیادہ دخل ہی دوسری قسم سے اور حسب ایمانی والا
 کسی کمال کو برابر اسباب حصول رضامندی خدا کے
 نہیں سمجھتا ہی * ۶ افادہ * حسب ایمانی کے آثار اور
 لوازم میں سے عمدہ اور افضل حقیقت تقویٰ کی ہی کہ
 عرف شرع میں اس کو صلاح بولتے ہیں چنانچہ آیہ کریمہ
 اس پر دلالت کرتی ہی * مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ
 فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ
 وَالشَّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ * یعنی جو شخص حکم مانی اللہ کا
 اور اس کے رسول کا سووے اور ان کے ساتھ ہیں جنہر
 فضل کیا اللہ نے ان کے انبیاء میں اور صدیقین میں اور
 شہداء اور صالحین میں اور حدیث بھی اس پر اشارہ
 کرتی ہی * اتَّقُوا اللَّهَ مَشِيرًا إِلَىٰ قَلْبِهِ * یعنی تقویٰ

اس مقام پر ہی اشارہ کرتے تھے دل کے طرف تفصیل
 اوسکی یون ہی کہ جو چیز ضرر کرتی ہی اوسکے ضرر پر جو
 اذعان اور اعتقاد ہوتا ہی اوس میں کمال اور نقصان
 کی راہ سے تناوت ہی یعنی کسیکو اعتقاد زیادہ ہوتا ہی
 کسیکو کم اور جو شخص زیادت اور نقصان کا قائل نہیں
 ہی اوس کا قول مخالف ہی برہان اور وجدان کے اور
 اوس کا کلام مول ہی چنانچہ اپنے مقام میں تاویل اور تفصیل
 کیا گیا ہی پھر جو شخص ضرر کر نیوالی چیز دن کے مضرت
 کا اعتقاد رکھتا ہی مگر نفس اوسکا اوس کام کو چھوڑتا
 نہیں اوسکا اعتقاد نہایت ضعیف ہی اس اعتقاد کو
 طرف اعتقاد عقلی بولتے ہیں اور ایک شخص دوسرا ایسا
 اعتقاد رکھتا کہ اوسکے سبب سے اپنے نفس کو اوس کام
 سے روکتا ہی اگرچہ اس کام کی رغبت اور میلان اوسکے
 جی میں چھپی ہوئی ہو لیکن اوس کام کے ضرر کا اعتقاد اوسکے
 ساتھ مقابلت اور برابری کرتا ہی اور نہیں چھوڑتا
 ہی اوسکو کہ ہاتھ پانوا دسکے اوس چھپی خیانت کے
 آثار میں ماوث ہو دین اس اعتقاد کا مرتبہ پہلے شخص کے

اعتقاد کے مرتبہ سے زیادہ ہی اور اس اذعان کو اعتقاد
 افعالی بولتے ہیں اور ایک شخص تیسرا ہی کہ اوس کو
 اوس کام کے ضرر کا اعتقاد اوس حد کو پہنچا ہی کہ جب وہ ضرر
 کرنیوالی چیزیں اوس کے سامنے آتی ہیں تو اوس کو وہم
 ہوتا ہی کہ اوس ضرر کا اثر مجھ کو پہنچے گا یا کوئی تقریب
 ایسی پیش آتی ہی کہ باعث اقدام کا اوس شخص کے
 اوس کام پر ہوتا ہی تو البتہ باطن میں اوس کے اوس سبب
 سے ایک خوف اور شر مندگی ایسی ظاہر ہوتی ہی کہ
 طبیعت اوس کی برہم درہم ہو جاتی ہی مثلاً رنگ اوس کا
 اُتر پنے لگتا ہی اور انگلیں اوس کی پے رونق ہو جاتی ہیں
 اور رگیں اوس کی دھیلی ہو جاتی ہیں اور ہاتھ پانوں میں
 اوس کے تشنچ اور ریشہ پیدا ہوتا ہی یعنی سکر پنے اور
 تھر تھرا پنے لگتا ہی اور اس اذعان کو اعتقاد قلبی کہتے ہیں
 پھر یہی تینو مرتبے کو اعتقاد کے گناہ شرعی اور ترک واجبات
 میں قیاس کیا چاہئے بلکہ ہر ممنوعات شرعیہ میں یوں ہیں سمجھا
 چاہئے جیسا تشبیہ ہی کفار کے لباس اور جامہ میں اور عید کرنا
 اوس کے عیدوں میں اور رل مل رہنا بدعتیوں میں اور شریک

ہو نامہ عتوں کی رویت میں * سو پہلا مرتبہ اذعان کا عین ایمان
 ہی کہ بدون اد کے درکات جہنم سے نجات ممکن نہیں
 اور دوسرا مرتبہ اذعان کا روح ہی تقویٰ ظاہر کا کیونکہ تقویٰ
 ظاہر عبارت ہی بچنے سے ممنوعات شرعی کے اور جہاد
 کرنے سے ساتھ نفس ہیتمہ کے اور روح ادسکی وہی اعتقاد
 ہی کہ جس کے سبب سے نفس اور شیطان کے ساتھ مقابلہ کرتا ہی
 اور تیسرے مرتبہ کو اذعان کے تقویٰ حقیقی کی روح
 سمجھا جائے کیونکہ حقیقی تقویٰ نامر ہی کراہیت طبعی کا
 بہ نسبت گناہ اور عصیان شرعی کے اور روح ادسکی
 وہ اعتقاد ہی جو ایمان کی حلاوت اور احسان کے
 مرتبوں سے گنا جاتا ہی * یہ نمونہ ہی اس مقام والے
 کے آثار سے اور جسکو عقل سلیم اور ذہن مستقیم
 ہی اگر بصیرت کی آنکھ سے ادس میں تامل کرے تو
 البتہ اسی امور مذکور سے کہ بہت قلیل اور سیر ہی آثار
 کثیر باہر لائے اور استنباط کرے سکتا ہی *

ہدایت چوتھی بیان میں ہدایات حب ایمانی کے

اور اس میں پانچ افادہ اور دو فادہ ہی * افادہ *

صدر کلام سے معلوم ہو چکا کہ حقیقت حب ایانی کی نہایت مرتبہ کی اُلفت برسی تعظیم کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہی جب وہی محبت اپنے کمال کو پہنچتی ہی اور رضا جوئی منعم حقیقی کی مومن پاک کے ظاہر اور باطن اور اعضا اور جوارح اور قوی کو انوار اور آثار سے اپنے منور اور مزین کرتی ہی اور شکر اور توکل اور صلاح تہہ دل میں اوسکے جگہ پکارتی ہی اور اوس ذات بابرکات کا یون ملاحظہ کرتا ہی کہ ایجاد کر لینے میں ساری موجودات کے اور تاثیر میں تمامی کائنات کے وہی ذات بابرکات نوع بنوع کی تصرفوں کے ساتھ اکیلا ہی اور یہ بھی سمجھتا ہی کہ تربیت اس ذرہ پہ مقدر اور مشتمل خاک کی رنگ برنگ کی نعمتوں اور اوسکی حفاظتوں کے ساتھ مجملہ اوسکی کے ہی اور توحید افعالی کہ ایمان بالقدر کا خلاصہ ہی دل میں اوسکے مستقر ہوتی ہی یہاں تک کہ اپنے سارے مال اور متاع کو اپنے ملک کی چیز نہیں جانتا ہی بلکہ اپنے کو مثل جانور کے کہ اپنے مالک کے رمنے میں چرتا ہی سمجھکے دنیا کی آرائشوں اور زندگانی کے اسبابوں سے تنوع

لینا ہی بلکہ اپنے اعضا کو اور اپنی بندگی اور عبادت کو
 بھی از ان اپنی نجانکے اپنے کو مثل لاتھی اور پتھر کے قرار
 دیتا ہی * ف * یعنی اپنے کو مثل لاتھی کے آلا اور ہتھیار
 سمجھتا ہی اور جو فعل اوس سے صادر ہوتا ہی اوس کو
 لاتھی والے کا فعل جانتا ہی انتہی اور اللہ کی ذر بوبیت پر
 سینہ اوس کا کھل جاتا ہی چنانچہ اس مقام کا
 اشارہ ہی * رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا * یعنی راضی ہوا میں
 اللہ کے رب ہو گئے * اور تکلیف شرعی کے اوتھانے
 پر سینہ اوس کا شادہ ہوتا ہی چنانچہ اسی بات کا
 اشارہ ہی وَبِالْاِسْلَامِ دِينًا وَهَكَذَا اَفَمِنْ شَرَحِ اللّٰهِ صَدْرُهُ
 لِلْاِسْلَامِ یعنی راضی ہوا میں اسلام پر دین ہو گئے میں اور
 ایسا ہی پھر بھلا جب کا کھولا اللہ نے سینہ واسطے اسلام
 کے * اور سنت پر چلنے میں لذت پاتا ہی چنانچہ اس کا
 بیان ہی وَبِعَمَلِ نَبِيِّنَا اور راضی ہوا میں محمد پر نبی ہو گئے
 میں پھر ضرور بالضرور بموجب کلم وَاللّٰيْنِ جَاهِدُ وَاَفِينَا
 لَنَهْلٍ يَنْهَم سَبَلْنَا وَاَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى
 اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ وَاِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

وَذَٰلِكَ بَانَ لِلَّهِ مَوْلَى الدِّينِ آمَنُوا یعنی جو لوگ سعی کرتے
 ہیں ہمارے لئے البتہ بناؤ لگاؤں کو اپنی راہیں اور میں
 اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہوں اور جو شخص بھروسہ
 کرے اللہ پر سو وہ اسکو کافی ہی اور اگر شکر کر دے پسند کریگا
 اوس شکر کو واسطے تمہارے اور وہ دوست رکھتا ہی
 صالحون کو اور یہ سب اس کے کہ اللہ مولیٰ ہی ایمان والوں کا
 اور بموجب اوس کی کریمہ کے یعنی انھیں شرح صدرہ الاسلام فہو
 عَلَى نَوْرٍ مِنْ رَبِّهِ خدا کی رضا مندی کی انوار اور روشنی
 اوس شخص کے سانچہ جلوہ گر ہوتی ہی اور اسکو اپنے
 ولایت میں لیکھ اور زیر سایہ تربیت میں اپنے لاکے
 اسکو اپنی تدبیر تکوینی اور تشریع کا ماتھم بناتا ہی التھ
 اسکو احاطہ پاک میں خدا کے اتصال حاصل ہوتا ہی اور
 سرچشمہ تکوینی اور تشریف سے تلقی ماتھم لگتی ہی یعنی
 علم اخذ کرتا ہی خواہ علوم عقلی ہو خواہ عوارض قلبی تفصیل
 اس اجمال کی یوں ہی کہ جو لوگ طیب روحانی ہیں
 انسان کے باطن میں دو قوت دریافت کئے ہیں ایک
 قوت دراکہ جو آلہ ہی دریافت کرنے اور جاننے کا یعنی

اوسى قوت سے حاضر اور غائب كى چيزوں كو دريافت
 كر سكتا هى اوس كا نام عقل هى اور دوسرى قوت
 عازمه هى اور وه قوت سارى كيفيات نفسانى كى حامل
 هى مگر علم اور ادراك كى حامل نهين هى مثل فرحت اور
 غضب كے اور شجاعت اور خوف كے اور محبت اور
 بغض كے اور رضا اور كراهت اور عزم اور شوق كے
 اور اس قوت كو قلب بولتے هيں اور دونو قوتون ميں
 فرق بديهي هى كيو نكه شجاعت كے منے كو جانا اور اوسكى
 حقيقت كى تحقيق كرنا اور چيز هى اور نفس شجاعت اور
 چيز هى كيو نكه بهتيرے شخص شجاعت كے منے كو جانتے
 هيں اور اوسكى اقسام كے بحث ميں اور اوسكى تحصيل
 كے اسباب ميں محقق هيں مگر ايك راه زن سے بلكه ايك
 چور سے مقابله نهين كر سكتے هيں اور اكثرد لاور هر دل هيں كه
 جنگ جوئى ميں ايكته هيں اور معر كه آرائى ميں ثانى نهين ركھتے
 هيں پر شجاعت كے منے كو سمجھنا اور سارى كيفيات نفسانى
 سے شجاعت كى تميز كرنا اوس سے دشوار بلكه متعذر هى
 سي بطرح دريافت كرنا امر منحرف كا مثل ديكنے ها هى

ست کے یا سیر زیان کے اور مثل اعتقاد کرنے کے
 ضرر کرنے والی چیزوں کی مضرت اور نقصان پر خواہ
 نقصان دینا کا خواہ دین کا یہ امر آخر ہی اور عارض ہونا
 نفس کیفیت خوفیہ کا کہ اس کے آثار سے ہی رنگ کا زرد
 ہونا اور آنکھ کا پلے رد نق ہونا اور لب پر خشکی آجانا اور
 رگون کا دھیرلا ہونا اور ہاتھ پاؤں کا رہ جانا یہ امر دیگر ہی
 کیونکہ اس امر جو فنا کو مرد اور نامرد و نوپا پتے ہیں لیکن
 نامرد پر جو حالت گزرتی ہے شجاع پر اس کا دسوان حصہ
 بھی نہیں ❁ اور ایسا ہی سمجھنے میں جمال والے کے حسن کو
 اور اس کے خطا اور خال کو عاشق اور غیر عاشق مشترک
 ہیں مگر دل پر عاشق کے جو پیچ و تاب اور قلق اور اضطراب
 اور پلے چینی گزرتی ہے غیر پر نہیں جب اس مقدمہ کی تمہید
 ہوئی اور عقل اور قلب میں تمیز آگئی تو اب جانا چاہئے
 کہ بعض شخص ابتدا سے طاقت میں زکی العقل اور غبی
 القلب ہو پتے ہیں اور بعض غبی العقل اور زکی القلب
 چنانچہ اہل تجربہ پر پوشیدہ نہیں مہی پھر جو لوگ ابتدا سے
 پیدایش میں زکی العقل پیدا ہوئے ہیں جب خدا کی

عنایت اُنکو اسمتنام میں یعنی حب ایمانی کے مقام میں ساتھ
مترتب ہوئے اور اُس کے ثمرات کے پہنچاتی ہی اور واسطے
سے تاثیرات غیبی کے نوازی ہی تب اوس شخص سے
ادراک اور عقل کی جہت سے امور غیبیہ کی تدبیر میں
خدمت طلب کرتے ہیں اور حضرت حق کی رضا مندی کی
نشانی اور وکیل مطلق کے ولایت کفالت کی آثار اور سپر
ظاہر کرتے ہیں مثلاً خواب میں دیکھتا ہی کہ مجھکو خدا کی
طرف سے یا ملائکہ یا انبیاء کرام یا اولیائے عظام کی جانب
سے کسی کام کے سرانجام کرنے کے لئے حکم ہوتا ہی یا
مہملہ میں بطریق مکالمہ کے اوس شخص کو اوس کام کی ترغیب
دی جاتی ہی یا بطریق کشف کے سارا حال اوس واقعہ کا
ادل سے آخر تک رو بردار دیکھنے حاضر ہوتا ہی یا فکر اور نظر
کے وقت میں ایسے امور کہ کرنے پر اوس مامور بہ کے
باعث ہوں اور اوس کام کے کرنے کو نہ کرنے پر ترجیح
دیتے ہوں اور اُس کے ذہن میں خطور کرتے ہیں اور امور کو یہ
کے انکشاف کو یا اوس امور کے کہ تعلیم اور تربیت میں
طالبوں کے علاقہ رکھتے ہوں کھینچنے کو یا سبیل اجتہاد یہ کو

یاسیاست منزل اور گھر اور بند و بست مدینہ اور شہر
 کو اسی پر قیاس کیا جاتا ہے اور اسی طرح اپنے بھلے کاموں کو
 کہ رضاے غیبیہ سے علاقہ رکھتے ہیں نور کے لباس میں دیکھتا
 ہی اور آفرین ربانی کو اچھی شبیں میں پاتا ہی اور برے
 کاموں کو اپنے کہنا رضا مندی غیبیہ سے تعلق رکھتا ہی ظلمت
 کے لباس میں دیکھتا ہی اور نثرین ربانی کو بری شبیں میں
 پاتا ہی اور ایسے لوگوں کو عرف اور شمع میں محمد میں بولتے ہیں
 اور جو لوگ کہ اصل خلقت میں زکی القلب پیدا ہوئے
 ہیں یہی امور کہ مذکور ہوئے دل سے اونکے سر مار پتے ہیں
 خواہ عقل انکی ان امور کی حقیقت سے آگاہ ہو یا نہ ہو مثلاً
 جس شئی کا واقعہ ہونا متدر ہوا ہی اور یہ شخص
 ادنیٰ کے واقعہ ہونے کا غیب میں واسطہ تھرا ہی اور
 شئی پر اپنے دل میں ایسی شجاعت اور جرأت پاتا ہی
 اور خواہش اور ارادہ دل سے ادنیٰ کے ظاہر ہوتا ہی
 کہ ادنیٰ کو ناپا کر کے ادنیٰ کام کو ادنیٰ سے کر داتا ہی اور
 یہ شخص پیدا ہوئے میں ادنیٰ ارادے کے سبب میں
 حیران رہتا ہی اور ادنیٰ حقیقت کو نہیں پاتا اور جس

گھام کا ہو نامتد ر نہیں ہو اہی اور یہ شخص غیب میں واسطے
 ہیں پر اہی اپنے میں جس اور نامردی پاتا ہی اور اوس کام
 کے واقع ہوئے کو بعید جاتا ہی اور اوس کام کے واقع
 ہوئے میں اپنی ہمت میں فتور اور سعی میں کسالت
 معلوم کرتا ہی اور اوس کام کے واقع ہوئے میں جو
 مصیبتیں ہوتی ہیں اسکے تمہیں میں رنج اور مال اوس کے
 باطن میں عارض ہوتا ہی * اسی طرح خدا کے مغبوبوں پر
 بحر پر غضب دل سے اوس کے فوارہ کے مانند جو شش
 مارتا ہی اور اوس رحیم کے مرحوموں پر رحمت کا پانی
 باطن سے اوس کے مینہ کے طرح برستا ہی گو کہ اوس
 امور پر کہ باعث غضب اور موجب رحمت کے ہوئے
 ہیں مطاع نہوا ہو اور بعد واقع ہوئے بھلے کام اور برے
 کام کے اپنے میں مسرت یا کہ درت معلوم کرتا ہی گو کہ
 حسن اور قبح اُن کاموں کا دریافت کیا ہو اور اوس
 کھانے حلال اور طیب کے طرف کہ غیب میں اوس کے
 کھانے کے مہیا کئے ہیں دل میں اوس کے رغبت پیدا ہوتی
 ہی اور اوس طعام حرام سے کہ غیب میں اوس کے لئے

نہیں تھرا۔ یہی دل میں اوس کے نفرت پیدا ہوتی ہی گو کہ
 حالت اور حرمت ظاہر حال میں بالعکس معلوم ہو دے اور
 ایسا بہت ہوتا ہی کہ ان بزرگوں کی عقل حقیقت سے
 اس کام کے آگاہ نہیں ہوتی ہی اور دل میں اوس خواہش
 اور اندیشہ کے پیدا ہونے کے باعث کو دریافت
 نہیں کرنے کے سبب سے حیران رہتی ہی اور اس
 قسم کے لوگوں کو شرع میں شبہ اور حواری بولتے ہیں
 اور عادت محمدین اور حواریین کی طلب کرنے میں
 کاموں کے محض دعا اور متوجہ ہونا غیب کی طرف
 ہی اور اوس کام کے واقع ہونے پر ہمت کو نہیں صرف
 کرتے ہیں یا کسی منفعیت اور مضرت کے پانے کے لئے خود
 مقصدی اوس امر کے نہیں ہوتے جیسا کہ رسم اور راہ
 قرب النوافل والی کی ہی پس دشمنوں سے بدلا
 لینے میں اور دوستوں کے ساتھ یاری کرنے میں سیوا
 دعا کے ان بزرگوں سے کوئی صورت بنتی نہیں اور بعض اہل
 خدمت خواہ قطب ہوں یا اوتاد دونو قسم کے ہوتے
 ہیں اور اس مقام والے کے لوازم سے خواہ مخواہ

ہو حواہ شہید یہہ ہی کہ جو دعا کہ بعد انکشاف مدح کے
 یعنی کشف سے معلوم ہوا ہو کہ یہہ بات ہو گئی یا بعد
 حادث ہوئے صدق ارادہ اسکے حصول کے صادر
 ہوئی ہو مستجاب ہی یعنی ضرور قبول ہوگی کیونکہ وہ دعا
 بھی ظہور تقدیر کے لباسوں میں سے ایک لباس ہی اور
 فیض غیبی کی صورتوں میں سے ایک صورت ہی پھر
 جو شخص باطل کرنے میں ادس امر کے کہ جسکے لئے دعا کی
 گئی ہی سعی کر کے مقابلہ میں ان بزرگوں کے کھڑا ہوگا
 البتہ ناامید اور ذلیل ہوگا اور جو شخص ادس کام کے
 تحصیل میں اور رواج دینے میں سعی کریگا بیشک مراد کو
 پہنچے گا اور تحقیق اس مقام کی اور تفصیل اس کی سیر سے
 سائنس کے یعنی صحابہ اور تابعین کے دھندھے حاصل کلام
 اس طریق کے پیشوا لوگ ملائکہ مدبرات امر کے زمرہ
 میں گنے جاتے ہیں کہ ملائکہ اعلیٰ کے جانب سے انکو الہام
 ہوتا ہی اور جاری کرنے میں ادس امر کے تدبیر اور
 کوشش کرتے ہیں پس احوال ان بزرگوں کا ملائکہ عظام
 کے احوال پر قیاس کیا جائے * ۲ افادہ * اور اس مقام

سے ایمان حقیقی کا مقام اعلیٰ ہی کہ بعضے شخص اوس کمال پر پیدا ہوئے ہیں اور حسب ایمانی اوس مقام دلکش کے موندہ سے پردہ خفا کو دور کرتی ہی اور انوار اور آثار اوس کے سو آب و تاب اور رونق کے ساتھ ظہور کرتے ہیں تصویر اوس کی یہہ ہی کہ جیسا انسان باعتبار ملکات نفسانی کے مختلف اور متفاوت ہیں یعنی بعضے شخص کی بری استعداد ہی اور بعضے کی اچھی اور بعضے شخص نفس ملکات پر مجبول ہی مثلاً امر شجاعت میں اگر شخص اور تلاش کرے تو آلتہ پاویگا کہ بعضے انسان اصل پیدائش میں دلادور اور پردل کہہ اپنے اقران میں جنگ کا خواہاں رہتا ہی اور شجاعت دالون کی مصاحبت کا جویاں اگر پہ کبھی جنگ کا موندہ نہ کیا ہو اور رستم اور اسفندیار کا قصہ بھی نہ سنا ہو اور حربہ اور ہتھیار کا مشق اور سواری اور شکاری کی عادت بھی نہ کیا ہو لیکن مذہبی شجاعت اور دلادری کی دل سے اوس کے جوش مارتی ہی اور جنگ آزمودن کی مجلس میں بیٹھنے کا کوشش کرتا ہی اور جنگ آزمائے ہون کو یا کہ اونکی چھب دھب کو کیرے لے

پہرے میں مثل باندھنے عمامہ کے اور پہرے قبا کے اور
 استعمال موزہ اور غیرہ کے تہہ دل سے دوست رکھتا
 ہی اور ایسا ہی اُنکے محاورہ اور نشست اور برخاست
 اور سواری اور شکاری کی وہب کو دل و جان سے
 پیار کرتا ہی اور اون چیزوں کو کہ بکار آمد جنگ کے ہو
 محبت کی انکھ سے دیکھتا ہی اور اون قصوں کو کہ کہ آئی
 کی باتوں اور جنگ کی حکایتوں پر مشتبہ ہو کان قبول سے
 سنتا ہی حاصل کلام جو کام کہ عرب اور جنگ سے علاقہ
 رکھتا ہی تہہ دل میں اوسکے جگہ پکرتا ہی اور اہل جنگ
 کے ساتھ یگانگی طبعی رکھتا ہی اور پیار کی انکھ سے
 گھورتا ہی اور جو لوگ اہل جنگ نہیں ہیں اون سے
 بیگانگی جلی رکھتا ہی اور پھوٹی انکھ سے بھی نہیں تاکتا اور
 صحبت سے عورتوں کے اور بیخردوں اور نامردوں
 اور کج ولوں کے اور اونکی چھب تختی سے نفرت
 کرتا ہی اور جو پیشہ کہ عرب اور جنگ سے ادنی علاقہ رکھتا
 ہو ذرہ سی توجہ سے اوسکو کمال میں پہچانتا ہی * اور جو
 ہنر جنگ سے علاقہ نہ رکھتا ہو ہر چند حاصل کرنے میں

اوسکے برسی مشقت اوتھا دے ذہن میں اوسکے نہیں
 جمتا ہی اور دل اوسکا اوس کام سے رکھتا ہی اور
 جب تک ہتھیار جنگ کا اوسکے ہاتھ نہ لگے اور استاد شفیق
 اوسکو قواعد نہ بتا دے اور جنگ کے منہر کہ میں حاضر نہوے
 تب تک دل تنک پر اگندہ حال اپنی زندگی کو سو پیچ و تاب سے
 کاٹتا ہی جب یہ امر اوسکو میسر ہوا ساری پریشانی جاتی رہی
 اور سارا غم اور فکر جاتا رہتا ہی پس اس قسم کا شخص
 خزانہ جبلت میں اپنے حقیقت شجاعت کی رکھتا ہی
 اور احتیاج الات جنگ کے مشق کے طرف اور اس فن
 کے استادوں کی تعلیم کے طرف جو ہوتی ہی سو صرف
 واسطے حاصل کرنے شجاعت کی قالب کے ہی اور
 بس * پھر تامل کیا جائے کہ رغبت طرف تحصیل
 قالب شجاعت کے بھی دل میں اوسکے تعلیم یا تقلید سے
 کسی کے پیدا نہیں ہوگی بلکہ اوسکا حادث ہونا بھی امور
 اضطراریہ کے حادث کے قسم سے ہی کیونکہ دل میں اپنے
 جس شجاعت کا جوش رکھتا ہی پورا ہونا اوس کا
 بغیر حاصل کرنے اوسکی قالب کے مقصور نہیں اور اوسکی

طالب کا حاصل کرنا بغیر مشق کرنے آلات اور ہتھیار
 اور صحبت اوتھانے استاد پختہ کار اور حاضر ہونے
 معارف کارزار کے ممکن نہیں ناچار مضطر ہو کے ہتھیار کی
 طلب اور استادوں کی تلاش اور معارف کی جستجو
 خود بخود کر لگنا اور بعد حصول ان چیزوں کے ملکہ اور قوت
 قلبی اسکی سو آب و تاب کے ساتھ ظہور کر گئی کہ کوسئی
 ہم عصر اوس کا محاربہ کے فن میں دعویٰ برابری کا کر لگنا اور
 بعضے دوسرے اوں کاموں پر مضطرب ہوتے ہیں جو کام شجاعت
 کے مخالف نہیں ہیں اور انکی استعداد اور جبلت کی
 تختی نہایت پاک اور صاف ہوتی ہی اگر اوںکو مربی
 مشفق ہاتھ لگے تو ان کاموں میں سے جو حرب اور جنگ
 سے علاقہ رکھتے ہیں بقدر قوت تربیت اور تعلیم استاد
 کے اور موافقت زمانہ کے نصیب اور بہرہ اوتھاؤ لگنا اور
 استاد کا کمال بطور انعکاس کے اوس شخص میں جلوہ گر
 ہوگا اور ایک شخص تیسرا ہی کہ عورت کی فطرت
 اور مخنثوں کی جبلت پر واقع ہوا ہی اگر ہزاروں
 استاد نوع بنوع کی تربیت اور تادیب کے ساتھ

حرب اور جنگ سیکھانے کا قصد کرین تو بھی کبھی لایق
 کارزار کے نہوگا اور سارے شاہنامہ سے صرف
 اسی بیت کو یاد کر لیگا ✽ بیت ✽ منیرہ منم وخت افراسیاب
 برہنہ تنم را ندید اقبال ✽ یعنی منیرہ مین ہون بپتی افراسیاب
 کی تن کو میر کے برہنہ نہ دیکھا اقبال نے ایسا ہی افراد
 انسانی بہ نسبت فیض زبانی کے جسے شرع و رحمانی
 ہوتے ہیں تین طبقے میں واقع ہیں اور حقیقت شرع و رحمانی
 کی اتنا ہی ہے کہ افراد انسان کو حضرت حق کے قرب کی
 راہ سمجھاتی ہے اور اوس جو او مطلق کی رضامندی
 حاصل کر داتی ہے اور جس عقیدہ اور فعل اور خلق
 سے دنیا اور آخرت میں مضرت ہوتی ہے اوس سے بچاتی
 ہے اور گھراور شہر کی تدبیر میں انتظام صالح پر قائم کرتی ہے
 اس پر کچھ زیادہ نہیں پھر جو لوگ طبقہ اولیٰ میں واقع ہوئے
 ہیں اون کی جبلت میں جو کمال اجمالی ہے اوس کو ایمان
 حقیقی ہوتے ہیں اور جب وہ ایمان جبلی بسبب بیرونی
 کرینے نبی وقت کے ساتھ شرایع تفصیلیہ کے کھل
 جاتا ہے اور وہ معنی قلبی اور کمال باطنی ملت کا قالب پکرتا ہے

تب یہ ملت حقہ مثل شیشہ صاف کے اوسکے چراغ
 جبلی پر کہ محض زیتون الہی سے ازل میں جلایا گیا تھا احاطہ کرتا
 ہی اور نور بسیط کو اوسکے اپنے ہمرنگ بناتا ہی اور
 آب و تاب عجیب و غریب بخشتا ہی پھر بسبب تہہ بہ تہہ
 ہوئے نور جبلی اور نور شرعی کے وہ ملت حقہ کہ باطن سے
 ادس صاحب کمال کے دو بالار و نق پایا ہی مثل چمکتے
 تارے کے ملک اور ملکوت کے اختر شہاسون کی چشم
 بصیرت کو خیرہ کرتا ہی اور میدان کمال کے شہسواروں
 اور دریائے احوال اور مقامات کے سیر کرنے
 والوں کی ذات سے ندا کے ^{وَسَّوْ} سید نا ^{وَأَعْتَقَ} سید نا
 کی نکلتی ہی * اس طرح کے کمال والوں کو شرع میں
 صدیقین کہتے ہیں جو صاحب ذکا اور کیاست کہ اپنی ذہن کی
 لطافت سے اور طبیعت کی جودت سے اس کلام کے
 مغز کو پہنچا ہو گا اوسپر پوشیدہ نریگا کہ صدیق ایک وجہ
 سے انبیاء کا مقلد ہوتا ہی اور ایک وجہ سے شریع میں
 محقق ہوتا ہی پھر اگر صدیق زکی القلب ہی اور رضا اور
 نازخا کو حضرت حق کے قول اور فعل مخصوص ہیں اور حق

اور باطل کو عقاید خاصہ میں اور محمود اور مذموم یعنی برے اور
 بھلے کو عقاید شخیصہ میں اور سنوار و بیگار نظام واجب
 الحفظ کو واقعہ اور معاملہ جزیئہ میں نور جبلی سے اپنے دریافت
 کرتا ہی مثلاً اپنے دل کی شہادت سے جانتا ہی کہ فلا فی
 بات مخصوص یا فلا نام کام مخصوص مرضی حق کی ہی یا غیر مرضی
 اور فلا ناعقیدہ خاصہ حق ہی یا باطل اور فلا ماخلق مخصوص
 نیک ہی یا بد اور فلا نامعاملہ خاص کہ فلا فی شہر یا فلا فی
 گھر میں منعقد ہوا ہی یا فلا فی رسم مخصوص کہ فلا فی قوم میں
 ترویج پایا ہی موافق نظام اتم یعنی پوری بند و بست کے
 ہی یا اسکے منہ لست ہی تو اس امور مذکور کا حکام دو وجہ
 سے اوسکو معلوم ہوتا ہی ایک تو اپنے دل کی شہادت
 سے خصوصاً * دوسرے بسبب داخل ہونے اسکے
 کلیات شرع میں عموماً * وجہ اول سے جو معلوم ہوا ہی سو
 تحقیقی ہی اور ثانی سے جو معلوم ہوا ہی سو تنبیہی ہی *
 اور اگر زکی العقل ہی پس نور جبلی اوسکی کلیات حقہ
 کے طرف جو احاطہ پاک میں منعقد اور واسطہ تربیت نوع
 انسان کے متعین ہوئی ہی اوسکو راہ بقا ہی اور

وہ کلیات ذہن میں ادا کے مددگار رہتی ہیں اور اسی
 کلیات سے جزئیات کو نکالتا ہے پس علوم کبھی شرعیہ و د
 واسطے سے اور کبھی پختی ہی ایک تو نور جبلی کے واسطے
 سے اور دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
 واسطے سے مثلاً شہادت قلب سے اپنے جانتا ہے کہ
 جو فعل کہ ایسا اور ویسا ہو اور فلا فی چیز پر مترتب ہو
 اور فلا نا پھل پھلے تو وہ فعل مرضی حق کی ہی یا غیر مرضی
 اور جو عقیدہ کہ تعلق فلا فی حقیقت سے رکھتا ہو یا فلا فی
 صفات اور اسماء سے حکایت کرتا ہو یا فلا فی رویداد پر
 دلالت کرتا ہو اور فلا فی طریق سے حاصل ہوا ہو تو وہ عقیدہ
 حق ہی ❀ اور نوع انسان کے معاش اور معاد میں بکار
 آمد ہوتا ہے اور جو عقیدہ کہ فلا فی حقیقت سے علاقہ رکھتا ہو
 یا فلا فی صفات اور اسماء سے یا فلا فی رویداد سے یا فلا فی طریق سے
 نکلا ہو تو وہ عقیدہ باطل ہی یا نوع انسان کے معاش اور معاد
 میں کام نہیں آتا ہے اور سیکھنا اور سیکھانا اور سکا
 عبت ہی ❀ اور جو خلق کہ فلا نا پھل پھلے اور تحصیل میں ادا کے
 فلا پنے فلا پنے کام کی حاجت پرتی ہے تو نیک ہی و لا بد ہی ❀

اور جو معاملہ اور جو رسم اور جو سیاست سے کہ قانونی قانونی
 مصلحت حاصل ہو تو ممتبول اور نظام اتم کے موافق ہی
 والا مردود ہی اور نظام اتم کے مخالف * پس کلیات
 میں شریعت کے اور احکام ملت کے حکم میں اور سکو شاگرد
 انبیاء کا بھی کہنے سے ہیں اور ہم اوستاذ بھی * اور اوسکے
 حاصل کر سنے کی طریق بھی ایک شاخ ہی شاخون میں سے
 وحی کے کہ اوسکو عرف میں شرع کے کَفَتْ فِی الرَّوْعِ
 بولتے ہیں اور بعض کمال والے اوسکو وحی باطنی کہتے ہیں
 پس فرق درمیان ان بزرگوں کے اور نبیوں کے حکم
 کے قالب کو قائم کرنا اور امتوں کی طرف مبعوث ہونا
 ہی اور بس * ف * مثلاً ہر احکام شریعہ کے لئے
 ایک باطن ہی لیکن بدون ظاہر کے جسے قالب بولتے ہیں
 اوسکی صحت پر حکم نہیں کر سکتے ہیں جس طرح صلوات
 کہ حقیقت اسکی خشوع اور خضوع ہی لیکن بغیر ادا
 کر پئے تھیک نماز کے حکم صلوات کا نذیا جا یگا سو اس قالب کو
 تھرا نا نبیوں کا کام ہی انتہی اور نسبت انکی انبیاء کے ساتھ
 ایسی ہی جیسی نسبت چھو پئے بھائی کی برے بھائی کے

ساتھ یار کے بیٹے کی اپنے باپ کے ساتھ کیونکہ درمیان ان کے ایک
 وجہ سے علاقم بیتا ہوئے گا ہی اور ایک وجہ سے بھائی
 ہوئے گا اور یہ بزرگوار انبیاء کے خلافت کے حق دار
 زیادہ ہیں گو کہ تسلط اور حکومت ظاہری ان کے نصیب نہ
 اور اہل ملت کے نادان لوگ ان کی ریاست کو مسلم
 نہ رکھیں اور اسی معنی کو امامت اور وصایت بولتے ہیں
 اور ان کے علم کو کہ بعینہ علم انبیاء کا ہی لیکن چونکہ وحی ظاہری
 سے حاصل نہیں ہوا ہی حکمت بولتے ہیں اور عنایت
 اور ولایت مخصوصہ کہ حق میں انبیاء کے صرف کی گئی ہی
 اسی عنایت مخصوصہ کے سبب سے ان کو بھی اپنے ہم جنسوں
 میں فرق اور امتیاز حاصل ہوا ہی چنانچہ اس کریمہ میں اسی معاملہ کا
 بیان ہے کہ ﴿اللّٰهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ
 وَانَ اللّٰهُ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَاِبْرٰهٖمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلٰى
 الْعٰلَمِيْنَ وَكَلّٰمًا نُّصَلِّىْ عَلٰى الْعٰلَمِيْنَ وَمِنَ اٰبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَاٰخِوَانِهِمْ
 وَاجْتَمَعْنَا لَهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ وَاذْكُرْ
 عِبَادَنَا اِبْرٰهٖمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولٰٓئِىْ الْاَيْدِى وَالْاَبْصَارِ
 وَاِنَّا خَلَصْنَاهُمْ خَالِصَةً ذِكْرِي الْاَدَارِ وَاِنِهِمْ عِنْدَنَا مِنْ

الْمُطَفِّفِينَ الْأَخْيَارَ * ترجمہ اللہ چن لبناہی فرشتوں اور
لوگوں میں سے رسولوں کو اور بیشک اللہ نے پسند کر لیا
ادم کو اور نوح اور ابراہیم اور ال عمران کو اور ہرہر کو
بزرگی دیا میں سارے جہان پر اور باپ دادوں سے
انکے اور اولادوں سے انکے اور بھائیوں میں سے
انکے اور قبول کیا ہم نے ان کو اور سمجھایا ہم نے ان کو
سیدھی راہ اور مذکور کر میرے بندے ابراہیم اور اسحاق
اور یتیم کو جو فوت والے اور آنکھ والے تھے بیشک
ہم نے خالص کر لیا ان کو ایک چنی بات میں وہ یاد دوس
گھر کی ہی اور بیشک دے نزدیک ہمارے البتہ اچھے
لوگوں میں ہیں اور اسی اجتبا اور اصطناع یعنی برگزیدگی
اور پسندیدگی کے سبب رضا کے حق کی انکی رضا میں مندرج
ہی اور خدا کی تابعداری انکی تابعداری میں منحصر ہوئی ہی
اور خدا کا غضب ان کے غضب میں لازم ہی * اور
اوسے عنایت اور ولایت کا نمونہ اور اوس عزت اور
عظمت کا پر تو حکما کے ربانین اور وارثین انبیاء اور مرسلین
کو بھی نصیب ہوتا ہی اور عرف میں قوم کے وجاہت

بولتے ہیں اور اس صدیقیت کو جو ذکاے عقل کے ساتھ
 ملی ہوئی ہی اور حکمت اور جاہت کے لوازمات
 سے ہی سیدالحمکاء اور سیدالعلمائین ولی اللہ قرب
 الوجود بولتے ہیں اور بھی جانا چاہئے کہ قرب الوجود محض دہبی
 اور جبلی چیز ہی کہ کسب اور اکتساب اور حدوث اور
 تبدد کو او سمیں کچھ دخل نہیں مان اتنی بات تو ہی کہ جس
 وقت مویات اور اسباب پائے جاتے ہیں تب ادس
 نور جبلی کا آثار بتد ریج آہستہ آہستہ ظہور کرتا ہی
 جس طرح انسان کی انسانیت کہ محض خلقی چیز ہی لیکن
 جس چیز سے انسان کو سارے حیوانات سے تمیز ہوتی
 ہی وہ قوت عاقلہ ہی اور ابتداء کے پیدایش میں چھپی
 رہتی ہی کیونکہ درمیان چھو پتے پچے کے اور جانور کے
 کچھ فرق معلوم نہیں ہوتا ہی بلکہ چھو پتے پچے کی سمجھ جانور
 سے کم ہوتی ہی اور بعد گزرنے ایک زمانہ کے بسبب
 مزادلت علوم کے اور اکات میں اثر ادس امرستور کا
 ظہور کرتا ہی ❀ اور چونکہ صد ر کلام میں مذکور ہوا کہ وہی
 عنایت ایزدی کہ ازل ہی میں اس کمال والے کو ملی ہی

ہر وقت اور ہر مرتبہ نئی لطف اور تازہ تربیت کے ساتھ
 پسندیدہ کام اور حق عقیدہ اور نیک خلق اور اچھی رسم
 پر کشان کشان لاتی ہی اور برے کاموں سے اور جھوٹے
 عقیدوں اور بد خلقوں اور فاسد رسوم اور ملاموں سے
 رنگ رنگ کے تصرف کے ساتھ بچاتی ہی بس ضرور بالضرور
 اوسکو اوس محافظت میں کہ انبیاء علیہ السلام کو ہوتی
 ہی جسکو عصمت ہوتے ہیں فایز المرام کرتی ہی
 تصویر اوسکی یہہ ہی کہ جیسا کہ عشق جمال والے کی
 یا طلب ہنر اور کمال کی یا خواہش تحصیل جاہ و مال
 کی بعضہ شخص کو اسقدر ہوتی ہی کہ اوس کو شش
 میں مستغرق اور دوبار ہوتا ہی اور بسبب اسی
 استغراق کے فتور اور خلل اوسکے قواسمہ میں
 راہ پاتا ہی اور اوس فتور کے سبب سے عرفی اور
 شرعی قباحتوں کی طرف تہہ دل سے اونکے التفات نہیں
 ہوتی ہی اور اس کام کے کرنے کا قصد دل میں انکے منعقد
 نہیں ہوتا اور بعضہ شخص اس طرح کے ہیں کہ ذکاوت عقل
 اور نزاکت طبیعت اور طہارت جبلت پر پیدا ہو پتے

ہیٹن اور پاپ داد کے کی تربیت اور استادوں کی تعلیم
 بھی حق میں انکے مصروف رہی تو یہ لوگ اون قباحتوں
 سے بہ سبب ذکا کے عقل اور نزاکت طبیعت کے
 پرہیز کرتے ہیٹن اور کراہت اور نفرت اور قباحتوں
 کی نسبت کرتہ دل سے انکے ظاہر ہوگی مثل مکروہ جانتے
 جبلی طہارت والے کے نجسوں کو اور اگر احیاناً ان سے
 بھولے چو کے رغبت اور میلان اور قباحتوں کی طرف
 دافع ہو دے تو البتہ وہ ربی مشفق ہزار حیلہ سے اس کو
 اس نجس میں ماموت ہوئے نہ یگا * ایسا ہی بیضے کمال والے
 سبب غلبہ عشق متدلس کے اور مستغرق ہوئے
 مشاہدہ میں حضرت ذوالجلال کے اور حاصل ہونے مقام
 فنا اور بقا اور معرفتوں کے اور کھل جانے حقایق
 اشیاء کے بھانت بھانت کے ارادے اور طرح
 طرح کے قصد اور عزم فنا ہو جائے اور مٹ جاتے ہیٹن اور
 اسی فنا کے ارادے کے سبب نامرضی فعلوں
 اور باطل عقیدوں اور برے خاتون اور فاسد معاملوں
 سے محفوظ رہتے اور یہ مرتبہ قرب الواصل والے کو

نصیب ہوتا ہی اور بے کمال والے بسبب اور جبلی اور
 عنایت ازلی کے پھلے اور برے کی تمیز کر کے اپنے کو
 قباحتوں اور برائیوں سے بچا رکھتے ہیں اور جو کبھی امور
 مذکور کی خواہش ہوتی ہی تو عنایت ازلی انکے ارادے
 کے دامن کو پار کے عجیب اور غریب معاملہ کے ساتھ
 برے کاموں سے باز رکھتے ہیں چنانچہ آیہ کریمہ اسی معاملہ کی
 حکایت کرتی ہی * وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ
 رَّءٰی اَبْرَہٰمَ رَہْمٰنَ رَبِّہٖ کَذَآلِکَ لِیَنْصُرِفِ عَنْہُ السُّوْءَ
 وَالْفَحْشَآءَ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ * نیشک ارادہ
 کیا زلیخا نے یوسف پر اور یوسف نے زلیخا پر اگر
 مذیکہ سے اپنے ربکی برہان اسطرح ہم باز رکھینگے اوس سے
 برائی اور بیجائی کو * اور یہ حفاظت انبیا اور حکما کو
 نصیب ہوتی ہی اور اس کو عصمت ہوتے ہیں یہ مت
 سمجھو کو وحی باطنی اور حسمت اور وجاہت اور عصمت
 انبیا کے سوا اور دن کو نہیں ہوتی اور منہ لست اور
 جنس بدعت سے ہی کیونکہ بہتیری حدیثیں اسی مضمون
 کی مناقب میں صحابہ کبار کے حضرت صلعم سے منقول ہیں

چنانچہ جو لوگ عدیث سے ماہر ہیں اور پیر پوشیدہ ہیں ہی
 اور اگر خوفِ مال کا سبب برتھم جانے کا کام کے نہوتا تو
 اور حدیثوں میں سے کچھ اس مقام میں مذکور ہوتا اور یہ
 نہ جانو کہ ایسے کمال والے جہان سے ناپید ہیں اور قرب
 الوجود کا مرتبہ رومی زمین سے مت گیا بلکہ قیامت تک عرصہ
 وجود میں ان کمال والوں کا وجود باقی رہے گا ان عالم یقینی
 ہوئے کی راہ کمال پر صاحب کمال کے کہ خبر دینے میں مخبر صادق
 کے منحصر ہی بعد گذرے زماں نبوت کے بند ہو گئی جیسا
 حاصل ہونا عالم قطعی کا کسی حکم پر احکام شرعیہ کے اجتہادی
 مسئلوں پر جو منصوص نہیں ہیں بعد گذرے اوس زمان
 برکت نشان کے متصور نہیں حالانکہ مجتہدوں کا اجتہاد زماں
 میں تابعین اور تبع تابعین کے اس قدر جاوہر ہوا کہ دسواں
 حصہ اوسکا زمانہ میں صحیحہ کے وقوع میں نہ آیا تھا اور لوازم سے
 اس مقام کے تربیت حق کی ہی اس کمال والے پر تفصیل
 اوسکی یادوں ہی کہ جب وہ عنایت ازلی بد و فطرت میں
 بلا استحقاق اور اکتساب کے اور بغیر واسطہ اور
 حجاب کے اس کمال والے کو مقبولوں کے زمرہ میں سے

قرار دیا اور سب وقتوں میں اوس مقبول کے تربیت کا
 بلا واسطہ متکفل ہوا پھر جو کبھی بشریت کنی راہ سے وہ
 مقبول ناحق کیطرح متوجہ ہوتا ہی اور تہہ دل میں
 اوس کے اوس چیز سے علاقم ہوتا ہی یا کسی چیز کو
 اون اردن سے کہ بسبب پاپے اوس امر کے اوس اور
 جہاں اپنے اوس کے ظہور کیا واسطہ تربیت کا معلوم کرتا ہی تو
 وہی عنایت ازلی اوس علاقہ کو کسی تدبیر سے برہم مارتی
 ہی اور اوس خیال کو پاشش پاشش کر کے زایل کر دیتی
 ہی اور سب آثار دن میں سے اس مقام کے ایک آثار
 یہ ہی کہ صالح لوگوں کے دلوں میں اس کمال والے کی
 قبولیت نازل ہوتی ہی کیونکہ اسی معنی کا اشارہ ہی * اِذَا
 اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا اَنَادَیْ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یَنَادِیْ نِبِی السَّمَاۗءِ اِلٰی
 اَنْ قَالِ حَتّٰی یُوْضَعَ لَهٗ الْقَبْرُ فِی الْاَرْضِ * یعنی جب
 دوست رکھتا ہی اللہ کسی بندہ کو پکارتا ہی جبریل
 کو یوں کہ بیشک دوست رکھتا ہوں فلا نے کو سو دوست
 رکھے ادا و سو کو پھر دوست رکھتا ہی جبریل ادا کو پھر
 پکارتا ہی اسمان میں یہاں تک کہ رکھا جاتا ہی واسطے

اوسکے قبول زمینین اور حقیقت اس قبولیت کی یہہ ہی
 کہ اس صاحب کمال کی وجاہت کا عکس پرتا ہی اسطرح
 کے دلون میں جو مثل آئینہ کے صاف ہین تھیل اس
 اجمال کی یہہ ہی کہ جیسا کہ اعضا کے جوارح انسان کا انسان
 کے دل کا آئینہ ہی یعنی جو عارضہ کہ دل پر ظاہر ہوتا ہی مثل
 محبت اور غضب اور فرحت کے البتہ اوسکا اثر ہاتھ پانوں
 چہرہ بشرہ پر نمودار ہوتا ہی ایسہی صابون کے دل جو
 زناک غفلت اور التذلت سے ماسوی اللہ کے صاف رہتے
 ہین بہ نسبت حظیرۃ القدس کے آئینہ کا کم رکھتے ہین مثلاً
 جو چیز کہ احاطہ پاک میں مقدر ہو البتہ اکثر صلی اوسکو واقع
 ہونے سے پہلے خواب میں یا معاملہ میں دیکھتے ہین اور اوسکے
 واقع ہونے کی رغبت یا اوسکے اسباب کے مہیا کرنے کی
 ہمت اپنے میں پاتے ہین پس جب اس کمال والے
 نے اپنے منعم کے نزدیک مرتبہ پایا اور قدم صدق کا احاطہ
 پاک میں مستحکم کیا اور مقعد صدق کا رفیق اعلیٰ میں حاصل کیا
 البتہ اوسس وجاہت کا عکس صلی کے دلون میں نمودار
 ہوتا ہی پھر جو صالح اوسکو دیکھتا ہی یا اوسکے ساتھ

بیتختا ہی یا حال اور کمال سے اس کے خبردار ہوتا ہی
 البتہ تہہ دل سے اس کو دوست رکھتا ہی اور علوم
 اور اخبار کو اس کے تہہ دل سے مسلم معلوم کرتا ہی بلکہ
 وضع اور الحوار پر اس کے شیفتہ اور فریفتہ ہوتا ہی گو کہ وہی
 وضع اور شور اس کے غیر مین پایا جاتا ہی مگر اس کے طرف
 کوئی اہل صلاح اور تقویٰ ادنیٰ الثمات نہیں کرتا ہی بخانے
 تو کہ مقصود اس کمال سے یہ ہی کہ سارے عوام کو محبت
 اس صاحب کمال کی ہوتی ہی کیونکہ حدیث شریف میں
 وارد ہوا کہ * اِنَّهُمْ شَهِدَ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی الْاَرْضِ * یعنی بیشک وہ
 شہد اللہ کے ہیں زمین پر اور پر ظاہر ہی کہ جو لوگ اہل شہادت
 ہیں وہ عقل اور کیا ست والے اور مروت اور عدالت
 والے ہیں نہ غافل اور لیے وقوف اور فاجر اور ظالم بلکہ اگر
 تو نیک تامل کرے تو معلوم کرے کہ ان بزرگوں کی محبت
 خود نشانی محب کے ایمان کی ہی اور علامت تقویٰ کی *
 ذٰلِكَ وَمَنْ يُعِظِمِ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوٰی الْقُلُوْبِ * یہ
 اور جو تعظیم کرے اللہ کی شعائر کی سویشک وہ دل کے
 تقویٰ سے ہی * اور بغض ان بزرگوں کے ساتھ بغض

کرنیوالے کی اتفاق کی نشانی ہی اور اوسکی بد بختی ہی
 کیونکہ ﴿لَا يَجِبُهِ الْاَمُوْنُ وَلَا يَبْغُضُهُ الْاِمْنَانُ﴾ شقی *
 نہیں دوست رکھتا ہی اوسکو مگر مومن تقی اور نہیں
 بغض رکھتا ہی اوس سے مگر منافق شقی اسی معنی کا اشارہ ہی *
 ۳ افادۃ * اس مقام سے برتر مقام نیابت عن اللہ
 ہی تحدیدات شرعیہ کے ظاہر کرنے میں اور حقایق
 کے مقام میں حکم کے قالب کو قائم کرنے میں اور انواع
 انسان کے تربیت کے لئے ارکان اور آداب اور
 شرائط اور منافع کو مقرر کرنے میں اور یہ مقام بذاتہ مقام
 انبیاء اور مرسلین کا ہی لیکن انبیاء کے تابع اور دن میں سے
 بغض کو اس مقام کا عکس پر تا ہی کہ انکو عرف میں قوم کے
 مہمبین کہتے ہیں پشوا کے صاحب تفہیم کے شیخ ولی اللہ
 قدس سرہ اپنے اصطلاح میں اس مقام کو مقام قرب الفرائض
 بولتے ہیں * ۴ افادۃ * اور اس مقام سے برتر مقام نیابت
 عن اللہ ہی پیدا کرنے میں غافلون کے اور دور کرنے
 میں عذر جاہلون کے اور پوری کرنے میں حجت کے منکر دن
 پر عرب و دلیل اور برہان سے ہی یا تلوار اور نیزہ کے

نہ تھے کہ انکے وجود برکت امود سے مضمون اس ایہ کریمہ
 کا مستحق ہوتا ہی یعنی * قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ * تو کہہ اللہ
 ہی کو حجت پوری اور یہہ مقام بذاتہ مقام انبیاء کے الوالعزم
 گا ہی اور بعضہ بزرگوار کو یہ سبب تابعہ اری انبیاء
 اولوالابصار کے اس افتخار کا عکس پرتا ہی اور انکو
 عرف میں قوم کے جمیع اللہ بولتے ہیں اور اصطلاح میں شیخ کے
 اس مقام کو قرب ملکوت بولتے ہیں * ہ افادہ * اور
 اس مقام سے برتر مقام ادوار اور الخوار کی ریاست
 ہی بیان اوسکا یوں ہی کہ بعضے وقت میں اور جزو زمان
 میں تربیت نوع انسان کی امر معاش میں دجہون میں سے
 کسی ایک وجہہ کے ساتھ واقع ہونی ہی اور عنایت
 ربانی اوسی لباس میں ظہور فرماتی ہی اور جو صاحب کمال کہ
 اس مقام میں واسطے تربیت افراد انسان کے اللہ کی طرف
 سے نایب تھہرا ہو تکمیل میں ادسی وجہہ کے برسی کوشش
 کرتا ہی اور جب وہ وجہہ اپنے کمال کو پہنچتی ہی تب
 تازی عنایت رحمت ازلی کے دریا سے ظاہر ہوتی ہی
 اور تربیت معاشیہ میں سے دوسری وجہہ نمودار ہوتی ہی

اور جاری کرنے میں اوسى وجہ کے ہى ادم میں سے
 کاموں کو متوجہ کرتا ہى چنانچہ اس کریمہ میں جو مذکور ہوتى ہى
 اسی بھید کا بیان واقع ہوتا ہى * يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ السَّمٰوٰتِ
 اِلٰى الْاَرْضِ ثُمَّ يٰعٰرِجُ الْاِلٰهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مَقْلَدًا رَّوٰى اَلْفَ
 سَنَةٍ مِّمَّا تَعْلُوْنَ * تدبیر کرتا ہى کام کی آسمان سے
 طرف زمین کے پھر پڑھ جاتا ہى ایک دن میں جس کا
 متدار ہزار برس ہى اوس حساب سے جو گنتى کرتے ہو
 تم مثلاً حضرت ادم کے زمانہ سے لیکر حضرت ادریس کے
 زمانہ تک فیض ربانى اون طریقوں کی طرف جس میں
 بنیاد عیش اور زندگانی کی ہو ہدایت کرنے میں افراد
 انسان کے متوجہ تھے جیسا کھنتى کرنا اور آنتا پسنا اور
 خمیر کرنا اور روتى بنانا اور سب طرح کا کھانا پکانا اور کپڑا بنانا
 اور سلوانا اور گھربنونا * جب یہ تربیت اپنے کمال کو
 پہنچی تب حضرت ادریس کے زمانہ سے سکھانا باریک
 باریک کسب کا جیسا سینا اور لکھنا اور لوہے کا کام
 بنانا اور مثل اوسکے جو لطیف صنعت اور کاریگری ہى
 اور تعلیم کرنا گھرے گھرے علموں کا جیسا مطلع ہونا

خواص پر اجسام علویہ کے جکا خلاصہ عالم طب اور نجوم
 ہی ظاہر ہوا اور زمانہ سے ذی القرنین اول کے استوار
 کرنا بنیاد سلطنت اور ریاست کی اور مقرر کرنا قانون
 حکومت اور آئین عدالت کی اور جمع کرنا لشکر اور سپاہ
 کا ظاہر ہوا ایسا ہی نوع انسان کے تربیت کے لئے اونکے
 امر معادین بھی ادا دار اور الخوار یعنی زمانے اور طور
 بدلتے ہیں اور اصحاب اہل کمال کہ کسی دورہ میں دور دن میں سے
 اپنے کمالات کو پہنچتے ہیں جو علوم کہ ان کے دورہ کے
 مناسب ہی دلوں میں اون کے بستے ہیں اور اون سے
 اوس علوم کی تکمیل کی خدمت لیتے ہیں پھر جب وہ
 تربیت اپنے کمال کو پہنچتی ہی تب پھر دوسری تربیت
 کی بنیاد رکھتے ہیں اور نئی ہدایت کی جرمضبوط اور مستحکم
 کرتے ہیں مثلاً اس امت میں پہلا دورہ فقہاء کا تھا بعد اوسکے
 دورہ اہل کلام کا نمود ہوا پھر اوسکے بعد دورہ صوفیہ کا ظہور
 فرمایا اور یہ جو مذکور ہو امحض تمثیل کے لئے نہ حصر کے لئے التصرہ
 جب ایک دورہ ختم ہوتا ہی اور دوسرا دورہ شروع ہوتا ہی
 تب ایسے شخص کو کہ افراد انسان میں کامل تر ہو اور

فضل رحمانی کے لایق تر ہو ذات برکت آیات سے اوسکے پہلے دورہ کی ہدایت کو نہایت درجہ کے کمال کو پہنچاتے ہیں اور اوس شخص کو مترجم اپنا کر کے اور زبان اپنی قرار دے کے زبان برکت نشان سے اوسکے حضرت رحمن کی نئی الطاف کے طرف افراد انسان کو دعوت فرماتے ہیں اور امامت اوس دورے کی اوسکے حوالہ کرتے ہیں اور یہ مقام بذاتہ مقام حضرت خاتم النبوت اور فاتح الولايت عیہ الصلوٰۃ و السلام کا ہی لیکن بہ تبعیت آنحضرت کے اس مقام کا نمونہ آپ کے بھنے اتباع کرام کو ازانی رکھتے ہیں اون کو فاتحین اور خاتمیں بولتے ہیں یعنی وجوہ سے اوس شخص کے پہلے دورہ کے مال کی نہایت اور پچھلے دورہ کی کمال کی ہدایت متحقق ہوتی ہی اور اس مقام کو حضرت شیخ ولی قدس اللہ سہ مقام فردانیت بولتے ہیں اور سارے اہل کمال جو اوس دورہ میں ہو پتے ہیں حقیقت میں اوسی امام زمان کے تابع ہو پتے ہیں اگرچہ یہ لوگ امام کو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں ✽ اور بھنے اتباع کے یہ نہیں ہی کہ یہ لوگ امام کی تقلید کرتے ہیں یا انکی تربیت

کا سلسلہ امام تک پہنچتا ہی بلکہ معنی اس مقام میں وہ ہی کہ
 خدمت میں ادس شان الہی کے کہ ادس دورہ میں
 ظہور فرمایا ہی دل و جان سے کوشش کرتے ہیں اور
 سارے علوم جو مناسب ادس شان کے ہیں پہلے دل
 میں ادس امام کے ذلتے ہیں پیچھے دل میں ان بزرگواروں
 کے غیب کے خزانہ سے بتاتے ہیں اور جیسا کہ قصد مشہور
 کرنے کا ادس علوم کے اول دل سے ادس امام کے ظاہر
 ہوتا تھا ویسا ہی پھر وہی ارادہ دل سے ان بزرگوں
 کے صہارتا ہی * افادہ * از بسکہ یہ تینوں مقام
 بالذات انبیا کو مسلم ہی اور غیر کو انکے اس کمال کے
 نفل کے سیوا اور ادس مقام کے نمونہ کے ماوراء سائی
 نہیں باوجود اسکے ایسے بزرگوار کہ مفاخر کے قالب اور
 جسم ہوں مثل گندھک صرخ اور اکثر اعظم کے کمیاب ہیں
 یعنی جن لوگوں پر استقام کا پر تو پرتا ہی بہت کم پائے جاتے
 ہیں اور اسی واسطے اس تینوں مقام کے مباحث میں
 اجمالاً اشارہ کر کے اسکی تفصیل و وصہ کے مقام پر حوالہ کیا
 گیا اور بھی اس تینوں مقام کے کنہ کو پہنچنا اور سارے

کمالوں کی تحقیق کرنا بدو ن حاصل ہونے اس منافر کے اور
 ملنے اس مناصب کے صورت نہیں بندھتی پھر کوشش کرنا
 اس اصرار کے بیان میں لا حاصل ہی * بیت * در نیابد حال
 پختہ ہیچ خام * بس سخن کوتاہ باید والسلام * حال پختہ گاہ
 سمجھے کوئی خام * بات چھوٹی چاہئے بس والسلام *
 مان اتنا سمجھا چاہئے کہ محبت ایمانی از بسکہ عجیب اور غریب
 میوہ دیتی ہی کیونکہ تخم اوس محبت کا عنایت ربانی اور اجتناب
 رحمانی ہی اور عجائبات ربانی کو خدا اور پایاں نہیں * ف * یعنی یہ
 مقام خدا کی عنایت سے حاصل ہوتا ہی کسب کو کچھ دخل
 نہیں انتہی * فرد * داغ غلامیت کر دپایہ خسرو بند *
 صدر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید * مرتبہ خسرو کا تیرے
 داغ غلامی سے برہما * بندہ جو سلطان نے لیا صدر ولایت
 ہوا * ۱۲۰ فادہ * یہہ مت سمجھو کہ راہ ولایت اور راہ
 نبوت میں بتائیں اور ضد ہی یہاں تک کہ راہ ولایت کے
 سناک راہ نبوت کے مقامات میں نہیں پہنچتے یا راہ
 نبوت کے طالب پر حالات ولایت کی وارد نہیں
 ہوتی یا حب عشقی والے حب ایمانی سے معطل رہتے

اور حب ایمانی والے عشقی حالتوں سے غافل رہتے
 حاشا و کلا کیونکہ کتاب فتوح الغیب کو کہ جسکی نسبت شیخ
 عبدالقادر رحمۃ اللہ کے طرف کر پتے ہیں تمنے دیکھا ہوگا
 کہ سر سے پانوں تک فناے ارادے کے مضمون سے جو
 خلاصہ حب ایمانی گا ہی بھری ہوئی ہی اور اس
 پیلیج تاب اور قلق اور اضطراب کی باتیں جو دل مبارک
 پر جناب سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے
 زمانہ وحی میں گذرتی تھی سنا ہوگا کہ جو غمزدینا ز اور استغنا
 اور ناز کہ درمیان آیا ہی لیلیٰ اور مجنون کو رشک دلاتا
 ہی بلکہ تحم حب ایمانی کا اور نور اس سعادت جاویدانی
 کا ایمان کے ارکان اور اسلام کے شرطوں میں سے ہی
 بس حب ایمانی کو مانند کھوڑے شہ گام کے سلوک میں
 طریق مقبولہ کے سمجھا چاہئے اور حب عشقی کو اس راہ
 میں بادیہ یا منزل قرار دیا چاہئے بس حب ایمانی سناک کے
 جان کی پیوند ہی اور حب عشقی حالات اور واردات
 کے قسم سے ہی مان بعض نفوس میں بسبب مناسبت
 طبعیت اور جبلت کے حب عشقی تاثیر قوی بخشتی ہی

اور راہ ولایت میں کسان کسان لیجاتی ہی اور حب
ایمانی لباس میں حب عشقی کے ظہور کرتی ہی اور بعض
جانوں میں عشق کے غلے کے فرو ہو پنے کے بعد صرف
حب ایمانی رہ جاتی ہی اور طرف مقامات راہ نبوت
کے رستاباتی ہی القصہ حب ایمانی کو ساوک کے بنیاد کی
جربلکہ مثل اینت اور لکڑی اور مٹی اور پتھر کے کعمار
کا مادہ ہی سمجھا چاہئے اور حب عشقی اور اُسکے ثمرات
کو بعد مستحکم ہو پنے اصل عمارت کے مانند رنگ خوش
کے اور نقش دلکش کے کہ سریع الزوال اور سیر
الاعادہ یعنی جلدی مت جاتا اور آسانی سے بن جاتا ہی
قرار دیا چاہئے اسی واسطے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
از بسکہ واسطے مضبوط کرنے بنیاد ہدایت کے اور
مستحکم کرنے چھت تربیت کے عموماً انسان کے لئے
مبعوث ہیں اور لابد اسی حب اور اسکے ثمرات کے
طرف دعوت کئے اور اسکے حاصل کرنے کی طریق کو
مضبوط کئے اور رکھول کر بیان کر گئے اور صرف حب ایمانی
کے طریقوں کے کھولنے اور بیان کرنے پر اکتفا فرمائے

اور حب عشقی اور ادا کے ثمرات کے حاصل رہے
 کی راہ کھو لکر معین نغمہ مانے مگر اشارہ لطیف اور کنایہ
 باریک کے ساتھ اور جو لوگ اہل طریقت میں سے
 اولیاء کبار تھے اور باطن شریعت کے فن میں امامت
 حاصل کئے تھے اور اصلاح قلب اور سہ مار دل کے قواعد
 میں اجتہاد کا مرتبہ پیدا کئے تھے جب حب ایمانی کو متواترات
 دینی میں سے سمجھے اور ادا کے حاصل کرنے کی طریق
 سار کے ملت والوں میں مضبوط پایئے حقا کہ زمانہ برکت
 نشان میں آپ کے عوام اہل ملت میں سے جو عامی اور
 انہر تھے تھا وہ حضرت حق کی تابعداری اور جواد مطلق
 کے حکموں کی فرمان برداری کو اور شریعت نبوی کے
 ساتھ متشروع ہو نیکو اور دین مصطفوی کے ساتھ
 متدین ہو نیکو اپنے ذمہ پر فرض جانتا تھا اور ادا کے شکر
 اور حب کی خوبی اور کفران منعم کی برائی اور مخالفت
 کو بدیہیات میں سے سمجھتا تھا اس واسطے حب ایمانی اور
 لوازم کو ادا کے مفروض غنہ یعنی بیان کا محتاج نہ سمجھے اور
 اپنے تابعداروں کے ذہن میں مسلم الثبوت معلوم کر کے

حب عشقی کے احکام کی تفصیل میں اور اوس کے ثمرات کی توضیح میں اور اوسکی تحصیل کی طریقوں کے ضبط کرنے میں سعی اور کوشش جیسی چاہئے ویسی کئے اور مسلمانوں میں سے ایک جسم غفیر کو نفع عظیم پہنچائے اور اس سبب سے برآ مرتبہ اور بری عزت بارگاہ میں رب العزت کے پائے * شَكَرَ اللّٰهُ مَسَاعِيَهُمْ وَرَفَعَ دَرَجَاتِهِمْ فِيْ اَعْلٰى عِلِّيِّينَ *

جزا دے اللہ انکی سعی کی اور بلند کرے اعلیٰ علیین میں ان کے درجے کو پھر بعد بگڑنے ان کے زمانہ کے غبی اور نادان لوگ پیدا ہوئے اور مضمون اس کریمہ کا یعنی * وَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِہُمْ خَلَفٌۭ اٰصَاۡءُ الصَّلٰوۃِ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ تَرْجُمہ پھر پیچھے آئے بعد ان کے ناخلف برباد کئے نماز اور پیچھے لگے خواہشوں کے حال بد مال پر ان کے صادق ایا حب ایمانی کی تحصیل کی طریق کو برباد دیکے حب عشقی اور اوس کے ثمرات کے حاصل کرنے میں کمر باندھا حالانکہ یہ محض خیال باطل ہی کیونکہ اَمِنْ ثُمَّ جَاهِلٌ یعنی ایمان لا پھر جہاد کر خبر ہی ماثور * وَثَبَتَ الْعَرْشُ ثَمَّ النَّقْشُ * یعنی چھت طیار کر پھر نقاشی کر مثل ہی مشہور چنانچہ باندہ سیر شینج

ابو محمد ابو النخیر ایسے لوگوں کے حال سے خبر دیتے ہیں
 اور فرماتے ہیں ❖ بیت ❖ تقلید دو سہ مقلد بے معنی ❖
 بدنام کند رہ جوان مردان را ❖ تقلید دو تین مقلد بے معنی
 کی بدنام کرتی ہی جوان مردوں کی راہ کو اس معنی کو مثال
 دیکر واضح کیا چاہئے اور سننے والوں کے ذہن میں جمایا چاہئے
 مثلاً عنایت یزدانی اور فیض رحمانی کہ افراد انسانی کو
 ازل میں ملی تھی بعض اوقات میں ایسا اقتضا فرمایا کہ کچھ عقاید
 اور احکام اور معاملات اور سیاست میں سے کہ ہدایت
 کرنے میں انسان کے اور دنیا اور آخرت کے ضرر کی
 چیزوں سے انکو نجات دینے میں اور برزخ اور حشر کی
 آفتوں سے خلاص کرنے میں دخل قوی اور تاثیر عظیم
 رکھتا تھا زبان عربی میں انسان کو تعلیم کیا جائے اور شرح
 اوسکی بیان ہدایت نشان سے اوس شخص کے
 جو عرب اور عجم میں فصیح تر ہی تفصیل کی جائے پس
 جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس
 کلام مجمر عربی کو شرح اور بسط کے ساتھ سب حضار کے
 طرف تبلیغ فرمایا سو تکمیل اس فیض قدسی کی کہ غیب

الغیب سے نزول فرمائی دو وجہ سے ہونے سکتی ہی ایک
 تو یہ ہے کہ جو کام کہ دنیا اور آخرت کی اصلاح میں تاثیر رکھتا
 ہی اور نجات دینے میں اور درجات کے بلند کرنے میں
 داخل کرتا ہی اسی کام کی تعلیم کو اپنی مہمت کا قبلہ کر کے
 کتاب اور سنت کی طرف متوجہ کیا جائے اور اعتقاد
 کرنے میں عقاید مذکور پر اور بحالانے میں احکام ماثور پر اور
 حاصل کرنے میں اخلاق محمود پر اور قائم کرنے میں معاملات
 اور سیاسیات متصوہ دیر سعی تبلیغ کرے اور اتمام میں
 اس کام کے کوششیں زیادہ سے زیادہ بحال دے اور
 بھی وجہ شارع کو متصوہ ہی کتاب اور سنت سے اور
 یہی ہی بنیاد ہدایت کی اور جہر ہی سعادت کی اور شارع
 نے اسی کو کھو کر تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا اور اس کے
 حاصل کرنیکی طریقوں اور تمہید و ن کو کمال اہتمام کے
 ساتھ مضبوط فرمایا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کلام قدسی
 کی بلاغت کی وجہوں پر اور عقاید حقہ کی دلیانوں پر اور
 منصوصہ حکموں کے کام کرنے اور اخلاق مودہ کے پیدا ہونے
 کی طریقوں پر اور معاملات اور سیاسیات متوہ

کے منافع پر مطاع ہو نیو پیش نظر اپنے کر کے اور اپنی عزیمت اور ارادہ کا قبلہ قرار دیکے کتاب اور سنت میں خوض کر کے لیکن خوض کرنا اس وجہ سے شارع کو مقصود بالذات نہیں ہی اسو اسطے اسکو طراحتہ بیان نفرمایا اور اسکے تحصیل کی تمہید و ن کو اور تکمیل کی طریقوں کو بیان کیا مثلاً عربی کے فنون کی تفصیل کرنا صرف اور نحو اور معنی اور بدیع کے قاعدہ و ن سے اور استدلال کی نیو کو مستحکم کرنا منطق اور فلسفہ اور مناظرہ کے مسئلوں سے اور اجتہاد کے قانون کو مقرر کرنا قیاس کے بحثوں سے اور معین کرنا علتوں کا اور ترجیح کے مسئلوں کا اور جدل کے قاعدہ و ن کا اور انسان کے قواعد باطنہ کی تشریح کا کہ اخلاق اور ملکات کا حامل ہی بیان کرنا اور حکمت عملی کے اصول کو منقح کرنا خواہ سیاست منزلی ہو یا مدنی اصلا شارع سے منقول نہیں ہی بلکہ جو کچھ اس جناب سے منقول ہی یہی کتاب اور سنت ہی اور بس اور دعوت انحضرت صلعم کی حجت اور برہان اور تلوار اور سنان سے اسی دو چیز کے واسطے تھی اور جاری کرپے میں

اسی دو چیز کے کس قدر مشقت اور تکلیف کو برداشت
 کی * ہاں وہ علوم بار یک نازک بہ نسبت بعض ذہن
 کے کتاب اور سنت کے حاصل کرنے کے بعد حکم اکثر کا
 رکھتا ہی اور جب کتاب اور سنت غایت مرتبہ میں
 مشہور ہوئی اور حد تو اتر کو پہنچی اور ہر خاص و عام بقدر
 نصیبہ اپنے اس سے مراد کو پہنچے اور سارے اہل
 اسلام ان دونوں کو تسلیم کئے تب فن عربی کے استادوں
 اور مجتہدوں اور فن کلام کے دانشمندان اور تہذیب
 اخلاق والوں اور حکمت ایانی والوں کی سعی اور کوشش
 سے وہ علوم دقیقہ ظاہر ہوئے اور یہ بزرگوار بسبب
 اسی سعی کے زمرہ میں * ^معِلماءِ اُمّیّۃِ کانیۃِ بنی اسرائیل *
 کے گئے گئے یعنی میری امت کے علامہ انیابنی اسرائیل
 کے ہیں * اور ان کے اتباع برتھانے میں اس بحث کے
 خوب کوشش کئے یہاں تک کہ علوم دقیقہ لہجے چورے کے وجود
 میں آئے اور بعد گزرنے زمان برکت نشان ان بزرگواروں
 کے ایک لوگ متولد ہوئے معنی کہ حب و جاہت اور طلب
 ریاست پر مجبول تھے پیدا ہوئے اور اسی قلیل و قال اور

مکابرہ اور جدال کو فضل اور کمال اپنا معلوم کر کے کتاب اور
سنت کو پس پشت اپنے دالکے اپنی ساری عمر کو تحصیل میں
اس امور پہ حاصلہ کے برباد دے دے اور فلسفہ اور معتزلہ کی
راہ اختیار کئے اور حسرت اور مذمت کے سوا اس
جہان فانی سے کچھ ساتھ نہ لے گئے آخر سواے نا اُمیدی
اور خسارت کے گور تنگ میں اپنے کوئی موئے اور
غمخوار نہ پائے قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا لَا إِلَهَ إِلَّا
وَلَا شَافِعُ لَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ
صَنْعًا أَعَاذَ اللَّهُ جَمِيعَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ حَالِ أُولَئِكَ الْفَاجِرِ
مَلِئِينَ * کہہ تو کیا نہ خبر دوں تم کو او کی جو برے تو تپا پانے والے
ہیں کاموں میں دے لوگ وہ ہیں جنکی برباد ہوئی کھائی دنیا
میں اور دے سمجھتے ہیں یہ کہ ہم کر پے ہیں اچھا کام *
نہا دے ہم کو اللہ اور سارے مسلمانوں کو ان جاہلوں کے

حال سے ✽



✽ نام ہو اباب پہلا ✽



دوسرا باب بدعتوں سے پرہیز کرنے اور عبادتوں کے ادا کرنے کی طریق اور بری خصالتوں کو چھوڑ دینے اور اچھی خصالتوں کو اختیار کرنے کے بیان میں



اس باب میں ایک مقدمہ اور چار فصل اور ایک خاتمہ
ہی * مقدمہ * اور اسمیں ایک افادہ ہی * افادہ * اذکار
اور اشغال اور مراقبات اور مقامات کا بیان جو اولیائے
کرام پئے خلاصہ کر کے پنجویں فصل لکھے ہیں سو ایسا بہت
ہوتا ہی کہ سا لکھون کو دہی پیش آتا ہی اور اسی اذکار
اور اشغال اور مراقبات کے سبب سے ادنیٰ مقاموں
میں پہنچتے ہیں لیکن وہ عنایتیں اور برکتیں جو اولیائے عظام
کے حق میں اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے پے در پے پہنچتی تھی
سو اوسکی تھوڑی سی بوجھی سا لکھون کے دماغ میں نہیں
پہنچتی اور عنایات اور برکات کے آثار مطلق ظاہر نہیں
ہوتے اگرچہ عنایات اور برکات اور قبولیت کے
ظہور میں سارے اہل کمال کا برابر ہو ناممکن نہیں لیکن
ہر ایک کے حال کے مناسب عنایات اور برکات اور

قبولیت کا ظاہر ہونا چاہئے سو نہیں ہوتا تو اس صورت میں اس بات کی تلاش اور سوچ ضرور ہی کہ ادن عنایتوں اور برکتوں اور قبولیت کے آثار کس سبب سے ظاہر نہیں ہوئے اور کون سے کام ادس آثار کے ظاہر ہوئے کور وکتے ہیں تاکہ ادن روکنے والوں کو دور کرنے کی تدبیر کرے اور مقصود حقیقی کو حاصل کرے سو انکی عبادتوں کے آثار ظاہر ہوئے کے روکنے والے اکثر لوگوں میں یہ ہیں کہ بدعتوں میں پھنسے رہتے ہیں اور ذلیل اخلاق یعنی بری خصلتوں میں آلودہ رہتے ہیں اور شرعی عبادتوں کے ادا کرنے میں جس وضع سے کہ شارع کو مقصود ہی ہے پروائی کر لے ہیں اور جو کام کہ عبادات میں خلل دالتے ہیں وہی کام اونکے شرعی عملوں میں راہ پاتے ہیں اسواسطے اس باب کو چار فصل پر تقسیم کرنا ضرور ہوا *

فصل پہلی بدعتوں سے پرہیز کرنے کے بیان میں
اور اسمیں تین ہدایت ہی

پہلی ہدایت بیان میں ادن بدعتوں کے کہ سبب

اختلاف مابین اور مشرکین صوفی وضع کے عوام

مسلمانوں میں شہرت پائی ہی

اور اس میں دو تمہید اور چھ افادہ ہی * اتہید * جانا چاہئے کہ اعمال اور اشتغال جو سناو ک میں مقرر ہیں اوسکے ہمیشہ کرنے سے کشف اور شہود جو حاصل ہوتا ہی سو کافر اور مومن اور بدعتی اور متبع سنت کے درمیان مشترک ہوتا یعنی ذکر اور فکر جس طور سے طریقت میں مقرر ہی اوسکی تاثیر ہی کہ اوس سے کشف اور شاہدہ حاصل ہوتا ہی جو کوئی کرے لیکن مومن کا ایمان اور سنت کے تابعہ اری کا قصد اوس اعمال اور اشتغال کے مقبول ہو نیک باعث ہی اور کافر کا کفر اور ملاح کا اتحاد اور بدعتی کی بدعت اوس اعمال اور اشتغال کے باعث مردود ہونے کا ہی سو فقط اوس کشف اور شہود کو وہ کمال جو انسان سے مطلوب ہی جانا محض خطا ہی مان مومن کے حق میں وہ کشف اور شہود البتہ کارآمد فی چیز ہی کیونکہ جو کمال کہ انسان سے مطلوب ہی اوس کمال کے حاصل ہونے کا وسیلہ اور طریقہ کشف اور شہود ہی جب یہ بات سمجھ میں آگئی تو اب جانا چاہئے کہ انسان

دو چیز سے کامل ہوتا ہی اول معرفت الہی ہی دومہ کے عزت اور اعتبار کا حاصل ہونا ہی جناب باری میں اور اس مقام میں معرفت الہی سے یہہ مجھیں معرفت مراد نہیں ہی کہ ہر کس اور ناکس اوس سے خبر دار ہی یعنی اللہ تعالیٰ بزرگ تر ہی تمام اوصاف میں اور حیات اوسکی بزرگتر ہی تمام زندہ کی حیات سے اور عالم اوسکا بزرگتر ہی تمام عالموں کے عالم سے اور علی ہذا القیاس کیونکہ اتنی معرفت سے اگر کمال حاصل ہوتا تو ناقص آدمی عطا ہوتا اگرچہ انتی معرفت سے بھی فائدہ ہوتا ہی اور نہ اس مقام میں اوس معرفت سے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کی حقیقت کی معرفت مراد ہی اسطو پر کہ مدد کہ انسان کا بالکل اوس کو گھیر لے یعنی آدمی کی عقل ذات اور صفات کی حقیقت کو خوب پہچان جاوے اسواست کہ یہہ بات غیر ممکن ہی اس معرفت کی کیونکہ طاقت نہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کی رزاقیت کی صفت جیسا چاہئے اگر کسی پر کھانا شروع ہو تو کوئی اوسکے ابتدا کی برداشت نہ کرے اوسکے انتہا کی برداشت کی کہان

طاقت ہی سو اگر یہ معرفت انسان کے کامل ہو لیے میں
 بتصور ہوتی تو کوئی شخص کامل نہیں ہوتا سو اس مقام میں وہ
 معرفت مراد ہی جو اللہ تعالیٰ کو انسان کے پیدا کر لینے
 سے مطابقت ہے اور وہ معرفت معلوم ہوتی ہی قرآن
 مجید اور حدیث شریف سے اور اسی معرفت سے
 آدمی کو ایک عزت اور اعتبار اللہ تعالیٰ کی جناب میں
 حاصل ہوتی ہے اور جن لوگوں کو وہ معرفت بغیر عزت اور
 اعتبار کے حاصل ہوئی ہے مثل حکما کے سو وہ معرفت علمی
 ہی نہ معرفت عینی یعنی اپنے علم سے اس معرفت کو
 جانتے ہیں اصل معرفت انکو حاصل نہیں ہے اور انسان
 کامل اس عزت اور اعتبار کے سبب سے مثل اس
 خدمت گار یا خواص کے ہوتا ہے جو اپنے اقا اور بادشاہ کی
 نظر میں معزز اور معتبر ہوا ہے اور اُس کی عزت اور
 اعتبار کی نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں مثلاً امانتوں کو بعض رعیتوں
 اور لشکر والوں یا محتاجوں اور سیاحوں کے پاس پہنچا دے
 تو اس کی بات کو اقا اور بادشاہ معتبر اور سچ جانتا
 ہے اور لوگوں کے حق میں اس کی سفارش قبول ہوتی

ہی جب اس طرح کی عزت اور اعتبار اللہ تعالیٰ کی جناب میں اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کی معرفت میں کہیں شخص کو حاصل ہو تب وہ شخص انسان کامل ہی پھر جنکو دونوں بات حاصل ہی اور وہ لوگ انسان کامل ہیں اور ان کے درجے اور مرتبے میں بھی آپس میں بہت تفاوت ہی کہ اسکا بیان کرنا اور سمجھنا ممکن نہیں اس تفاوت کو ولایت کے خصوصیت مرتبے سے ایک خاتم النبی کے مرتبہ تک سمجھا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی حضوری طلب کر لے گی راہ کو انہیں طریقوں میں جو اہل سلوک کے نزدیک مقرر ہیں منحصر اور موقوف نہ سمجھا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضوری طلب کر نیکی اور بھی بہت سی راہیں ہیں اور ان میں سے ایک مقبول راہ یہ بھی ہی اور اس طریقہ مقررہ پر چلنا موقوف ہی طریقہ والے کے حال اور قال اور فعل کو ظاہر قرآن اور حدیث سے ملا لینے اور مطابق کر لینے پر * ۲ تمہید * اللہ تعالیٰ کی راہ میں عمرہ خلیل والے والے ملاحظہ صوفی شعار ہیں یعنی وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو فریب دینے کو صوفی کی شکل بن بیٹھے ہیں اور مبالغہ شریع سے مطلق خوف

نہیں کرتے بلکہ مخالفت شرع کے التزام کو یعنی خلاف شرع چلنے کو اپنا طریقہ جانتے ہیں اور شغل اشغال برے برے بدعت کے شرک ملے ہوئے دیکھتے اور سمجھاتے ہیں اور لمحہ پنپنے کو لوگوں میں پھیلاتے ہیں ایسے لمحہ و ن کے افعال اور اقوال کے موافق اُن کے ساتھ معاملہ کرے اُن میں جو قابل قتل کے ہو اُسکو بادشاہ اسلام قتل کرے اور جو تعزیر اور تنبیہ کے لایق ہو اُسکو تعزیر اور تنبیہ کرے اور جسکو اُن کے اوپر احکام شرعی جاری کرنے کی طاقت نہ ہو وہ اُن سے نہایت بیزار رہے اور اُن کی ملاقات ہرگز نہ کرے اور اُن کے پاس نہ جائے اور مونہہ دیکھنے کو برا جانیے اور اگر شاید کہیں وقت میں یہ خیال اُسے کہ ہمارے ملاقات کرنے سے ایسے شخص کی ہدایت ہوگی تو ایک دو بار ملاقات کرے اگر اُس نے ہدایت پایا تو اللہ کے فضل سے سمجھے والا اُسکی ملاقات ترک کرے پھر اُسکے گرد نہ پھٹکے کیونکہ بری صحبت سے بچنا اللہ کے طالب کو بہت ہی مقدم ہی اور ضروری کام ہے * بیت * بنجست موعظت پیر

صحبت این حرفت است ✽ کہ از مصاحب ناجنس احترام
 کند ✽ افادہ ✽ جو لوگ کہ کام کریتے ہیں مائدہ پینے کا اور
 اپنی شکل بناتے ہیں صوفی کی کسی ادن کی بہ عتوں میں
 سے ایک یہہ ہی جو اس زمانہ کے عوام لوگوں میں مشہور
 ہو گئی ہی بلکہ بعض مقبول بھی اور سمین گرفتار ہو گئے ہیں
 وہ بدعت اللہ کی جناب میں اور اوسکی شعایر کے حق
 میں بی ادبی کی باتیں بولنا ہی شعایر اللہ بولتے ہیں
 عبادت کے مکانون کو جس طرح کعبہ عرفہ مزدلفہ ہمارے
 منام وہ ہی اور عبادت کے زمانوں کو جس طرح رمضان
 اور چار مہینے محرم اور عید الفطر اور عید النحر اور جمعہ
 اور ایام تشریق ہی اور عبادت کی نشانیوں کو جیسا اذان اور
 اقامت اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا اور نماز جمعہ اور
 عیدین اور غیرہ ہی سو حق کے طالب کو لازم ہی کہ اللہ تعالیٰ کی
 جناب اور اوسکے شعایر کے حق میں بی ادبی کی باتیں سننے سے
 پرہیز کرے اور آپ ایسی بات ہرگز نہ کہے اگرچہ جس شخص
 نے یہہ باتیں بی ادبی کی کہا ہی اور سپرنیکی کا گمان ہو کیونکہ
 بھلے بی ادبی کا ہرگز نیک نہیں اگر کسی سے ویسی بات

نہیں گئی ہو تو وہ شخص اوس بات میں پیردی کے
 قابل نہیں ہی ❁ بیت ❁ حافظ اعظم و ادب و زر کہ در مجلس
 شاہ ❁ ہر کرانیت ادب لایق صحبت نبود ❁ مثلاً کسی
 شخص نے کہا ہی کہ خدا کو میں نے ایک کواری پر خرید کیا
 یہ بات کہنے کا یہ سبب ہوا کہ کسی وقت میں اوس
 شخص سے ایک کواری کا پانی مقبول ہو گیا اور موجب
 فتح یابی کا ادسکے ہوا تب اوسنے اس مدعا کو اسی لفظ
 سے بیان کیا ہر چند مدعا درست ہی لیکن ایسا لفظ بولنا
 بیجا ہی اگر یوں بولتا کہ ایک کواری دیکے خدا کے غلاموں
 میں میں داخل ہوا تو خوب ہوتا ❁ بس اسی طور سے ادب
 کی باتیں تھیک اور درست لفظ کے ساتھ بولا کرے
 اور بے ادبی سے بہت دور رہے اور اپنے تین بادشاہ
 بے پرواہ عالیجاہ و افرانیات کشیر الرحمت شہید
 العقاب سریع الانتقام کے غلاموں میں سے ایک غلام
 بلکہ اوسکے سب غلاموں سے بہت ادنی غلام جانے اور
 ہر دم ہر ساعت ہر حرکت اور سکنت میں ترسان
 اور لرزان رہے اگرچہ حالات عجیب آکر کے بے ادبی

کی باتیں نکالنے چاہئیں * ۲ افادہ * وجودیہ مانہ و کی بدھتون
 سے جو بدعتیں خواص اور عوام میں شہور ہو گئیں ہیں
 اور لوگوں کو شبہ ہو گیا ہی کہ یہ قول طریقت کے بزرگوں
 کا ہی توحید و جود ہی وہ مانہ پنا ہی کہ دے لوگ یہ گمان
 کہ کے کہ ہم اور اللہ ایک ہی ہیں لذت نفسانی اور تھاپے
 ہیں اور شیطان کے فریب اور نفس خبیث کے مکر میں
 گرفتار ہو کے اس گفتگو کو معرفت اور حقیقت کی
 باتیں جانتے ہیں اور قطع نظر مضرت سے اس گفتگو کے
 اوقات عزیز کو اپنے محض یہ ہو وہ طرف کرتے ہیں
 محمد مصطفیٰ صائم جو ہمارے پیشوا ہیں اس کا حکم نفر مانے
 اور ہر گز لب مبارک بیان میں اس کے نکھولے بس
 ہم کو اس سے کیا فائدہ اگر ہمارے کام کی چیز بطور صوم
 اور صلوٰۃ کے ہوتی تو البتہ اس پر نگاہ فرماتے کیونکہ
 حَرِیصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَوْفُ الرَّحِیْمِ * یعنی حریص ہی
 تمہارا بیان والوں پر رافت اور رحمت رکھتا ہی اونکی
 شان ہی بس اس سے چپ رہنا بھلا اور چونکہ
 سب رواج یا اسے گفتگو کے لوگ بوجھتے ہیں کہ

یہ امر واقع میں ہی یا نہیں بس اس قدر جانا چاہئے کہ یہ
 مخلوقات عین حق نہیں ہیں اگرچہ ذات پاک اوسکی تھا مبنے
 والی ساری مخلوقات کی ہی بس مخلوقات کی مثل اوسکی صفات کے
 ساتھ دیا چاہے کہ جیسا صفات نہ عین حق ہی نہ غیر حق بلکہ
 اوس سے قائم ہی ایسا ہی اور مخلوقات نہ عین صفات
 ہیں اور نہ غیر بلکہ مخلوقات مظاہر صفات ہیں بس صفات
 اگرچہ بذاتہ مظاہر سے بے پرواہ ہی لیکن حکمت الہی نے
 تقاضا کیا کہ باوجود استغناء کے بھانت بھانت کے مظاہر یعنی
 مخلوقات میں ظہور فرمایا طریقت کے بزرگوں کے نزدیک
 یہی معنی مقصود ہی پر ملاحدہ وقت نے ان بزرگوں کے
 اقوال کو انکے مقصود کے خلاف پر حمل کر کے تحریف اور
 تلبیس کی راہ ناپے ہیں بس اتنا جاننا مضائقہ نہیں رکھا
 ہی لیکن اپنی اوقات کو اس گفتگو میں صرف کرنا محض
 بے فائدہ ہی بلکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پیروی
 کی کمالوں سے بے نصیب رہنا ہی * ۳ افادہ * مانعین
 صوفی شعار کی بدعتوں میں سے جو عوام اہل اسلام تین
 مشہور ہو گئی ہیں ایک بدعت یہہ ہی کہ تقدیر کے مسئلہ

میں قیل و قال اور بحث اور جدال کرتے ہیں سو جانا چاہیے
 کہ ایمان لانا تقدیر پر اسلام کے عتاپہ میں سے عمدہ عقیدہ ہی
 اور شریعت کے واجبات میں برسی تاکید کا واجب ہی
 اور چونکہ تقدیر کے مسئلہ میں اور ان مسالوں میں جو
 اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اوسکے بجالانے کی تکلیف
 دیا ہی بغیر تامل کے دیکھنے میں ایک تعارض معلوم ہوتا
 ہی اس واسطے شارع نے اس بار پاک بات اور مشکل
 مسئلہ میں غور کرنے اور دوبارے اور اوس میں بحث
 کرنے سے برسی تاکید سے منع فرمایا ہی تو تمام اہل اسلام
 پر یہی واجب ہی کہ اس مسئلہ میں ایمان محمل پر کفایت کریں
 اور مسئلہ کی تفصیل اور تنقیح کے زور و شور لہر مارتے
 مہمند رہیں نہ بیستھیں لیکن چونکہ اس زمانہ میں تقدیر کے مسئلہ
 پر افضیون میں اختلاف کے سبب سے اور ملحد لوگ جو
 تکلیف شرعی کے مسئلہ ہیں اور شریعت کے احکام
 کو تقدیر کے خلاف سمجھ کے اور تقدیر کے مسئلہ پر آر کے
 شریعت کے احکام کے مٹانے میں کوشش کرتے ہیں اور ملحدوں
 کے اختلاف کے سبب سے عوام لوگ شہم میں گرفتار

ہو گئے ہیں اس واسطے بموجب حکم * اَلْضَّرُّوْرَاتُ تَبِيْعُ
 الْمَحْظُوْرَاتِ * کے یعنی ضرورت اور لاچارگی ممنوعات کو
 مباح کر دیتی ہے اشارہ کرنا تحقیق میں اس مسئلہ کے اجمالاً
 ضرور پر آساتھ اسکے کہ اصل مقصد اس کتاب کا بھی یہی ہے کہ
 ایمان اجمالی پر کفایت کرے اور بس لیکن غافل مسلمانوں کو
 شیاطین اور رفسہ اور مٹھین کی پیروی سے بچانے کے لئے
 تفصیل اسکی کی گئی ہے کہتا ہوں کہ افعال اور اقوال
 تمام بندہ دن کے اور رات کی حرکات اور سکناات
 اور اون کے ارادے اور اونکی ساری صفت خواہ
 نیک ہو خواہ بد حضرت حق کے ایجاد کر پئے اور اس
 قادر مطلق کے ہست کرنے سے ہی اور بس مان
 ایک قسم کے افعال کو ایک قسم کے بندہ دن میں اور
 دوسرے قسم کے افعال کو دوسرے قسم کے بندہ دن میں
 تخصیص کے ساتھ پیدا کر پئے ہیں مثل پیدا کر پئے ایمان کے
 دل میں صدیق اکبر کے اور پیدا کر پئے کفر کے دل میں
 ابوجہل ابتر کے ایک حکمت پوشیدہ ہے کہ اسکو
 اسدس حکیم مطلق کے سیوا شروح اور تفصیل کے ساتھ کوئی

بشخص دریافت نہیں کر سکتا لیکن اس قدر معلوم ہی کہ وہ حکمتِ پہم ہی کہ ازل کے استعدادوں میں جو تفاوت ہی یعنی کسی بندے میں کچھ استعداد اور کسی میں کچھ اور کسی رعایت فرمایا ہی * من * استعداد ازل کے پہم یعنی کہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں جس بندہ کو جس کام کے واسطے مقرر کیا اور جس کام کی لیاقت جس بندے میں دیا ہی اس بندے کی وہی استعداد ہی انتہی اور ازل کی استعدادوں میں جو اختلاف ہی اس کے بیان کی تصویر کھڑی کر دینے کے واسطے ایک مثال یہم ہی کہ ایک درخت عظیم الشان ہی کہ او سمین ہزاروں طرح کی لکریاں ہیں اس کی بعضے لکری جلاپے کے قابل ہی اور بعضے آنچورے کے بنانے کے قابل اور جو جلاپے کے قابل ہی او سمین بھی بیشمار تفاوت ہی مرثلا درخت کا تنے کے وقت بعضے ٹکڑے لکری کے ناکارے چھوٹے چھوٹے رہ جائینگے کہ آگ جلاپے کے وقت کام آوینگے بلکہ بغیر اون ٹکڑوں کے آگ نہ ساگیگی اور بعضے ایسی کرہیں سخت نکڑیں کی کہ جب آگ کا شعلہ

حساب تیز ہو گا تب اوس میں دالینگے تاکہ اوس تیز آگ
 میں کرہیں جلیں اور بے لکریان عمارت میں لگانے کے قابل
 ہیں کہ بے کو کرے اور بے کو تختہ بنا پتے ہیں پھر اون تختوں میں
 بھی بہت تفاوت ہی کوئی تختہ بادشاہ کے خاص خانہ
 کی چھت کا ہوتا ہی اور بے تختہ تھا ہی زد کے قیدیوں
 کے پاخانہ کی موری پر دھرا ہوا ہی کہ اوس پر پانوں رکھ
 کے آمد و رفت کریں اور بے لکھنے کی تختی بنی اور حق پرست
 کامل کے ہاتھ سے کلام الہی کے حرف اوس پر لکھ
 گئے اور بے تختہ ایسا ہی کہ ہوشیار کاری کرنے اوس کو
 ناکارہ جانے پھیک دیا وہ تختہ راہ میں گدھوں کے پانوں سے
 روند اجاتا ہی بس انہیں مثالوں سے انسان کے
 استعدادوں میں جواز کے دن اختلاف بے شمار ہی
 خیال کرنا چاہئے اور اسی مثال کو حضرت شیخ الاسلام
 خواجہ عبد اللہ انصاری ہروی قدس اللہ سرہ نے بہتر اور
 مختصر عبارت میں بیان فرمایا ہی آہ آہ ازین تفاوت
 راہ دواہن پارہ از ایک جایگاہ یکی سم ستوران و دیگر
 آید شاہ ✽ ✽ یعنی اللہ جانشانے جو ہر ایک کی تقدیر

میں تفرات رکھا ہی اور سپر ایمان لانا چاہئے اور اس میں عقل کو دخل دینا چاہئے کیونکہ اس مقام میں عقل حیران ہو گئی آدہ پکار لگی دیکھو تو ایک ہی جگہ سے لوسہ کے دو مکڑے نکلے ایک تکرار سے سیل گدھوں کی نعل بنی اور دوسرے تکرار سے بادشاہ کا آئینہ بنا اب جانا چاہئے کہ اگرچہ تمام استعدادوں کو اصل پیدایش میں صلاح اور فساد یعنی بہتر ہوئے اور خراب ہوئے میں برابر پیدا کرنا یا ہر بری استعداد کو پیدا کر لینے بعد بھلی کر دینا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی وسعت کے نزدیک بہت ہی آسان اور سہل کام ہی لیکن اس کی حکمت نے چاہا کہ اصل پیدایش میں استعدادوں کے بھلی اور بری کرنے میں اور بعد پیدایش کے بعضے بری استعدادوں کو بھلی کر دینے میں اور بعضے استعدادوں کو ازلی برائی پر باقی رکھنے میں تفاوت ہو * تاکہ دو کارخانہ عظیم الشان الوہیت کے کارخانوں میں سے ظاہر ہوں * ف * الوہیت کے معنی ساری صفات کمال کا جمع ہونا ہی انتہی * اول * کارخانہ حق کا ہی کیونکہ اگر ساری استعدادیں اصل پیدایش

میں برابر ہوئیں یا پیدائش کے بعد بھنے بری استعداد کو اپنی محض عنایت سے بہتر اور درست فکر دیتا تو عالم اور عفو یعنی برداشت کرنا اور مٹا دینا ہرگز ظاہر نہوتا * دوسرا * کارخانہ حکومت یعنی فرمان برداروں کو نعمت دینا اور نافرمانوں کو عذاب کرنا ہی سو اگر ساری استعدادیں بہتری اور برائی میں اصل پیدائش میں برابر ہوئیں یا ساری استعداد کو بہتر کر دیتا تو بیشک صفت حکومت کی عذاب کرنے اور نعمت دینے کے ساتھ ظاہر نہوتی کیا دیکھتے نہیں کہ بادشاہت کا کارخانہ بغیر قید خانہ اور قیدیوں کے اور بغیر جاگیر اور جاگیرداروں کے بخوبی پورا نہیں ہوتا اگرچہ حق تعالیٰ کی ذات پاک کے کمال اور اوس بے نیاز مطلق کی صفات کاملہ حقیقت میں ظاہر ہونے سے بے پروا اور مظهر و نگی احتیاج سے بیغرض نہیں چنانچہ سورہ عنکبوت کی اس آیت میں یعنی * اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ * بیشک اللہ بے پروا ہی جہاں والوں سے اسی مضمون کا اشارہ ہی لیکن جیسا کہ کمال ہر صاحب کمال کا چاہتا ہی کہ ہم ظاہر ہوں

اور ادن کمالات کے ظاہر ہونے سے ادس صاحب کمال کو ایک خوشی حاصل ہوتی ہی اگرچہ وہ صاحب کمال اپنے کمال میں ادس کمال کے آثار ظاہر ہونے سے بے پروا ہوتا ہی مثل خوش نویس کے کہ اگرچہ خوش خط حرفون کا لکھنا کسی طرح سے ادس کے کمالات کے شمار میں نہیں ہی بلکہ ادس کا کمال وہی ہی کہ ادس کی طبیعت میں ہمیشہ خوش نویسی کا ملکہ مضبوط اور موجود ہی لیکن ملکہ خوش نویسی کا چاہتا ہی کہ خوش خط حرفون کو ظاہر کرے اور وہ خوش نویس ادن حرفون کے ظاہر ہونے کے سبب سے اپنے کمال سے بہت خوش ہوتا ہی اسی طرح سے حضرت حق جل و علی کی صفات باوجودیکہ مظہرون سے بے پروا ہین چاہتی ہین کہ ظاہر ہوں اور حضرت حق جل و علی کو رنگ برنگ کے آثار ظاہر ہونے سے اپنی ذات پاک کے کمالات سے خوشی ہوتی ہی اس تقریر سے اکثر عوام نوگون کے دل میں جوش بہہ گزرتا تھا سو دفع ہو گیا ادس شبہہ کا یہ بیان ہی کہ اکثر عوام ظاہر میں کو یہ خیال آتا ہی کہ حق جل و علی نے اپنے سارے بند دن کی استعداد کو

دنیا اور آخرت کے کام بنانے میں برابر کسواسطے پیدا کیا کہ اوسکے بندے دنیا اور قیامت میں نعمت اور خوشی کے ساتھ گزران کر پتے یا جتنے بندوں کی استعدادیں بری تھیں سبکو بھلی کر دیتا کیونکہ بندوں کی بری استعدادوں کو بھلی کر دینا بندوں کے حق میں مہربانی اور بخشش ہی اور حضرت حق کو سب بات کی قدرت ہی اور اوسکی بخشش بے انتہا ہی * اس شبہہ کا یہ جواب ہی کہ حق جل و علی سارے صنات کمال کا جامع ہی کیونکہ ساری صفتیں کمال کی اوس میں موجود ہیں اودن سب صفتوں میں ایک صفت بادشاہت ہی اور بادشاہت کی صفت کی شاخون میں سے ایک شاخ برسی لہی چوری یہہ ہی کہ مافران لوگوں سے بدلائنا اور دشمنوں کو عذاب دینا سو یہہ شاخ اگر ظاہر ہوتی تو بھلا بادشاہت کا کارخانہ پورا کس طرح ہوتا وہ تو ناقص ہی رہ جاتا اور بادشاہت کی صفت اپنی کمال کو نہ پہنچتی * بیت * درکار خانہ عقل از کفرنا گزیرست * دوزخ کرا بسوزد گریو لہب نباشہ * یعنی اس بات کو عقلاً خوب قبول کرتی ہی کہ کفر اور کافر کو پیدا

کرنا ضرور ہی کیونکہ اگر کافر ہوئے تو دوزخ میں جلائی
 انتہی باقی رہا اس مقام میں ایک سوال جواب طلب
 ہی وہ سوال یہہی کہ جس وقت کہ سارے فعل اور
 قول ازل کی استعداد سے علاقہ رکھتے ہیں اور ازل
 کی استعداد آدمی کی طاقت سے باہر ہی آدمی کا وہمیں
 کچھ اختیار نہیں تو پھر سرکش کافروں اور ہت کر نیوالے
 گنہ گاروں کو الزام دینے اور ملامت کرنے کی راہ بند
 ہوئی اس سوال کا جواب یہہی کہ حق جل و علی نے اپنے
 مخلوق کو دو قسم پر پیدا کیا ہی ایک قسم وہہی کہ
 ماہن میں علم اور ارادہ نہیں پیدا کیا مثل درخت اور پتھر
 کے اور دوسرا قسم وہہی کہ ماہن میں علم اور ارادہ
 پیدا کیا مثل جن اور آدمی کے سو اس قسم والے چونکہ
 اپنی ذات اور صفات اور اعضا اور جوارج اور اقوال
 اور افعال کو دریافت کرتے ہیں اور ان سب کو البتہ اپنی
 ظرف نسبت کرتے ہیں مثلاً جانتے ہیں کہ یہہی ہاتھ اور پاؤں
 ہمارا ہی اور یہہی قول اور فعل ہم سے ظاہر ہوا تو بس جو
 کام کہ ان کے ارادے کے سبب سے صادر ہوئے ہیں اگرچہ

خالق اور ان کاموں کا حق جال دے ہی ہو دے لیکن یہ لوگ
 البتہ سمجھتے ہیں کہ یہ کام ہمارے ارادے سے صادر ہوئے ہیں
 چونکہ ان کاموں کی نسبت انسان کی طرف کرنا قرآن مجید سے
 صاف ثابت ہی مثل سارے احکام شرع کے اس واسطے
 مسلمان کو لازم ہی کہ جس طرح سے سارے احکام کو قرآن
 مجید سے سمجھ کے قبول کیا ہی اسی طرح سے اس حکم کو بھی
 قبول کرے اور اپنے برے کاموں کی نسبت اپنی طرف
 کرے اور سمجھنا اتنی بات کا کہ یہ فعل ہمارے ارادے
 سے صادر ہوا ہی جہر کی اور ملامت فرمائیے اس واسطے
 کفایت کرتا ہی لیکن یہ سوال جو کسی کے دل میں گذرے کہ
 بندہ دن میں عام کس واسطے پیدا کیا یا صفت ارادگی
 او سکوکس واسطے دیا یا اس کے ارادے کو ان افعال اور
 افعال کی طرف کس واسطے متوجہ کیا تو جواب اس کا یہ
 ہی کہ یہ سب کام جو ہیں سوازل کی استعداد کے آثار
 ظاہر ہوتے ہیں اور باقی یہ شبہ کیونکر جو آوے کہ ازل
 کی استعداد و دن میں تفاوت کس واسطے ہو اس واسطے
 جواب اور سبب صدر میں بحث تقدیر کے مذکور ہوا اور

اگر کسی کے خاطر میں یہ سوال یاد آجائے کہ جب ثابت ہو ا کہ ہر یکی راہر کاری ساختہ * میل اور اور دوش انداختہ تو پھر رسولون کو بھیجنے میں اور کتابوں کے اُتارنے میں اور حجتوں کے ثابت کرنے میں اور دین اسلام کی طرف دعوت کرنے اور بلانے میں اور عام سکھانے اور سیکھنے کی کوشش کرنے میں اور جہاد اور حدود کے مقرر کرنے میں کیا حکمت ہی تو ہم کہتے ہیں کہ اگرچہ ساری مخلوقات محض حضرت حق کے پیدا کرنے سے موجود ہوئی ہیں لیکن اوس حکیم مطابق نے اپنی حکمت کے خواہش کے موافق بعض چیزوں کا علاقہ بعض موجودات کے ساتھ لگا رکھا اور سلسلہ اسباب اور سببیت کا ظاہر فرمایا یعنی کئی مخلوق کو سبب اور کیو سبب جس طرح سے جرم آفتاب کا اور اوسکی روشنی اگرچہ یہ وہ نوچیز بلا واسطہ محض حضرت حق کے مخلوقات میں سے ہیں لیکن شعاع اور جرم آفتاب کے درمیان میں ایک خاص علاقہ پیدا کر دیا ہی کہ اوس علاقہ کے سبب سے آفتاب کو سبب اور شعاع کو سبب بولتے ہیں پس اسطر جسے سمجھا چاہئے کہ جن میں اللہ تعالیٰ

نے ارادہ پیدا کیا ہی اگرچہ اودن لوگوں سے جتنے افعال
 اور اقوال کہ ظاہر ہوتے ہیں سب اوس قادر مطلق کے
 مخلوقات سے ہیں لیکن اودن فعلوں کے درمیان میں اور
 ارادوں کے درمیان میں اوس حکیم مطلق نے اپنے حکمت
 کی مقتضا کے بموجب علاقہ سبب ہوئے اور سبب
 ہوئے کا لگا دیا ہی کہ ارادے کے سبب سے وہ افعال
 ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح سے ارادوں کے درمیان میں
 اور رسولوں کے بھیجنے اور کتابوں کے اوتارنے اور
 مجتہدوں کے ثابت کرنے اور دین اسلام کی طرف دعوت
 کرنے اور عام سے ملائے اور سیکھنے میں کوشش کرنے اور
 جہاد اور حدود کے مقرر کرنے میں سبب ہوئے اور
 سبب ہوئے کا علاقہ مضبوط کر دیا مثلاً کہنے سکتے ہیں کہ احکام
 شرعی کے بجالائے کا ارادہ شریعت کے تابعدار دیکھے
 دل میں مادیوں کی ہدایت اور مناموں کی تعلیم کے سبب
 سے ثابت ہوا یا بت پرستی کا ارادہ یا زنا اور شراب
 پینے کا ارادہ جہاد اور حدود جاری کرنے کے خوف سے
 متعہ گیا اور یہ بات جانا چاہئے کہ سارے افعال اور اقوال

اگرچہ ازل کی استعداد کے آثار ہٹن لیکن ایک شخص
 میں جو ایک کام کی استعداد پوشیدہ ہی بغیر اس کام
 کے ہوئے فقط اس استعداد پر بدلائنا اور سزا کرنا نہیں
 ہو سکتا اس سبب سے کہ استعداد جو ہی سو قابل
 الزام دینے کے نہیں ہی کیونکہ بغیر ظاہر ہونے پر سے کام
 کے ممکن ہی کہ یہ اپنے بدی کا انکار کرے اور نیک کو
 اپنے برابر جانے اور اپنے عذاب کو اور نیک کے ثواب
 کو بلا وجہ اور خلاف عدل اور ظلم معلوم کرے اور
 یہ بھی ہی کہ جو حاکم اور بادشاہ کہ عدل والے اور حکمت
 والے اور مروت والے ہوتے ہٹن اون کی عادت یہی
 ہی کہ اپنے عام کے سبب سے گو کہ یقینی ہو بغیر ظاہر
 ہونے کام قابل سزا اور انعام کے سزا اور انعام
 نہیں دیتے اور کسی مثال یہ ہی کہ ایک برآ امیر اپنے کسی
 خیر خواہ نوکر کو جانتا ہی کہ یہ شخص بے شبہ برآ جوان مرد
 ہی کسی لڑائی میں قصور نہ کرے گا اور جان فشانی اور جوانمردی
 کی داد دے گا لیکن جب تک کہ اس نوکر سے جوان مرد کے
 میدان میں کوئی برے نمود کا کام نہ ظاہر ہو گا تب تک

اوسکو اور دن سے برہمہ کے انعام نہ دیگا اسی طرح سے
ایک شخص بھیرتئے کا بیچہ پالتا ہی اور اوسکو خوب
یقین ہی کہ آدمی پر حملہ کرنا اور اوسکو پھار دالنا اوس کی
جہالت ہی لیکن جب تک کہ اس بات کا کوئی نشان
ظاہر نہ ہوگا تب تک اوس پر ورش کر نیوالے کو غصہ
نا دیگا اور اوس کے مار نیکا قصد نہ کرے گا اور جب وقت وہ
کسی آدمی پر حملہ کریگا اوس وقت وہ شخص اس قدر
غصہ سے بھر جائیگا کہ اوس کی سراسو اسے قتل کے اور
کچھ تجویز نہ کرے گا اور بغیر قتل کے اوس کو چین نہوگی
اسی مثال سے ایک طور پر حق تعالیٰ کے بدلا دینے کے
کارخانہ کو خیال کرنا چاہئے اگرچہ ازل کی ابتداء میں ذرہ
ذرہ سی اوس علام الغیوب کو معلوم ہی لیکن بغیر گناہ
کے اوس کا غضب بدلا دینے پر متوجہ نہیں ہوتا اور
اسی طرح بغیر عبادت کے ظاہر ہوئے اوس کی رحمت
کا سمندر جوش میں نہیں آتا ✽ بیت ✽ تا نگرید مردک حلو افروش ✽
بحر بخشایش نمی آید بجوش ✽ جب تک نہ روزے
لے کر حلو اے کا دریا سے خندش کا نہیں آتا ہی جوش میں

* آفادہ * جو لوگ شرک کے کام کرتے ہیں اور
 صوفی کی شکل بناتے ہیں اونکی بدعتوں میں سے ایک
 بدعت یہ ہے جو اس زمانہ میں سارے جہان خصوصاً
 ہندوستان میں پھیل رہی ہے اور بعض مقبولہ پر بھی
 اس بدعت کی چھیت پر گئی ہے وہ بدعت یہ ہے کہ
 مرث کی تعظیم حد سے بڑھ کے کرنا اس طور سے کہ اس
 تعظیم میں الوہیت کی یا نبوت کے اعتقاد کی بوجہ آجاتی ہے
 مثلاً اونکی نکالی رسم کو اگرچہ قرآن اور حدیث کا صاف
 خلاف ہو لیکن اسکو مثل فرض اور سنت کے لازم
 کر لیتے ہیں تو اب اس مقام میں ضرور ہے کہ حق کا طالب
 اس بات کی حد اعتدال کو یعنی اندازہ کی چال اور میانی
 راہ کو سمجھے اور سیکایہ بیان ہے کہ مرث بلا شک
 اللہ تعالیٰ کی راہ کا وسیلہ ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
 چہتھے پارہ سورہ مائدہ میں * يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ
 وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ *
 اسی ایمان والوں کے لئے ہے اور اللہ سے اور دھونڈھو
 اسکی طرف وسیلہ اور جہاد کرو اسکی راہ میں

شاید تمہارا بھلا ہو اور چھٹکارا پاؤ اس ~~ایست~~ فلاح
 کیواسطے چار چیز مقرر فرمائی ہیں اور تقویٰ اور
 وسیلہ کی تلاش اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اہل سلوک
 اس آیت میں سلوک کا اثر سمجھتے ہیں اور وسیلہ
 مرثہ کو جانتے ہیں سو تلاش مرثہ کی فلاح حقیقی اور اصل
 مقصود کی منزل پر پہنچنے کے واسطے قبل جہاد کے ضروری
 اور اللہ تعالیٰ کی عادت اسی طور پر جاری ہی اسواسطے
 بغیر مرثہ کے راہ پانا بشارت دہی تو اب جانا چاہئے کہ
 مرثہ اس شخص کو مقرر کرے کہ کسی طرح سے مخالف
 شرع شریعت کے نہو اور سیدھی راہ پر کہ تابعداری
 قرآن اور حدیث کی ہی نہایت مضبوط قدم ہو بس
 ایسے شخص کو اپنا مرثہ بنا دے اور مادی مقرر کرے
 لیکن اسطور پر اسکو اپنا مرثہ نہ بنا دے کہ وہ کسی حال میں
 خواہ شرع کے خلاف ہو خواہ موافق ہر حال میں اسکی
 تابعداری منظور رکھے بلکہ اپنا پیشوا کے مطابق شرع
 شریعت کو جانے اور بالاصالۃ اللہ اور رسول کے حکم کے
 تابع ہو جو کچھ کہ مرثہ از روئے شرع شریعت کے فرمادے

اوسکو دل و جان سے بجالا دے اور جو کام کہ شرع میں
 مباح ہی اوس کام کو مرشد کے حکم سے اپنے اوپر لازم
 معنوم کرے اور جو کچھ خلاف شرع کہے اوس میں ہرگز
 اوسکی تابعداری نہ کرے بلکہ رد کرے کیونکہ حدیث
 شریف میں آیا ہے کہ ﴿ لَا طَاعَةَ لِمَنْ سِوَا اللَّهِ وَلَا طَاعَةَ لِمَنْ سِوَا رَسُولِهِ ﴾
 یعنی فرمانبرداری نہ چاہئے کسی مخلوق کی خالق کی نافرمانی میں اور
 محبت مرشد کی اس طور پر چاہئے کہ اپنا مال اور جان اوسکی
 رضامندی اور آرام کے واسطے خرچ کرے اور دنیا
 کی کسی چیز کو اوسکی رضامندی سے زیادہ عزیز نہ جانے
 کیونکہ جو فائدہ اور منفعت کہ مرشد سے حاصل ہوتا ہے سو
 ہزار دن درجے تمام دنیا سے بہتر ہے اور محبت مرشد کی
 اوس حد کے ساتھ منع ہے کہ مرشد کی محبت میں اللہ اور
 رسول کی نافرمانی کا روادار ہو کیونکہ اس حد کی محبت حق تعالیٰ
 کی درگاہ سے دور ہو جانے کی موجب ہے اور ساری
 محبت اور حق کی اصل خدا کی محبت اور حق ہی خدا کی
 محبت اور حق کے مقابلہ میں کسی کی محبت اور حق کو خیال میں
 لانا اوس سبحانہ تعالیٰ کے مشابہہ سے منجوب ہو نا ہے

اور اوسکی عنایت سے محروم رہنا ہی * ف * مجتہد
 ٹکمی پیر دی اور باپ ما اور بادشاہ اور خاوند کی تابعداری
 کو اسی پر قیاس کیا چاہئے انتہی اور کسی مرشد سے بیعت
 کر نے کے بعد طالب حق کو اوس مرشد میں جو کوئی کام خلاف
 شرع ظاہر ہو تو اوس مرشد کو خیر خواہی سے نصیحت کرے
 اور اللہ کی جناب میں دعا کرے پھر اگر وہ مرشد اوس
 برے کام سے باز نہ آوے تب دریافت کرے اگر وہ
 بر کام ایسا ہی کہ اوس میں عقیدہ کافساد ہی تو اوس سے
 اپنے بیعت کا علاقہ نکال دالے اور اوس کو اپنا پیر مرشد
 نہ جائے اور اگر اوس کام سے عقیدہ کافساد نہیں ہی اگرچہ
 گناہ کبیرہ ہو تو اوس کو اپنے مرشد سے نہ نکالے لیکن اوس کو
 جانے کہ بلا میں گرفتار ہی اور اوس برے کام میں اوسکی
 تابعداری کو حرام جانے اوس بلا سے بچا نیو مرشد کے واسطے
 ظاہری اور باطنی کوشش بخوبی جیسا کہ چاہئے بجلاوے

* افادہ * جو لوگ کہ کام کرتے ہیں مشرکوں کا
 اور اپنی شکل صوفی کی سی بنا بیٹھے ہیں سوا دن کی
 بدعتوں میں سے جو اس دیار کے لوگوں کے نظر میں نیک کام

کی وضع پر معلوم ہوتی ہے ایک بدعت یہ ہے کہ
 بری بری بدعتیں اللہ والوں کی قبروں پر ظاہر کرتے ہیں
 اگرچہ وہ بدعتیں بیشمار ہیں اور ان میں سے دو تین بدعتوں
 کو اس مقام میں مثل کے طور پر ذکر کرتے ہیں تاکہ دوسری
 بدعتوں کو بھی اسی پر قیاس کر کے اس سے کنارہ پکرتے ہیں ایک
 بدعت یہ ہے کہ اللہ والوں کے قبروں کی زیارت کا قصد کر کے
 ملک ملک سے سفر کی سختیں اور دن رات کی محنتیں
 ادا تھاتے ہیں اور یہ سفر باوجود اتنی مصیبت ادا تھانے کے
 شرک کی تاریکی میں دالتا ہے اور اللہ کے غضب کے میدان
 میں پہنچاتا ہے عوام لوگ اس سفر کو سفر حج کے برابر بلکہ
 بعض وجہ سے حج کے سفر سے بہتر جانتے ہیں اور کسی سے
 سکے یا بغیر اسے احرام اور محرموں کی سی بعینہ یا اس کے مانند
 صورت بناتے ہیں اور علاوہ اسکے وہ مسافر بے انجام اس
 سفر میں اور اسکے سارے متعلقین گھر میں اور بھی خرافاتیں
 وہاں بتا رہے ہیں اور پر لازم کرتے ہیں القصہ اگرچہ صاف
 دل لوگوں کو اللہ والوں کی قبروں کی طرف سفر کرنے میں
 تھوڑا سا فائدہ حاصل ہوتا ہے لیکن عوام مومنوں کو ایسے

مضرت عظیم ہوتی ہی کہ بیان سے خارج ہی اسبواسطے
 سار کے خواص اور عوام کو لازم ہی کہ اس کام سے بالکل
 کنارہ کریں اور اس رسم کو بھول جاویں * ف * ہاں رسول اللہ
 صلعم کی قبر شریف ہر زیارت کو دور سے جانا موجب
 سعادت و جہان کا ہی * اور ان میں سے ایک
 بدعت یہ ہے کہ اہل قبور سے مدد چاہتے ہیں اور ان کو
 حاجت روا کے مطلق جان کر ان سے حاجت مانگ کر
 شرک میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور توحید کی سیدھی راہ
 سے ان لوگوں کا دور پر ناظاہر ہی بیان کی حاجت نہیں
 لیکن اس مقام میں خواص لوگ جو آگاہ دل ہیں ان کے
 احوال کا بیان کرنا منظور ہی کہ وہ لوگ باطنی فیض
 کے حاصل کرنے کے لئے دور دور کے مزاروں پر جانے کا
 قصد کر لے ہیں اب جانا چاہئے کہ اگر یہ مقبولوں کے
 واسطے موت یک پل ہی کہ حبیب کو حبیب کے پاس پہنچاتی
 ہی اور ان لوگوں کو بعد موت کے اس قدر اللہ تعالیٰ کا انعام
 اور اسکی معرفت عنایت ہوتی ہی کہ اس قدر اس
 عالم میں زندہ دن کو بہت کم نصیب ہوتی ہی اس سبب

سے اون لوگوں کو زندہ کہہ سکتے ہیں لیکن اس عالم کے
کارخانہ کے بہ نسبت بلا شک مردے ہیں لیکن اس
معاملہ میں جس قدر قدرت اور قوت کہ زندہ کو حاصل
ہی اون لوگوں کو ہرگز نہیں اور اگر سچے سچ اس قسم
کی قوت اور قدرت ان لوگوں کی ثابت ہوتی اور
اونکی قبروں کی مجاورت میں مدعا حاصل ہوتا تو تمام
عالم مدینہ منورہ کا قصد کرتے اور تربیت اور ارشاد
یعنی ہدایت اور تعلیم کا سلسلہ لغو اور بے حاصل ہو جاتا
تو اب صاف ظاہر ہوا کہ خلق کی تربیت اور ارشاد
کے مقدمہ میں اللہ تعالیٰ کی عادت اسی طور پر جاری ہی
کہ فیض کا حاصل کرنا زندہ سے ہوتا ہی اور کسی وقت
میں جو کسی شخص کو ایسا زندہ میسر نہو کہ جس سے مطلب
حاصل ہونیکا یقین ہو تو وہ شخص دور دراز مکان سے
مہزاروں پر جانے کا قصد کرے بلکہ قرآن حایت کی تابعداری
جس سے ساری مشکل اسان ہوتی ہی اختیار کرے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی * تَرَكْتُ فِيْكُمْ الثَّقَلَيْنِ
مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمَا بِهَمَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي كِتَابُ اللَّهِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلُ

یہی * چھوڑا میں نے تم میں دو چیز بزرگ قدر جب تک
 دونوں کو مضبوط پکڑو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے بعد پھر کے وہ
 کتاب اللہ کی ہی اور اولاد میری جو میرے اہل بیت
 ہیں اور مشکوٰۃ میں باب اعظام بالکتاب اور ستہ کی
 تیسری فصل میں مالک ابن انس سے یوں روایت ہے
 قال رسول الله صلعم توکلت فیکم امرئین لن تضلوا ما ان
 تمسکتہما کتاب اللہ وسنتہ رسولہ * فرمایا رسول اللہ صلعم
 نے چھوڑا میں نے تم میں دو چیز کہ ہرگز گمراہ نہیں ہو گے
 جب تک کہ مضبوط پکڑے رہو گے تم ان دونوں کو وہ کیا ہی کتاب اللہ
 کی اور سنت رسول اللہ کی اب جانا چاہئے کہ آنحضرت
 کی اولاد پاک جو قابل تابعداری کے ہوں اس زمانہ میں
 اونکا پہچاننا اور اس عالم میں انکو موجود جانتا اگر پہنچو اور
 ہی کیونکہ آنحضرت کی اولاد پاک میں سے قابل تابعداری
 کے کہ چن پر اس حدیث کا مضمون صادق اوسے وہی شخص
 ہو گا کہ حاکم قول اور فعل اور احوال موافق کتاب اور
 سنت کے ہو اور ظاہر ہی کہ اس زمانہ میں ایسے بزرگوں کا
 میسر ہو نامثل کیمیا کے کیمیا ہی لیکن قرآن مجید کہ سب

سے بہتر وسیلہ نجات کا ہی سب جگہ موجود ہی اور
 اس طرح حدیث شریف ہر وقت میسر ہی تو بس
 تابعہ اری ان دونوں کی بری غنیمت جانے اور اس کو
 بری ولایت جانے اور حقیقت تو یہ ہی کہ جیسی چاہئے ویسی
 تابعہ اری قرآن اور حدیث کسی کرنی بھی ولایت ہی اور
 اگر فرض کیا جائے کہ اہل قبور کو قوت اور قدرت بھی
 ہوتی تب بھی انبیاء علیہم السلام کے سیوا اور مردوں کے
 معاملہ میں ابلیس کے فریب دینے کی جگہ باقی ہی کیونکہ
 ارواح کے آثار کا ظاہر ہونا ایک پوشیدہ بات ہی یوں بھی
 ہو سکتا ہی کہ ایک شیطان اُن مردوں کی سسی آواز یا
 صورت بنا کے خلاف شمع کا حکم کرے اور یہ بیچارہ نادان
 اپنے برے اعتقاد کے سبب سے دل و جان سے اوس حکم
 کو قبول کر کے قرآن اور حدیث میں جو کچھ تو اتر کے ساتھ
 بالیقین ثابت ہی اوس سے چشم پوشی کر کے ہلاک
 اور خراب ہو جاوے اور کسی مردے کی سسی آواز
 یا صورت بنا کے فریب دینا بھی اُس کے لئے چاہتا ہی کہ
 مردے کی آواز یا صورت پہنچھاتا ہو اور جو کہ نہیں

۲۰ پچھتاہی اوسکی گمراہ کرنے کے واسطے تو مراقبہ کے وقت جب حالت بدلتی ہی اور ایک کیفیت پاتا ہی صرف ایک آواز یا دل میں ایک بات دال دینا کنایت کرتا ہی اور بھی بعض نادان معلوم کرتے ہیں کہ معاش کے تلاش میں نوکری یا تجارت کی طریق سے دور و راز سفر کرنا البتہ درست ہوتا ہی تو پھر وہی مطلب حاصل ہونے کے گمان پر ایسا سفر کیوں برا ہوگا تو ان کا جواب یہہ ہی کہ یہہ طریق دینی مطالب حاصل کرنے کی راہ نہیں ہی بلکہ یہہ مقام ایمان کی پونجی کے برباد ہونے کا ہی اور اس مقام میں نیک بختی کی کماٹی کی اصل پونجی کے ہاتھ سے جانیکاخوف ہی چوتے شیطانوں اور تھگنوں کے ظلم اور دست درازی سے اور ان میں ایک بدعت قبر و ن پڑ چراغون کا جلانا ہی جسکو روشنی بولتے ہیں یہہ فعل بلاشبہ حرام ہی حدیث صحیح میں اس کام پر صاف لعنت آئی ہی وہ حدیث جامع ترمذی میں ہی اور یہی بدعتی لوگ ہیں کہ روشنی کے وقت کو لیاتہ القد اور لیاتہ البرائت کے انوار ظاہر ہونے کے وقت کے مانند و عاقبول ہونے

کی ساعت جانتے ہیں اور اس وقت کی دعا کے
منتظر رہتے ہیں اور چراغوں کے روشن کرنے کے
وقت دعا کرنے کو بہت ہی برا متصد جانتے ہیں
* مَعَاذَ اللّٰهِ مِنْ ذَٰلِكَ * حدیث شریف میں آیا ہے کہ
ایمان زانی اور چوٹے کا چوری اور زنا کے وقت جدا
ہو جاتا ہے سو ان بدعتوں کا اس سے زیادہ اس وقت
دعا کرنے سے بچنا ہی برباد ہو جاتا ہے کیونکہ یہ محض شرک
ہے بلکہ اگر جہل کا عذر نہ ہو تو صاف کافر ہو جاوین اور جو لوگ
کہ جاہل نہیں ہیں وہ البتہ کافر ہوتے ہیں کیونکہ حرام شرعی کو
حرمہ عبادت اعتقاد کرتے ہیں اور صرف حلال جاننا حرام کا
کفر ہی ہے چہ جائیکہ اس کو عبادت جاننا * افادہ * جو لوگ کہ
کام کرتے ہیں مشرکوں کا اور اپنی شکل صوفی کی سی بنا
بیٹھے ہیں اونکی بدعتوں میں سے جو خواص اور عوام اہل
اسلام میں بلکہ ساری خلائق میں مشہور ہو گئی ہیں ایک
بدعت اولیاء اللہ کی نذر نیاز کا ادا کرنا ہی اس دھپ سے
کہ شرک خفی اور اصراف مال اور بدعتوں کی اختراع
کئی وجہوں سے اس میں راہ ہائے ہیں اب اس کا کچھ

بیان سنو کہ اگر پہ اولیا اللہ کی ارواح پر حیرات اور نیک
 عمل کا ثواب پہچانا اصل شرع شریف کے موافق بہتر اور
 خوب ہی لیکن چونکہ عوام نے اپنے گمان اور وہم کو اس میں
 دخل دیا اور اس میں نئی نئی رسمیں نکالا اور اس میں
 نئے نئے قاعدے مقرر کیا اور ایک حد باندھ رکھا مثلاً فلاں
 پیر کی نیاز میں فلاں قسم کا کھانا ہو اور اس پر اس ترتیب
 سے قاتحہ پڑھا جائے اور جو لوگ پیچھے پیدا ہوئے دے
 لوگ بے تحقیق کے پہلوں کے تابع بن گئے اور ہر کہ آمد بر آن
 مزید کر دی یعنی جو آیا اور سپر بر آھا یا کو اپنا دستور العمل
 کئے اور ایک ایک رسم اور بدعت کو زیادہ کرتے گئے یہاں تک
 کہ وہ اصل نیک بات یعنی ثواب کا پہچانا بھی بالکل پوشیدہ
 ہو گیا اور لوگوں کی تراشی ہوئی خبیث شاخیں ظہر اور
 رائج ہوئیں اور شاخوں کا حال اپنے اپنے خباثت میں تفاوت
 رکھتا ہی یعنی کوئی خباثت برسی اور کوئی چھوٹی اونمیں سے
 اپنی خباثت یہہ ہی کہ لوگوں کی بیانی رسم اور عادت کی تقلید
 کرنا ہی اور اس کا یعنی تقلید کا لازم کر لینا یہاں تک کہ اس کا ترک کرنا
 مستعذر ہو گیا ہی اور جو کام کہ شرع میں لازم نہیں ہی اس کا اپنے

اوپر لازم کر لینے سے اس کام میں شیطان کا حصہ ہوتا ہی اس کا
 شاہد نماز کے بعد دہننے طرف پھرنے کو لازم کر لینے کا منع ہونا کفایت
 کرتا ہی جب اتنے سہل کام کا لازم کر لینا کہ بعد فراغت نماز
 کے دہننے طرف پھر جانے کو لازم کر لینے والے کے کام میں
 شیطان کا حصہ ہی تو دوسرے عمدہ کام میں اپنے طرف سے
 ایک بات کے لازم کر لینے میں بہت برآ حصہ شیطان کا
 ہو گا اور دن میں سے برقی خباثت شرک ہی کہ مثلاً حضرت
 سید احمد کبیر قدس اللہ سرہ العزیز کی گائے کے ذبح کرنے کے
 وقت اس زمانہ میں اس ملک کے عوام سے ظاہر ہوتا ہی
 اور بعض جاہل لوگ جو کہتے ہیں کہ فلا نے بزرگ نے لکھا ہی
 کہ ایک من گوشت پکا کے اور ایک من آنتے کی روتی اور
 ایک من دہی جو کوئی اللہ کی نیاز کر کے جو کچھ حاجت اللہ سے
 مانگے تو بلا شبہ پاوے سو یہ بات محض بے اصل اور قابل
 سننے کی نہیں انتہی اب مردوں کے تو اب پہنچنے کا بیان
 سنو مردوں کو زندہ کی عبادت کا ثواب بلا شبہ پہنچتا ہی
 اس کی دوراہی پہلی راہ جو عمدہ اور بہتر ہی سو یہ ہی
 کہ مردے اور زندہ کے درمیان میں ایک ایسا علاقہ

ہو کہ اوس علاقہ کے سبب سے زندہ کی عبادت میں مردہ کا دخل ثابت ہو مثلاً علاقہ باپ ہونے کا یا بیٹا ہونے کا ہو اور یہ بیٹا ہو نا اور باپ ہو نا خواہ ولادت کے سبب سے ہو خواہ عام پر تھاپے اور ارشاد یعنی ہدایت کرنی کے سبب سے ہو کیونکہ جو شخص کہ عبادت کرتا ہی اوس کے ہر قسم کے دادے باپ کو ایک ثواب پہنچتا ہی اور ادن لوگوں نے اس شخص کے ظاہری اور باطنی تربیت میں جس قدر کہ کوشش کیا ہی اور جیسی نیات کہ اوس کو شش میں ادن لوگوں کے دل میں پوشیدہ تھی اوس کے موافق اوس ثواب مذکور کے کم اور زیادہ ہونے میں اختلاف ہوتا ہی تو مسلمان جتنا کوشش نیک کام میں کرتا ہی اور حق تعالیٰ کی خوشنودی کی نیت خالص رکھتا ہی اوس قدر حضرت حق جل شانہ کا حق جو سارے حق سے بہتر اور بڑا ہی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اور سارے اُستادوں اور مرشدوں کا حق اور داد امانا اور داد بی نانی کا حق جو مومنہ عورت اور مومن فرد گذرے ہیں اوس کے ذمہ سے ادا ہو جاتا ہی اور ایسے

نیک اعمال کے سبب سے حضرت حق تبارک و تعالیٰ کے
 حضور میں اوسکی بندگی بجالانا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 کے جناب میں اوسکی فرمان برداری اور پیروی کرنا اور
 سارے حق والوں کے روبرو اوسکی سعادت مندی
 اور اوسکا رشتہ محض اللہ تعالیٰ کے انعام اور فضل سے
 ظاہر ہو جاتا ہے اور یہی باریک بات ہے کہ شرع کے
 واقعوں پر ظاہر ہے اور اوسکے ناواقفوں پر پوشیدہ ہے
 اسی سبب سے جو کوئی کہ معمول اور رائج رسموں
 کے موافق فاتحہ اور ایصال ثواب نہیں کرنا اوسکو ناواقف
 لوگ ناخلف اور حق والوں کے حق کا منکر گمان کرتے ہیں اور
 اتنا نہیں سمجھتے کہ اگر فاتحہ اور ایصال ثواب رسمی کے
 ترک کرنے سے لوگ ناخلف اور حق والوں کے حق کے منکر
 ہو پتے ہیں تو لازم آتا کہ اہل بیت عظام اور صحابہ کرام اور سارے
 مومنین اور صالحا اور علما اور اولیا کے طبقے جو ان رسموں کے
 مشہور ہوئے آگے گزرے ہیں یہ نسبت اپنے گزرے
 ہوئے بزرگوں کے معاذ اللہ ناخلف ہوں بلکہ یہی بات افضل
 المرسلین محبوب رب العالمین کی شان میں بہ نسبت

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے دل میں ادوگی مٹاؤ اللہ من
 ذالک تو بس اس بیان سے ظاہر ہوا کہ یہ رسم فاقہ
 خوانی کی لوگوں کی نکالی ہوئی بدعت ہی اور دین کے لوازمہ
 اور ارکان سے زائد ہی اور ایمان کا کمال اس پر موقوف
 نہیں اگرچہ یہ مضمون مجملہ لوگوں کے ذہن نشین ہی یعنی سب
 لوگ جانتے ہیں کہ یہ رسمیں زاید فاقہ کی دین کے ضروریات
 سے نہیں ہی لیکن ایسا بہت ہوتا ہی کہ جب کسی صالح
 کامل سے یہ رسم زاید ترک ہو جاتی ہی تب وہ مضمون جو
 مجملہ ذہن نشین ہی عادت اور رواج کے پردے کے سبب
 سے چھپ جاتا اور بھول جاتا ہی اور صالح کامل کے حق میں
 موجب بدگمانی یا اعتراض کا ہوتا ہی اسی واسطے مناسب ہی کہ اس
 مضمون کی حقیقت کو بخوبی متصل اپنی ذہن نشین کر کے اس
 رسم کے تارک کو اس رسم کے ترک میں قدیم بزرگوں
 کے مشابہ اعتقاد کرے * دوسری * طریق ثواب پہنچنے
 کی یہ ہی کہ زندہ ایسا کام کرے کہ اس سے مردے کو
 نفع اور ثواب پہنچانا مقصد ہو اور بہت مشہور
 اور ظاہر اس طریق کے واسطے پیغمبر خدا صلعم کے حدیث

میں دعا کرنا ہی اور اوسمیں سے ایک صورت نماز جنازہ کی ہی سو واجب ہی اور دوسری صورت یہہ ہی کہ پانچون وقت اور متبرک وقتون اور غیرہ میں بالعموم یعنی سارے مومنین اور مومنات کے حق یا بالخصوص یعنی اپنے باپ یا استاد مرث یا کسی دوسرے کے حق میں نزدیک سے یا دُور سے دعائے متفرت کی کر کے سو اس دعا کا کرنا بلاشبہ سنت اور مستحب ہی اور یہہ بات حدیثون میں مشہور ہی اودن حدیثون کو بیان کرنا موجب طول کا جان کے اوسکے در یافت کرنا کو حدیث کی کتابون پر حوالہ کیا لیکن باریک بات کا رآمدنی بھی اسمقام میں سنا چاہئے وہ یہہ ہی کہ پیغمبر صلعم کی اتباع کے بہت سے مرتبہ ہیں اور مرتبون میں افراط اور تفریط یعنی کمی اور زیادتی لوگوں سے ہوتی ہی اگرچہ اوس کمی اور زیادتی میں کچھ برائی نہ ہو لیکن جو کچھ کہ اعتدال پر ہو یعنی اندازہ کے ساتھ ہو نہ کم نہ زیادہ تو بلاشبہ کمی اور زیادتی سے افضل ہی تو جو دعائیں کہ مردیون کے حق قبرون پر حاضر ہونیکے وقت یاد در سے جس وضع کے ساتھ کہ جناب رسالت ماب صلعم سے ثابت

ہوئی اگر اوسى وضع کے ساتھ **عمر** میں آدے تو دوسرى وضع سے افضل ہى مثلاً آن جناب صلعم نے شب براءت میں بغیر اطلاع اور خبر دینے کسى کے بقیع میں تشریف فرما ہوئے اور دعا فرمائے اور کسى اصحاب کو نذرمائے کہ اس رات میں مقبروں میں جانا چاہئے چہ جائیکہ تاکید فرمائے ہوں تو اب اگر کوئی شخص اتنا قاپیہ بممبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کر کے شب براءت میں قبروں پر جا کے لوگوں کو جمع کر کے بہت سی دعائیں کرے تو اس شخص کو پیغمبر خدا صلعم کی محالفت کیواسطے ملامت کرنا نہیں پہنچتا لیکن اس قدر سمجھا چاہئے کہ یہ بات شدہ شدہ رسم ہو جائے گی اور حقیقت اس کام کی کہ غرض دعا سے ہى باقی نہ رہے گی یعنی فقط میاں ہی رہ جائیگا اور لوگ قبروں پر میلا کرنے لگیں گے اور اصل مطلب جاتا رہے گا شاید اسی دور اندیشی سے حضرت نے بقیع میں جانے کی لوگوں میں خبر نہ دیا اور ایسی مثال کہ اس بیان کو واضح کر دے ایک فقہی مسئلہ ہی وہ یہ ہی کہ نفل کی جماعت مکروہ نہیں اگر کوئی آپ سے شامل ہو جاوے اور اگر نفل کی جماعت

کے لئے بلا دین تو مگر وہ ہی اور لیکن سیوا کے دعا کے جو
 دوسرے صورتیں ثواب پہنچانے کی ہیں سو اون میں
 سے کوئیں کا کھود وانا ہی روایت ہی کہ حضرت رسالت
 پناہ نے سعد ابن معاذ کو فرمایا تھا جب انہوں نے عرض کیا
 کہ یکایک میری ماں مر گئی اور بات کرنے پنائی اگر بات کرنے
 پاتی تو شاید کوئی وصیت کرتی تو ادا کے واسطے اگر کچھ
 کروں تو ادا کو قاید ہو گا فرمایا کہ کنو ان کھودا اور کہہ کہ
 یہ سعد کی ماں کے لئے ہی اور اون میں سے سورہ یسین کا
 پڑھنا ہی جو جمعہ کے روز والدین کی قبر کی زیارت
 کی قید کے ساتھ روایت ہی اور اون میں سے ہی جو
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبد الرحمن
 رضی اللہ عنہ کے مرنے کے بعد بردے آزاد کیں اور اسی پر
 سناری عباد تو نکو قیاس کرنا چاہئے سو جو عبادت کہ مسلمان سے ادا
 ہووے اور ادا کا ثواب مرد و نین سے کسی کی روح پر
 پہنچاوے اور ثواب پہنچانے کی طریق اللہ تعالیٰ کی جناب میں
 دعا خیر کرنا ہی سو یہ بات البتہ بہتر اور خوب ہی اور
 جس کی روح پر ثواب پہنچاتا ہی اگر وہ شخص حقہ اردن میں

سے ہی تو اُد کے حق کے موافق اس ثواب پہنچانے کی
 خوبی ہی تو بس مردوں کے لئے فاتحہ اور عرس اور مذہبِ نیا کر نیکی جو
 موسم پر گئی ہی اوسمیں سے اتنی بات کی خوبی میں یعنی
 ثوابِ رسانی کی خوبی میں کچھ شک اور شبہ نہیں ہی باقی
 مقرر کرنا وقتوں کا اور کھانے کی قسم اور وضع کا اور اوس
 کھانے کے کھانے والے کا یعنی فلا نے کا فاتحہ فلا نے وقت
 اور فلا نی تاریخ اور فلا نے قسم کے کھانے پر اور فلا نی وضع
 سے ہو اور فلا نے کے فاتحہ کا کھانا فلا نے قسم کے لوگ
 یا فلا نی قسم کی عورتیں کھا دیں یہ سب قباحت اور برائی
 سے خالی نہیں ہاں بموجب اس آیت کے ﴿ظَلَمَاتٌ بَعْضُهُمَا
 فَوْقَ بَعْضٍ﴾ اندھیریاں ہیں ایک پر ایک اور سب
 رسموں اور قیدوں کی برائی میں بہت تفاوت ہی ایک
 برائی تو صرف تعین التزام مالا یلزم یعنی جو چیز شریعت میں
 لازم نہیں ہی اُسکو اپنے اوپر لازم تہا لینا ہی مثلاً فاتحہ کے
 کھانے کا قسم اور اوس کا وقت مقرر کر لینا جس کا حال
 اوپر بیان ہو چکا اور مقرر کرنے کے سبب سے بہت سی
 خلل دینی اور دنیوی بھی آگے آتی ہیں کیونکہ نیت خالص

باقی نہیں رہتی بلکہ کسی وقت میں عبادت کی نیت مطابق
 نہیں ہوتی صرف دنیا کے نام و نشان کے واسطے اور لوگوں کے طعن
 اور تشنیع سے بچنے کے لئے اور اس خوف سے کہ برادری کے لوگوں
 کی نظر میں ذلیل اور خفیف نہ معلوم ہوں سودی اور غیر سودی کا
 لحاظ نہ کر کے قرض اودھار کر کے مقبروں پر مال خرچتا ہی
 اور اس خرچ سے اصل مقصد جو ثواب ہی ہرگز حاصل نہیں
 ہوتا ہی اور اداؤں لوگوں کا حال جنکو فقط رسم کا لحاظ ہی
 اور عمل صالح سے کچھ علاقہ نہیں اور اداؤں لوگوں کا حال جو
 عمل صالح میں کامل ہیں اور رسموں کے تارک ہیں بزرگوں
 کے حق ادا کرنے میں شاہ جہان آباد اور بخارا کی سلطنت
 کا حال سمجھا چاہئے کہ شاہ جہان آباد کی سلطنت میں فقط
 آداب اور محرابادشاہی کی رسم رہ گئی ہی اور بادشاہت
 کی حقیقت مطابق باقی نہیں رہی اور بخارا کی سلطنت
 میں بادشاہت کی حقیقت موجود ہی اور دہان بادشاہی
 رسموں کا مثل آداب اور محرمے کے نام و نشان
 نہیں خلاصہ یہ کہ صالح لوگوں سے نیک عمل اور عبادت
 کرنے کے سبب سے خود بخود سب حق داروں کا حق ادا

ہو جاتا ہے اور رسمی فاتحہ والوں سے جو عمل صالح سے کچھ علائقہ نہیں رکھتے بزرگوں کی حق تلفی ہوتی ہے اب مثال کو اور جس مضمون کے واسطے یہہ مثال دی ہے شرع اور عقل کی ترازو میں تول کے اور ان رسوم کے ادا کرنے کے وقت میں اپنے دل کی حالات اور حار و ات سے بحث کر کے حق بات کو دریافت کر کے ان رسوم کے التزام سے تائب ہونا چاہی اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مسلمانوں کو مکر و مات سے توبہ کرنے کی توفیق دے اور فاتحہ اور نیاز کے کھانے کے پاس جو آداب بجالاتے ہیں سو یہ بھی اپنی خیالات فاسد کی تابعداری ہے کیونکہ فاتحہ اس کھانے کے سبب سے بجا ہے صاحب فاتحہ کے یعنی جہاں فاتحہ کیا ہے نہیں ہو اسو صاحب فاتحہ کے واسطے جس آداب کے بجالانے میں بھی گفتگو تھی وہ آداب فاتحہ کے کھانے پر بجالانا کب درست ہو گا اور فاتحہ کی چیزیں صاحب فاتحہ کی ملک نہیں ہوئی ہیں کیونکہ اگر اس کی ملک ہوئی ہے تو فاتحہ کرنے والے اس کھانے میں کب واسطے دخل کرتے ہیں اور اپنی خواہش

کے موافق اوسکو کس واسطے کھاتے اور کھلاتے
 ہیں بلکہ اوس کھانے کو صاحب قانعہ کے وارثوں کے
 پاس پہنچا دیں حضرت سیدۃ النساء کی نیاز کو سادات کو
 دیوین اور حضرت غوث الاعظم کی نیاز کو اون کی اولاد
 کے حوالہ کریں و علیٰ ہذا القیاس اور اگر یہ کھانے کا آداب
 اس گمان سے ہی کہ صاحب فاتحہ کی روح اوس میں گھس
 گئی ہے یا صاحب فاتحہ کی روح نے اوس کھانیکو چھوا ہے
 یا اس سبب سے کہ صاحب فاتحہ اوس کھانیکو کھالیا ہے
 اور وہ کھانا اوس کا جو تھا ہو گیا ہے سو یہ سب ان لوگوں کے
 جھوٹے شبہے ہیں اور یہ باتیں ان کو ہرگز معلوم نہیں
 ہیں اور اگر بالفرض والتقدیر ان باتوں میں سے کچھ معلوم
 بھی ہو دے تب بھی کھانے کا آداب جو مقرر ہے وہ
 کھانا اوس حد سے برآہم نہیں گیا ہے تو غرض اوس کھانے
 کے آداب سے اور کچھ تو حاصل نہیں ہے مگر مشابہت
 کفار ہنود کی کہ وہ سب اکثر دانے اور غلے اور کھانے
 لمبی جنس کو پوجتے ہیں اور اوس کھانے میں کھلانے والوں کی قید
 لگانا کہ فلا نہ کھاوے اور فلا نہ کھاوے اس سے حلال کرنا

حرام کا اور حرام کرنا حلال کا بیدار ہوتا ہی اور تابعہ اری
 اہل جاہلیت کی لازم آتی ہی کیونکہ اہل جاہلیت کی
 اسی قسم کی بات کو حق تعالیٰ نے اونکی مذمت میں فرمایا
 اتھوین پارہ سورہ انعام کی اس آیت میں ❖ وَقَالُوا هٰذِهِ
 اَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَا يَطْعَمُهَا اِلَّا مَنْ نَّشَاءُ بَعْضُهُمْ وَاَنْعَامٌ
 حَرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَاَنْعَامٌ لَا يَكُنْ كُرُوْنُ اِسْمِ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اِفْتِرَاءٌ
 عَلَيْهِ سَيَجْزِيْهُمْ يَسَآكُنُوْا يَفْتَرُوْنَ وَقَالُوا مَا فِىْ بُطُوْنِ هٰذِهِ
 اِلَّا اَنْعَامٌ خَالِصَةٌ لِّكُوْرِنَا رَمَضَ عَلٰى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَكُنْ
 مِثْقَلُهُمْ فِىْهِ شَرْكَآءُ سَيَجْزِيْهُمْ زَعْجُهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ❖ اور
 کہتے ہیں نے مو اسی اور کہتی منع ہی او کو نکھا دے
 مگر کو ہم چاہیں اپنے خیال پر اور بعضے مو اسی کی پائتھ
 پر چڑھنا منع تھرایا اور بعضے مو اسی کے ذبح پر نام نہیں لیتے
 اللہ کا ادب پر جھوٹھ باندھ کر سزا دیگا او کو اس جھوٹھ
 کی اور کہتے ہیں جو ان مو اسی کے پیت میں ہو سوزا
 ہمارے مرد کھا دیں اور حرام ہی ہماری عورتوں پر اور
 اگر مردہ ہو تو او صمیں سب شریک ہوں وہ سزا دیگا
 او کو ان تقریروں کی وہ حکمت والا ہی خبر دار ❖ ف ❖

ایک یہ مسلہ بھی بنایا تھا کہ جانور ذبح لیا اور سٹے پیٹ میں سے بچہ نکلا اگر زندہ نکلے تو مرد کھاوین اور عورتیں نہ کھاوین اور مردہ نکلے تو سب کھاوین بے سندہ مسلہ بتانا سخت گناہ ہی اوسپر انکو الزام دیا ہمارے دین میں مرد عورت کا کچھ فرق نہیں اگر زندہ نکلے تو ذبح کر کے حلال بغیر ذبح کے مردار اور اگر مردہ نکلے اور معلوم ہو کہ جان بری تھی لیکن اپنی ما کے ذبح کے سبب سے پیٹ میں فر گیا تو امام اعظم کے نزدیک حرام اور حدیث میں اور دوسرے اماموں کے نزدیک حلال ہی اب معنی حجر کے بخوبی دریافت کر کے سمجھنا چاہئے کہ اس ملک اور اس زمانہ کے لوگوں کا مقصد اچھوتا کے لفظ بولنے سے یہی ہوتا ہی اب جانا چاہئے کہ کھانا دینے کے قابل سب بھوکھے اور محتاج ہیں مان یہم البتہ ہی کہ پرہیزگار آدمی غیر پرہیزگار سے بہتر ہی جب یہ سب باتیں ذہن نشین ہوئیں تو اب یہ سب صحت اور توشے جو طیار کئے ہوئے سینوں اور کوندون میں رکھے ہوئے ہیں اور لوگ ناحق کو اپنے جھوٹے خیال اور ناکاری فکر وں کے سبب سے اسکی بری حقیقت سمجھتے ہیں اور

اس زمانہ کے برے برے بزرگ لوگ مرید کو تربیت
 کرتے وقت اوسکی برائی بطور کلیہ کے مبہم بیان
 کر دیتے ہیں اور جسوقت کہ اونکے روبرو یہ رسم آہرتی
 - ہی تب اوس رسم کے بجالانے کے عین وقت میں
 اوس رسم کا نام ایک صاف کھوکھو لکر تخصیص کے ساتھ
 غیر منہید معلوم کر کے چپ رہتے ہیں سوادنی خاموشی پر
 دھوکھا کھانے کے اوس رسم کے متانے میں کوشش کرنا
 چاہئے اب وقت خاموشی کا نہیں ہی کیونکہ جن لوگوں نے اپنی
 طرف سے فاتحہ اور نیاز میں اہل جاہلیت کی سبقت میں
 لگائی ہی سو وہ قیدین شہ شہ قبایح ہو گئی ہیں بلکہ شریعت
 کی قید و ن سے زیادہ جاہلون کے ذہن میں سما گئی ہیں
 یہاں تک کہ اودن قید و ن کی التزام کو اسلام اور ایمان کا
 جز جانتے ہیں اور اودن قید و ن کی جہر اکھار پھیکنیو الوگو
 ایمان سے خارج سمجھتے ہیں سو جب رسموں کا التزام اس حد
 کو پہنچتا ہی تب بالکل متصو د کا اتنا ہو کے واجب التبرک
 ہوتا ہی اور سنت اور فرض میں تمیز اور فرق ہونیکے
 واسطے جو حدیث میں تاکید ہی * من * مثلاً جس مقام پر

امام فرض پرھے دھان سے ہت کے سنت پرھے یا فرض
 کی جماعت میں سنت چھوڑ کے مل باوے یا سنت
 کے واسطے اذان اقامت نہیں ہی سو اس واسطے کہ
 اوسکو لوگ ستہ شدہ فرض نہ جان لیں اور جس کام کو
 اللہ تعالیٰ نے ایٹنے اور فرض نہیں کیا ہی اوسکو مثل فرض
 کے اپٹنے اور لازم نہ جانیں سو اس مضمون کو یاد کر کے
 اس مقام میں عمل کرنا چاہئے * ف * مذہب جس تقدیر
 میں کہ فرض ہو اور اس تقدیر میں کچھ گفتگو نہیں اور جس
 تقدیر میں سنت یا استحباب ہو اور اس تقدیر میں چھوڑا جائے
 کیونکہ اسکے تارک کو بھی اس زمانہ میں مثل تارک فاتحہ کے
 جاتے ہیں اور بحیہ التزام مایلم کا اسپر بھی صادق اتا ہی
 انتہی اور نذر اور نیاز کی رسم کی رواج اس حد کو پہنچی
 ہی کہ کھانے وغیرہ کے نذر سے گزر کے جانور و ن کی
 جان نیاز کرتے ہیں اور اوس کے ذبح کرنے میں اللہ جلشائے
 کے سوا اور کسی دیکھی خوشی کا قصد کر کے بموجب اس
 حدیث کے ماعون نہیں دیتے ہیں * لعنَ اللہ من ذبح لغيرِ اللہ *
 نعت کرتا ہی اللہ اور اس شخص پر جو ذبح کرتا ہی واسطے

غیر اللہ کے یہ حدیث مسلم بن بو طفیل سے روایت
 ہے اور اکثر عالموں کے قول بموجب یہ لعنت سبب
 کفر کے ہے یعنی اس کام سے کفر لازم آتا ہے اس واسطے
 لعنت فرمایا ہے جو جس کام میں کفر ہو اور اس کو عبادت
 معلوم کرنا کس مرتبہ میں برا ہو گا اور حقیقت یہ ہے کہ
 جو لوگ مذہب میں گناہ اور کفر کا کام کرتے ہیں ان کو ایصال
 ثواب مذہب میں نہیں بلکہ شرک کرتے ہیں اور جانتے ہیں
 کہ یہ کام ہم بزرگوں کے واسطے کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی
 عبادت کا خیال اونکی ذہن میں ہرگز نہیں ہوتا ہے اس بات کی
 دلیل یہ ہے کہ جو لوگ بزرگوں کے توشے اور نیاز میں بہت
 سے روپے سے خرچ کر چکے ہیں اگر اونسے پوچھئے کہ کبھی
 تم نے اللہ کے راہ میں کچھ دیا ہے کہیں گے کہ نہیں حاصل کلام
 یہ ہے کہ بے لوگ بزرگوں کو اور اللہ کو تقرب اور رضا
 جوئی کے مرتبہ میں برابر کرتے ہیں اور نہیں لوگوں کا حال مذکور
 ہے اس آیت میں ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّبِعُ مَن دُونِ اللَّهِ

أَنذَرْتُ لَهُمْ كُتُبَ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾
 اور بخیرے لوگ ہیں جو پکارتے ہیں اللہ کے سوا اے

اور دنگو دوست محبت رکھتے ہیں ادنیٰ جیسی محبت اللہ کی
 اور ایمان والوں کو اس سے زیادہ محبت ہی اللہ کی
 اور بھے اسطرح کے مالایق ہیں کہ اللہ سے زیادہ بزرگوں کو
 سمجھتے ہیں مثلاً جعفر بزرگوں کے نام اور انکی قبر اور
 انکی نیاز کا ادب کرتے ہیں اوستہ را اللہ کے نام اور
 مسند اور اللہ کے نیاز کا ادب نہیں کرتے اور بھے اون
 بزرگوں کو اصالۃ اپنی حاجت کا بر لایے والا سمجھتے حضرت
 حق جل شانہ کے جناب میں دعا اور التجا کرنے سے بے پروا
 رہتے اب اسوقت میں جو شخص کہ حق اور نیکی راہ کا
 طالب ہی اور اللہ اور رسول کی مرضی کا تابع رہی
 اوسکے واسطے یہ طریقہ اختیار کرنا لازم ہی کہ جس کی
 روح پر تو اب پہنچانا منظور ہو تو بلا قید کسی وضع اور
 کسھائی کی جنس کے اور بلا قید کھانیو الے کے جو چیز کہ اوسوقت
 فقیر و ن اور محتاجون کے حق میں بہت فایده کرے اور بہتر
 ہو دے اوسکو صاف نیت سے محض اللہ کی رضامندی چاہے
 خرچ کرے اور اوس شخص کے طرف سے نیابتا اوس
 چیز کو خیرات کرے اور اگر دعا بھی کرے تو بہتر ہی اور

باقی تمام قید و ن اور برسمون کو ایک قلم دور کرے *

* ۱۰ ایت دوسری ا و ن بدعتوں کے ذکر میں

جو ر ا فضیون میں ملنے کے سبب سے لوگوں میں

مشہور ہو گئی ہیں اور اوس میں تین افادہ ہی *

* ۱۱ افادہ * ر ا فضیون کی بدعت میں سے اہل سنت کے
عوام لوگوں کے دل میں ایک یہ بدعت اگئی ہے کہ اپنے
سنت کی مخالفت کرتے ہیں تفضیل کے عقیدہ میں یعنی
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت
عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم سے افضل
سمجھتے ہیں سو حق کے طالب کو جو سنت کا تابع اور بدعت
سے نافر ہو ا د س کو مناسب ہے کہ اپنے دل میں مضبوط
اعتقاد رکھے کہ چارویار کبار بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
کے تمام نبی آدم سے بہتر اور افضل ہیں اور آپس میں ان
بزرگوں کی تفضیل خلافت کے ترتیب کے موافق ہے
اہل سنت اور جماعت کا یہی عقیدہ ہے سلمان کو لازم ہے
کہ اسی ترتیب کے موافق ان بزرگوں کی افضلیت کا معتقد رہے
اور مادیات تفضیل کی وجہوں کی تلاش اور بحث میں

نہ پرے کیونکہ تفصیل کی وجہوں کی تلاش دین کے واجبات
 بلکہ مستحبات سے بھی نہیں ہی خصوصاً عوام مومنین کو
 اس بات کے بحث اور تکرار میں بہ نابرہی نادانی اور
 بیوقوفی ہی مگر اس مضمون کے سمجھنے کے لئے ایک
 دھڑوٹی سی بات یاد رکھنا چاہئے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ
 وجہہ کے تئیں ایک طرح کی تفصل حضرت شیخین پر بھی
 ثابت ہی اور وہ تفصیل اس سبب سے ہی کہ ان کے
 تابعدار اور پیرو بہت ہیں اور ولایت کے مقامات
 کے وسیلہ وہ جناب ہیں بلکہ ساری غلاموں کے وسیلہ وہی
 ہیں مثل قطیبت اور خوشیت اور اہلایت وغیرہ کے اور
 ان کے عہد کرامت مہد سے لیکے دنیا کے باقی رہنے تک
 ساری غلامتیں انہیں کے وسیلہ سے ملتی ہیں اور
 بادشاہوں کی پادشاہت اور امیروں کی امارت میں
 ان کی ہمت کو ایک طرح کی مدخلت ہی کہ عالم ملکوت
 یعنی ارواح کے سیر کر نیوالے پر پوشیدہ نہیں ہی اور
 وہاں ولایت کے سلسلے بھی اکثر جناب مرتضیٰ علی
 کرم اللہ وجہہ سے جاملتے ہیں سو قیامت کے دن سب

کثرتِ تابعہ اور دن کے کہ اور نین سے بہت لوگ بلند
 شان اور بزرگ مرتبے والے ہونگے اوس جناب کی
 سوازی ایسی تھیں اور جلال کے ساتھ نمود ہوگی کہ
 اوس مقام کے دیکھنے والوں کو بہت تعجب ہوگا لیکن
 جناب شیخین کو یہ سبب انتظامِ خلافت کے بلکہ قطعِ نظر
 خلافت کے جوشان کہ ثابت ہی سودہ اوس بزرگی اور
 جلال سے افضل ہی بارگاہِ الہی میں بہت ہی بلند اور
 نہایت قرب اور وجاہت یعنی نزدیک اور عزت اور
 اعتبار جناب شیخین کو حاصل تھی اور خلافت مقدم
 ہوئی بزرگی تو ثابت ہی قطعِ نظر خلافت کے رب العالمین
 نے جو اون بزرگوں کو شرحِ صدر اور حوصلہ کی تسادگی
 اور ہر حال میں میانہ روی اور بند و بست کھراور شہر اور
 نگہبانی ملک اور دین کی اس طرح پر عنایت کیا تھا کہ اوس میں
 نبی مومنون کی مشیت پائی جاتی تھی سو یہ شان اوس
 بزرگی اور جلال سے بہت ہی بلند ہی اور حضرت
 عثمان کو قطعِ نظر خلافت کے اس قدر قرب اور وجاہت
 حاصل نہیں تھی کہ اونکو جناب مرتضیٰ علی سے افضل کہوں

لیکن چونکہ عہدیت الہی اوس مقبول بارگاہ الہی کے درجہ کو
 بلند کرنے پر مستوجب تھی اس واسطے ہر ماکہ خلافت میں مقدم
 کیا نصہ کوتاہ جب خود حضرت علی مرتضیٰ نے تینوں بزرگوں کی
 خلافت کو منظور فرمایا اور اُنکی خلافت کی بندوبست اور
 شورہ میں شریک تھے اور اُنکے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو
 جو شخص کہ اُن صاحبوں کی افضلیت میں شبہ کرے
 اُسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قدر نہ پہنچھانی * ۱۱ افادہ
 صحابہ کبار میں سے ہر شخص کو بہ نسبت ساری امت
 محمدیہ صلعم کے ہر چند بہ نسبت صحابیت کے افضلیت
 ثابت ہی لیکن بعض امت کو بعض صحابہ پر پھیلائے میں امر
 ۱۲ ایت کے اور جاری کرنے میں دین متین کے اور پہچنے میں
 قرب کے مرتبے میں اللہ کے نزدیک بلاشبہ افضلیت
 ثابت ہی لیکن امت محمدیہ کے سارے بزرگواران پر
 تعظیم سارے صحابہ کی لازم ہی مانتہ اسکے کہ ہر چند کوئی
 لڑکا عالم اور ہنرمین اپنے باپ سے زیادہ ہو پر تعظیم باپ
 کی ذمہ پر اُسکے البتہ واجب ہی حدیث شریف میں
 ایاہی * فَإِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامَ الصَّبْرِ مِنْ صَبْرِ نَهْنِ كَانِ

كَمَنْ قُبِضَ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيْهِنَّ اَجْرُ خَمْسِيْنَ رَجَالًا
يَعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَجْرُ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ قَالِ

اَجْرُ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ ❖ سویشک پیچھے تمہارے ایام صبر
کے ہٹن پھر جو صبر کریگا اسہیں ہوگا وہ مثل اوکے جسکی
جان گئی اگ میں جو کوئی عمل کریگا اس ایام میں اوکے لئے
مزدوری ایسے پچاس مرد کی ہی جو کرتے ہٹن وہی عمل
بولے صحابہ یار سول اللہ مزدوری پچاس مرد کی ان میں سے
فرمایا نہیں پچاس مرد کی تم میں سے ❖ ۳ افادہ ❖ رافضیوں
کی بدعتوں میں سے جو ہندوستان کے دیار میں نہایت
مشہور ہو گئی ہیں سو ایک بدعت محرم کے مہینے میں ماتم
واری اور تعزیہ سازی ہی حضرت حسن اور حسین
رض اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت کی گمان پر سوا اس کام کے
کرنیوالے کی برائی گاجائے اس زمانہ میں ضرور ہی تاکہ مومن
کامل اس سے پرہیز کرے اور جو اس بدعت میں گرفتار ہیں
اوکو جہالت اور غفلت کا ظہر باقی رہے اور ظاہر
صور تین اس بدعت کی چار ہٹن ❖ پہلی ❖ صورت
قبور اور مقابر اور عام اور شہ کے اور غیرہ کی نقل بنانی

ہی اور یہ بات صاف ظاہر ہی کہ یہ کام بت پرستی اور بت سازی ہی کیونکہ نقل اور شکل قبر و ن اور مقبرہ و ن کی بنانی اور اس کی تنظیم کرنی اور حضرت حسین کے قبر کا نام رکھ دینے سے اس کو بجای اصل قبر کے اور مقبرہ کے جانا یہ طور بت پرستی کا ہی بت پرستی کی حقیقت یہی کہ ایک شکل اپنے ہاتھ سے تراش بنا کے اور ایک شخص کا نام رکھ کے اس شکل کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو اصل کے ساتھ کرنا چاہے غور کا مقام ہی اگر حقیقت میں سچی قبر میں بھی ہوں تب بھی دعا اور سلام کے سوا اور کچھ حدیث سے ثابت نہیں ہی اور اس زمانہ کے لوگ جو معاملہ کہ تعزیہ کے ساتھ کرتے ہیں سو سچی قبر و ن کے ساتھ بھی ہرگز کرنا درست نہیں اور جعلی قبر و ن کی تو کیا حقیقت ہی اور بدعتی لوگ عبادت اور مسجد اور طواف کر کے اپنے تئیں کھلا کھلی شرک میں گرفتار کرتے ہیں اور عالم اور تعزیہ کو جب مسجد اور طواف کیا تب وہ سب بت میں داخل ہوئے تو حق کے طالب کو اس امر باطل کے مرتبا نے میں خوب کوشش کرنا ضروری

اور سہمہ رہو گے اور اسکے متبادلے میں سعی کرے اور اگر حکومت اور اختیار رکھتا ہو تو زبردستی اور اسکے تورے کو ہرگز مکروہ نہ جانے بلکہ بہت شکنی کی طرح سے اسکے دورے کو بہتر اور موجب ثواب اور اجر کا جانے اور اس سب سے کہ اہل بدعت نے اس پر حضرت حسین کی قبر کا نام رکھ دیا ہے اور اسکے تورے اور پامال کرنے سے بظاہر خوف نہ کرے کیونکہ حضرت حق تبارک و تعالیٰ کی خوشنودی ان کاموں کے متبادلے میں اور ان کاموں کے کر نیوالوں اور اس پر ہمت کر نیوالوں کی امانت کرنے میں ہے اور حق تعالیٰ کے بارگاہ کے مقبولوں کی خوشنودی حق تعالیٰ کی خوشنودی کے ساتھ ہی اور اگر ہاتھ سے تورے کا مقدمہ درہو تو زبان سے اسکی برائی بیان کرے اور یہ بھی جو ہو سکے تو اسکو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کے درجوں میں سے چھوٹا درجہ ہی مانا اگر کہہ میں تعزیر پر قابو پاؤ گے اور کوئی مقابلہ کر نیوالا اور روکنے والا ہو تو بغیر امانت اور ذلت کے اسکو نالوداؤں کے نشان کر دے لیکن جب کوئی مقابلہ کرے اور اسکی

تو راتوں سے راتوں کے تب تو راتوں ہی کا قصد کرے اور
 اگر مقابلہ کر لے اور تعزیہ والوں کی شرارت کے وقت
 میں ایسا مقام دیکھے کہ بغیر تعزیہ کی امانت کے اس
 بدعت کا متنازعہ شوار ہی تو اس وقت اس کی امانت
 سے خوف نہ کرے اور جس طرح کے متنازعہ اور حدیث
 شریف میں جو آیا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مکہ کے فتح میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر کو دفن
 کر دیا اور دوسرے بتوں کی طرح سے امانت کے ساتھ
 متورہ اتوا اس کا یہ سبب تھا کہ اس زمانے میں عرب کے
 جاہلون کے دل کو دین کی طرح من تالیف کے ساتھ جھکانا
 سب کام پر مقدم تھا اور عرب کے جاہل لوگ جاہلیت
 کے زمانے کے نزدیک ہونے کے سبب سے جاہل
 اور نادانی کے دریا میں غرق تھے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کی تصویر کی امانت کرنے میں ان جاہلون کی بدگمانی
 کا مظہر تھا وہ سب اس تصویر کی امانت سے گمان کرتے
 کہ یہ بھی ملت ابراہیم کی متابعت کا دعویٰ رکھتا ہی مگر
 ملت ابراہیم کا منہ افسانہ ہی اور اس بدگمانی کے سبب سے

نئی وقت کی دعوت سے نفرت کرتے بخلاف تعزیر کے
 مقدمہ کے کیونکہ وہ زمانہ جہالت کے زمانہ کے قریب تھا
 یہہ اور زمانہ ایسا ہی کہ حق عام پھیل گیا ہی اور ہدایت کا
 بشارہ بر گیا ہی ❖ دوسری صورت ❖ غم اور ماتم ہی کہ
 اوسمیں یہہ حرکات ہٹن چھاتی کو تنہا منہہ پیشتا گریبان پھارنا
 نوحہ کرنا وغیرہ حرکات اُس قسم کے ❖ سو اس قسم کی رسمیں
 غم اور ماتم کی مطلق حرام ہٹن کسی کے مرنے میں درست نہیں
 ❖ تیسری صورت ❖ وہے محرم میں سوگ کرنا ہی یعنی
 غم کے ظاہر کرنے کے لئے مباح چیز و نکات ترک کرنا ہی
 ❖ ف ❖ جیسا زینت کا ترک کرنا شانہ نکرنا اچھا کپڑا
 نہ پہرنا سرمہ کا استعمال نکرنا خوشبو نہ لگانا مزاج کی خیریت
 نہ پوچھنا سلام علیکم کے جکھ یا حسین کہنا مہدی نہ لگانا کسم
 کار لگا کپڑا نہ پھرنا اور علی ہذا القیاس اور کبھی بعض نادان
 فرض اور واجبات کو بھی ترک کرتے ہٹن اور اوسکی
 برائی پر ظاہر ہی لیکن ترک کرنا مباح کا سوا دوسکی حرمت اور
 برائی بھی حدیث شریف میں مصرح ہی لیکن ہر میت کے
 مرنے بعد تین دن تک سوگ مباح ہی اگر نہ تو بہتر اور ہو

تو کچھ گناہ نہیں اور عورت پر اپنے خاوند کے مرنے کے بعد
 پہلے مہینہ دس دن سوگ کرنا فرض ہی اگر نکرہ گی گناہ گار
 ہوگی سیوا سے اسکے بار سوگ حرام اور گناہ ہی
 خواہ یہ غم پر ہو یا صدیق پر یا شہید پر موت اور قتل اور
 شہادت کے ایام میں ہو یا غیر میں اس حکم میں سب برابر ہیں
 کسی کی تخصیص نہیں پس جو شخص ذیہ محرم میں کسی
 مباح کو مصیبت کے اظہار کے لئے ترک کرتا ہی گناہ گار
 اور حرام پر مرتکب ہوتا ہی لیکن اگر ملاحظہ کسی سے
 چھوٹ جائے تو کچھ گناہ نہیں مثلاً جس شخص کو سہ ماہ
 لگانے کی عادت نہیں ہی اگر اس ایام میں بھی سہ ماہ
 نہ لگا دے تو گناہ ہنگار نہیں ہوگا اور جس کی عادت ہو اور
 اس ایام میں ترک کرے تو مظاہر قصہ اظہار مصیبت کا
 قوی ہی اور وہی قصہ گناہ کا نہ ار ہی حاصل کلام مدار
 نیت پر ہی اپنی نیت کو ہر کوئی بخوبی جانتا ہی باقی رہی ایک
 صورت مشتبہ الحال اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص ذیہ
 محرم میں مباح چیز کو ترک کرتا ہی لیکن اس کو سوگت
 مشورہ نہیں ہی بلکہ غرض اس کی بدعتوں کے طعن اور تشبیہ

ہے چنا ہی اگر اوس مباح کو اوس ایام میں ترک کر دے
تو سارے عوام بدعتیوں میں مطعون ہو اور اوسکو اہل
یست کا دشمن سمجھے زبان طعنہ کی اوسپردہ را از کمرین
گے اور حقارت کی آنکھ سے دیکھینگے اور اوسکے
ایذارسانی میں کمر باندھینگے اسرار اوسے سے ہر چند
مباح کو ترک کرنا حرام نہیں ہی لیکن خلل سے بھی خالی نہیں
ہی کیونکہ ان کا مونکا کرنا ظہر احرام معلوم ہوتا ہی اور
بدعتیوں کی موافقت لازم آتی ہی اور آئندہ کو وہ فعل کہ
ظہر امانوع ہی متبوع ہو گا اور پچھلے لوگ اوسکے فعل
کو حجت پکڑ کے اپنی گندی یست کو اوس میں ضم کرینگے اور یہ
ہذا کہ بدعتی لوگ بد کہتے ہیں سنا بجایگا * قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی
وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ الْاِلٰہِ اِنْ اَوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ فِیْلَکُمْ وَمِنَ الْاِلٰہِ
اَشْرَکُوْا اِذْیَ کَیْۤیَۡرًا وَاِنْ تَصْۤیَرُوْا تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذَٰلِکَ مِنْ
عَزِیْمِ الْاُمُوْرِ * فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور البتہ سنو گے تم
اگلے کتاب والوں سے اور مشرکوں سے بد گوئی بہت
اور اگر صبر کرو اور دے رہے ہو تو شک یہ پکی بات
ہی اور مضرت دنیاوی بہتر ہیں بدعتوں کی موافقت

سے اور اوسکو دینداری کے کاموں میں لگھاڑ کرنا ایمان کے کمال سے بعید ہی بلکہ ایمان کے نقصان کا مورث ہی مانا اگر اتنی سستی دین کے نفع کے لئے کی جاوے تو مضایقہ نہیں بطرح نرمی کرنا ہی بدعتی سے اوسکی تو باہ کی امید پر

❀ چوتھی صورت ❀ دوسری صورت کی ایک شاخ باریک ہی وہ کیا ہی کہ مجلس کر کے خوب شرح اور بسط کے ساتھ حضرت حسنین کی شہادت کا قصہ بیان کرنا اس قصد سے کہ لوگ اوسکو حسنین اور حسرت اور افسوس کریں اور روین پیتیں اگرچہ ظاہر میں کچھ خلل اٹھیں نہیں معلوم ہوتا ہی لیکن حقیقت میں یہ بات بہت پری اور مکروہ ہی کیونکہ کوئی صدمہ اور مصیبت پر آنے کے وقت یا اوسکے یاد آنے کے وقت صبر اور استرجاع ❀ یَعْنِي اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ ❀ کہنے کا حکم ہی نہ افسوس اور حسرت ظاہر کرنیکا اور دل سے نہ تو تکلف یعنی زور اور بناوٹ سے افسوس اور حسرت پیدا کرنا تو بس مصیبت پر آنے کے وقت یا اوسکے یاد آنے کے وقت جو صابرون کا طریقہ ہی یعنی استرجاع

ادسکو اختیار کر کے اگرچہ بہ تکلف ہو اور روپے پیسے اور بیقراری کا اسباب مہیا کرنا بلاشبہ صابرون کے طریقے کا خلاف ہی اور جو لوگ ان باتوں کو کرتے ہیں نہایت محبت اور بزرگی حضرت امامین حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دل میں اپنے معام کر پتے ہیں اور یہ برا منالطہ ہی کیونکہ مصیبتوں کو بار بار دہرانا اور ذکر کرنا مصیبت زدوں کی ناخوشی کا موجب ہوتا ہی خیر ایک مصیبت تھی گزر گئی پس ذکر اور تکرار میں اس کے کچھ قاید نہیں جو ایمان والا تہنیک عقیدہ والا سنے گا اسکو ملال اور غم پیدا ہو گا اور اسپر قیاس کیا چاہئے حضرات اہل بیت رض کے حال کو کہ اگر بالفرض ان باتوں کو سنیں البتہ دلگیر ہوئیں اور اگر یوں ملاحظہ کریں کہ یہ چند دن کی مصیبت اور رنج ظاہری موجب کمال علو مرتبہ کا حضرت سید الشہداء کے اور سارے کربلا کے شہیدوں کے ہوا پس اصلاً جگہ غم کی نہیں ہی بلکہ مقام فرحت اور خوشی کا ہی اور جو لوگ زعم بال سے اپنے کو جناب حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم کا محب قرار دیکے صریح کام ممنوع اور

مراخ کو عمل میں لاتے ہیں پس یہ سارے اوس جناب کے مرد و دون میں سے ہیں کیونکہ یہ بزرگوار واسطے قائم کرنے دین کے کاموں کے اور موقوف کرنے نامشروع کاموں کے اپنی جان دئے پھر جو کہ خلاف شرع کام کر کے اودن بزرگوں کو خوشنود کیا چاہتا ہی تو گویا بمنزلہ یزید کے مقابل حضرت امام حسن رضا کا ہی کیونکہ سبب مقابلہ کا یزید کے ساتھ نہ تھا مگر ظاہر ہونا خلاف شرع کام کا یزید سے اور جب اوس نے بھی خلاف شرع کام کیا اور اوس پر ہمت کیا اور اوس پر کے کام کو بھلا سمجھا اور عبادت جانا راہ ہدایت کا اور بھی جناب حضرت امام کا ہوا اور اوس جناب کے دشمنوں کے اتباع میں داخل ہوا اور اصل یہ ہی کہ اپنے ظن قاس کی اتباع سلمان کے حق میں سم قاتل بلکہ زہر ہلا ہل ہی شرع کے حکم کو لازم الاتباع جانے اور ہرگز پھوڑے اور جب کہ شرع نے شیون اور ماتم اور سوگ کے رسوم میں سے کسی چیز کی اجازت نہ دیا اور مطلقاً اوس سے منع فرمایا سو اپنی محبت کے گمان پر بھدراون و کتون کا ہونا اپنی ماتمی بقتل کو

شرع کے حکم پر ترجیح دینا ہی اور ایسا بہت ہوتا ہی
 کہ کبہ نفس سے بری خصلتیں جو اپنے میں چھپی ہوئیں ہیں
 معلوم نہیں ہوتی ہیں اور ایک صفت دوسری صفت
 میں مشتبہ ہو جاتی اور مل جاتی ہیں جیسا بیمار کے اپنے کو
 تند رست جانتا ہی اور محبت کے دعویٰ کرنے والے کہ یہ
 سب کام کرتے ہیں بہتیری علامتیں موجود ہیں کہ ان کے دعویٰ کو جھٹھلاتی
 ہیں کیونکہ ہر شخص جانتا ہی کہ حضرت امام رضارونے اور
 پیٹے سے اور مال بیہو وہ خرچے سے محفل اراہی اور تعزیہ
 سازی میں ہرگز راضی نہیں ہوتے ہیں اور کچھ قایدہ انکو
 نہیں ملتا ہی پس مال خرچنا اونکا نہیں ہی مگر اپنی خواہش
 نفسانی کے واسطے کیونکہ خلاف شرع کام نفس کو
 مرغوب ہی اور اوسکا باز پیچہ ہی حقیقت میں راضی کرنا
 نفس اور شیطان کا ہی کہ اوسکو فریب کی راہ سے
 راضی کرنا حضرت امام حسین رضاکاہتے ہیں اور جھوٹا
 دعویٰ کر کے کہ یہ سب اخراجات اور حرکات امام کی
 محبت سے ہی برے کاموں کو نادانوں اور بے وقوفوں کی
 نظردین میں نیک اور مستحسن کر کے دیکھا دیتے ہیں کیونکہ

اگر محبت اور رضا مندی حضرت امام کی منظر اور ہی تو
 کو واسطے اوسکو محتاج سید و ن پر صرف نہیں کرتے
 اور انکی تعظیم اور توقیر میں کوشش نہیں کرتے اور نسب
 کے شبہ کا غرہ ہر جگہ پیش نہیں جاتا کیونکہ بہتر سے سید
 صحیح النسب ہیں کہ قوت کے پانے کے سبب سے جان
 دیتے ہیں اور یہی دعویٰ کرنے والے گہی ہیں کہ اونکو خوب
 جانتے اور پہچانتے ہیں باوجود اسکے برابر اپنے غلاموں کے
 بلکہ کتوں کے انکے حال کی خبر گیری نہیں کرتے باوجود ظاہر ہونے
 اتنی بے اعتنائی کے ان لوگوں سے پھر انکو سادات کا مخلص
 اور محب سمجھنا محض جہالت اور حماقت ہی اور
 اوس جناب کی سچی محبت کی نشانی جان اور مال بدل
 کر نا ہی دین کے پھیلا نے میں اور احکام شرعی کے رواج
 دینے میں اور پروا کے کسی کی نکر نا ہی امر معروف اور
 نہی عن المنکر میں اور کھلا کھلی انکار کر نا ہی کافروں اور
 فاسقوں اور بدعتیوں پر اور اختراز کر نا ہی انکی چاپلوسی
 اور تعلق سے اور اصلاً دخل نہیں دینا ہی مہانت اور
 وہیل کو اور اوس جناب کی اولاد اجماد کو اختیار کر نا اور

ترجیح دینا ہی غیر پر اور اور اس جناب کی روح پاک پر
 ثواب پہنچانا ہی عبادات قولی اور فعلی اور مالی کا پھر
 جو کوئی ان کاموں میں قصور کر کے حضرت امام حسین رض
 کا نام زد کر کے نفس کے بازیچہ اور ملاہی میں کوشش کرے
 اور مال خرچے تو سخت جھوٹھ بیجا اور بے محل باندھا
 ہی اور آگے کی برائی سے اپنے بے اندیشہ ہوا ہی *
 اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی وَجَمِیْعَ الْمَوٰمِنِیْنَ مِنْ شَرِّ الْمُنَافِقِیْنَ *
 تیسری ہدایت ذکر میں اون بدعتوں کے
 جو گندی رسموں کے لازم کر لینے سے

عوام الناس میں پھیل گئی ہیں

اور اوسمیں ایک تمہید اور دو افادہ اور ایک فائدہ ہی
 * تمہید * ہندوستان کے ملک میں شادی اور غمی میں جو
 رسمیں رائج ہو گئی ہیں اور لوگوں نے اون رسموں کو
 ضرور اور لازم بطور فرض کے جان لیا ہی اور طعن اور
 تشیع اور رواج کی مخالفت کی دے سے اون رسموں کا
 چھوڑنا دشوار معلوم ہوتا ہی اور عوام لوگ ان
 رسموں کے اہتمام کو واجبات شرعی پر مقدم جانتے ہیں

اور اون رسموں کو ترک کرنے کو شریعت کے حراموں سے زیادہ حرام جانتے ہیں سو وہ رسمیں دین اور دنیا کی ضروریات سے باز رکھتی ہیں اور انسان بسبب برہمی امور دنیوی اور دینی کے تنگی میں پڑتے ہیں مثلاً لازم کر لینا عتہ کی شادی کا طمطراق اس حد کو پہنچاتا ہے کہ انسان بے ختمہ باغ اور جوان ہو جاتا ہے اور بعد باغ ہونے کے ختمہ ہوتا ہے اور سبب بے حیائی اور بے پروگی کا ہوتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ شعایر شرع یعنی اسلام کی نشانی موقوف ہی رہ جاتی ہے اور اس طرح نکاح کی شادی میں جو تاخیر ہوتی ہے سو جوان آدمی کے حرام اور زنا کی باعث ہوتی ہے اور بعد بلوغ اور قوت شباب اور نشاط کے مدت دراز کی انتظار ہی اور حرام سے صبر کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے اور ایسا ہی غمی میں اگرچہ اوسمیں تاخیر کا مقام نہیں ہے لیکن لازم کر لینا رسموں کا ضروری کاموں کے خلل کا باعث ہوتا ہے اور رسموں کے لازم کر لینے والے تکفیز اور تجہیز اور رقبہ کھودنے میں سستی کرتے ہیں اور رسموں پر کفایت کر کے سنت

مکے ادا کرنے میں قصور کرتے ہیں اور مطعون ہونیکے
 در سے تیسرے چہارم چہلم کا کھانا دل کھو لکر کرتے ہیں
 اور مبارکبادی اور ماتم برسی اور عرس کے رسمون
 پر پابند ہونیکے سبب سے جو حقوق کہ واجب ہیں اونکے
 ادا کرنے میں غفلت کرتے ہیں اور ایسا بہت ہوتا
 ہی کہ رسمون کے ترک ہونے کی شرمندگی سے آدمی تباہ
 ہوتا ہی اور اپنے گزران کے اسباب کو اون رسمون کے
 برپا کرنے کے لئے بیچ کر مفلس ہو جاتا ہی اور نان شبینہ کا
 محتاج ہو کے بھیکھ مانگنے لگتا ہی اور گدائی کو کہ ذلت دارین
 کی ہی اپنے اوپر گوارا کرتا ہی اور یہ مفصلہ نہیں پھیلا ہی
 مگر بسبب لازم کر لینے اون رسمون کے ثبات سے
 اور جسم جانے اون رسمون کے لوگوں کی ذہن میں اسطور
 پر کہ اسکے تارک پر طعن اور تشنیع متوجہ ہوتی ہی مثلاً اگر
 کوئی شخص کسی وقت کی نماز کو عمد اترک کرے تو اوپر
 اس قدر ملامت ہرگز نہوگی جس قدر عرس کے ترک کرنے
 میں یا شادی نکاح کی محفل میں راگ اور ناچ ترک کرنے
 میں اس واسطے ایسے لوگوں کو پیش آتا ہی کہ شادی کی

مخناون کی آرایش میں برسی کو شش کرتے ہیں اور کھانگی
 طیاری میں بہت تکلف کرتے ہیں حالانکہ چھوٹے چھوٹے
 بچے بھوکھون کے مارے جان بلب ہوتے ہیں اور کمال
 ناوانی اور حماقت تو یہ ہی کہ اولیتے اس لیے مروتی کے کام
 کو برسی مروت اور جوان مردی جاننے ہیں اور اوس
 قسم کی ضرورت درپیش ہونے کی وقت جا بجا سے مال
 لینے میں کچھ باک نہیں کرتے اور حال اور عرام کی تمیز نہیں
 کرتے اور جب مال ہاتھ لگتا ہی تب صریح شرع اور عقل
 کے خلاف مصروف میں اوسکو صرف کرتے ہیں خلاصہ یہہ
 کہ ان رعمون کی التزام اور اہتمام سے اصل غرض دنیا کی
 عزت اور غیرت کا خیال ہی اور جس میں یہ خیال ہی
 ادس کام میں البتہ حضرت حق کی خوشنودی نہیں ہی بلکہ عالم
 ملکوت سے نفیرین اور انکار اور لعنت اور پھتکار اوس
 کام کے کرنے والے پر پڑتی ہی اور اوس کا دیکھنا ایمان
 والوں کے باطن صاف کی ظلمت اور کہ ورت کا موجب
 ہوتا ہی اور ایسے کام کا کرنے والا قیامت کے دن مواخذہ
 اور میسبہ میں گرفتار ہو گا کہ اسفہر مال کو بیجا اور بے

محل خرچ کر کے اخوان الشیاطین کے زمرہ میں کس واسطے تو داخل ہوا اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ باوجود خلاف شرع کام کرنے اور حرام سے خوف نہ کرنے کے بیقراری اور لاپرواہی سے وہ رسمیں خود بخود چھوٹ جاتی ہیں سو اگر پہلے ہی سے اپنے اختیار اور خوشی سے اون رسموں کو چھوڑ دیتا تو دنیا اور آخرت کا کس قدر بھلا ہوتا اور حضرت حق کی خوشنودی ان کے نصیب ہوتی اب خدا کی راہ کے طالب کو لازم ہی کہ ان رسموں سے بیزار ہو کے اپنے گھر اور خاندان اور قوم اور کنبے اور محلہ اور گائون اور شہر اور ملک سے جتنے ہو سکے ان رسموں کے مٹانے اور موقوف کرنے میں کوشش کرے اگر یہ کوشش صحیح نیت سے ہوگی تو اجر اور ثواب پایگا اور اس بات سے خوف نہ کرے کہ میری کوشش فائدہ نہ کرے گی یا میرے خواہش و برادر میری تابعداری نہ کریں گے ان سب گندے شہجوں اور برے گمانوں کے سبب سے مرضی الہی کی تابعداری میں تصور کو ناہایت برا ہی جب اپنے معبود سے کام ہی تب فکر اور اندیشہ کنیکا پچھٹے ہاں یہ الہی کہ رسموں کے موقوف کرنے میں جو

ایسی وضع ہو کہ اوس وضع کے ساتھ منع کرنے سے
لوگ مان لیں اور وہ وضع شرع کے منافی نہ ہو تو
اوسی وضع کے ساتھ اذن بری رسوم کو منع کر کے موقوف
کرے تاکہ اوسکی سعی اس حدیث کے مضمون کے موافق
تھیک پڑے * خَيْرَ الْهَدْيِ مَا اتَّبَعَ * یعنی بہترین ہدایت
وہ ہے کہ جسکی لوگ پیروی کریں اور یہ نہ سمجھیں کہ کھانا
کھالے اور الحمد اور غیرہ سورے قرآن کی پڑھنے کے مرد و نکو
نفع پہنچانا خوب نہیں ہے بلکہ یہ بات بہتر اور افضل ہے
غرض یہ ہے کہ رسم کا مقید ہونا نہ چاہئے بے تعین تاریخ اور
دن اور کھانے کی جنس اور قسم کے جس وقت اور
جس قدر کہ موجب زیادتی ثواب کا سمجھے عہد میں لاوے
اور جب کسیکو مرد و ن کو ثواب پہنچانا منظور ہو تب
کھانا کھالے ہی پر موقوف نہ رکھے اگر میسر ہو تو بہتر اور نہیں
تو صرف سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کا ثواب سب
ثوابوں سے بہتر ہے اوسکا ثواب پہنچا دے * ف *
کھانے کے سامنے کھڑا ہو کر فاتحہ پڑھیں اور لازم بخانے فاتحہ
کا ثواب الگ ہی کھانے کا الگ بلکہ اسطور میں پوجے کی

مشابہت ہوتی ہی انتہی تاریخ اور دن اور کھانہ کی قسم
 اور وضع کے مقرر کر پنے میں آدمی پر تنگی پڑتی ہی اور اس کے
 اہتمام اور بند دست میں اوقات ضایع ہوتی ہی اور
 دوسری چیزیں ضروری رہ جاتیں ہیں اور اپنے بیگانے آشنا
 یا آشنا دوس روز اور تاریخ کے منتظر اور امیدوار رہتے
 ہیں اور اقربا لوگ جمع ہونے میں آدمی کو جو کام کرنا
 دشوار ہوتا ہی سو خواہ خواہ اس کا سر انجام کرنا ضرور
 ہوتا ہی تو اب بعد تکفین اور دفن کے میت کے حق میں
 دعا کرنا اور اہل میت کی تعزیت کرنا یعنی دن کو تسلی
 دینا اور صبر تعلیم کرنا اسکے سیوا کسی رسم کو التزام
 نہ کرنا چاہئے اور اس پر سے نکاح میں دایمہ کے سوا کہ وہ
 سنت موکہہ ہی اور مانند اسکی جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم سے ثابت ہو اسکے سوا سارے رسموں کو
 ترک کرنا چاہئے اور اس مقام میں خلاصہ کلام گاہ یہ ہی
 کہ محمد عربی صائم کو تمام خلق سے پیشوا اور محبوب مطلق
 اعتماد کر کے اور دل و جان سے اس بات پر راضی ہو
 کے ہند اور سند اور فارس اور روم کی ساری

رسموں کو جو اوس جناب صلعم کے خلاف ہو یا صیہ کے طریقہ کے ماوراء اور زیادہ ہو ترک کرے اور اوس رسموں سے جو انکار اور کراہت دل میں رکھتا ہی اوس انکار اور کراہت کو ظاہر کرے یعنی جیسا دن رسموں کو دل سے برا جانتا ہی ویسا ہی دن کی برائی لوگوں میں ظاہر کرے اور جو رسمیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں رایج ہوئی تھیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مت گئی تھیں اور اوس کے متا پی کے لئے آن حضرت صلعم اور صیہ کرام سے بہت سی تاکیدیں مقول ہیں اگر اوس رسموں سے کوئی رسم رایج ہو جاوےں مثل مار دالنے لڑکیوں کے اور چھوڑ دینے ساندھ کے بطرح ہند و لوگ ساندھ اور بعض مسلمان بھی جتنا جانور چھوڑ دیتے ہیں اور مثل اسکے جو رسم رایج ہو جاوے تو اوس کے متا پی میں بری کوشش کرے * اافادہ * ہندوستان کے اہل اسلام میں ہندوؤں کی رسموں میں سے ایک رسم گندی بیوہ عورتوں کو نکاح ثانی سے منع کرنا ہی اور یہہ گندی رسم اس قدر رواج پاگئی ہی کہ نکاح ثانی جو شریعت

میں درست بلکہ مستحب ہی اور سکوشریعت کے
 حراموں سے زیادہ برا جانتے ہیں سو اس گندی رسم کے مٹانے
 میں بری کوشش کرے اگر اوسکے اقربائیں ایسی صورت
 و رپیش ہو کہ کسی بیوہ کو نکاح ثانی کی حاجت ہی مگر وہ
 بی چاری طعنہ کی شرم سے اور عیب لگنے کے خوف سے
 نکاح ثانی نہیں کرتی ہی تو اور سکوشریعت کا حکم سنا کہ
 اور اوسکو اوس مستحب کام سے راضی کر کے خواہ
 نحوا نکاح ثانی کر دے اور اگر اوسکے اقربا اس بات میں
 اوسکا کہانہ مانیں تو اوس سے ملاقات اور برادری اللہ
 کی خوشی کے لئے ترک کرے کیونکہ خوب یقین ہی کہ اس
 کام سے انکار کرنا ہندؤن کی رسم کے لازم کر لینے کے
 سبب سے ہی اور نہیں تو کیا سبب ہی کہ جو کام اپنے
 دین میں درست ہو اوس سے انکار کرتا ہی اور اگر اس
 رسم کے موقف کرنے میں اپنے دادے باپ کی
 رسم چھوڑتی ہو تو مطلق خوف نکرے اور کسی کی پروا
 نہ رکھے حق جل و علی کی جانب داری کو تمام حق والو کی
 جانب داری پر مقدم رکھے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ

کی برادری چھوڑنے اور اقربائے جدا ہونے کو یاد رکھیے
 * ۲۱۲ * افادہ * جاہلیت کے زمانہ کی رسمون میں سے اس
 امت مرحومہ میں جو رسم باقی رہ گئی ہے اور وہ رسم نہایت
 مشہور ہو گئی ہے اور عالی خاندان والے مثل سادات اور
 پیرزادوں کے اسمیں گرفتار ہیں سو وہ رسم یہ ہے کہ
 باپ دادے کی بزرگی اور خوبی پر فخر اور گھمنہ کرنا ہے
 اور انکی شفاعت کے بھروسے پر بھولنا ہے یہاں تک
 کہ اس گھمنہ اور بھروسے کے سبب سے تواضع اور
 انکساری کرنا جو اہل اسلام کی نشانی اور چال ہے اور
 تقویٰ اور صلاح کو جو ایمان والے کی برسی صفت ہے ایک بارگی
 بھول گئے ہیں اور اوسکے بجائے تکبر اور گھمنہ کرنا اور
 کھلا کھلی الجھون ہو کے بدعتیں اور خلاف شرع
 کام کر کے کلام اللہ اور حدیث رسول کو پس پشت دال دیتے
 ہیں گویا کہ ان آیتوں کو جو مذکور ہوتی ہیں کبھی سنا ہی نہیں فرمایا
 اللہ صاحب نے اتھار دین پارہ سورہ مومن میں * فَاِذَا
 نَفَخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ *
 پھر جسوقت صور پھونکا جائے اوسدن آپس میں ذات

سات کوئی نہ پوچھیکا * من * شرفا گور در ادنی اور نج
 اندھیری رات * دمان نہ کوئی پوچھی ہی کہ کون تمھاری ذات
 انتہی اور جو فرمایا اللہ صاحب اپنے چھیسے میں پارہ سورہ
 حمرات میں * يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْأَخْلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ
 وَاجْعَلْنَاكُمْ قِبَاثِلَ وَشُعُوبًا لِّتَعَارَفُوا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
 اَتْقَاكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ * ای لوگو ہم نے تمکو بنایا ایک
 نر اور ایک مادہ سے اور تمھرائی تمھاری ذاتیں اور گوتیں تا اپس
 کی پہچان ہو مقرر برتری عزت اللہ کی نزدیک اوسیکی
 ہی جو ادب والا ہی * تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ
 اُولَکُمْ مَا كَسَبْتُمْ * الخ یعنی وہ ایک جماعت تھی گزر گئی
 اُونکا ہی جو کایا اور تمھارا ہی جو تم نے کایا آخر آیت تک
 * وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَ اِلَّا بِاِذْنِهٖ * نہیں نفع دیگی
 شفاعت نزدیک اوسکے بگراذن سے اوسکے * وَلَا تَجْزِي
 نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا * اور نہیں کام آویگا کوئی جی کس
 جی کے طرف سے کچھ اور * حدیث * جو مشکوٰۃ کے
 باب للمناخرت میں ہی * اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبُوَّةَ
 الْاِيَاهِلِيَّةِ وَفَخَّرَ مَا بِالْاَبَاءِ اِنَّمَا هُوَ مِنْ تَقِيٍّ اَوْ فَاخِرٍ

شَقِي النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ خَلِقَ مِنْ تَرَابٍ *
 بیشک اللہ نے گیاتم سے تکبر اور فخر جاہلیت کا بس
 آدمی مومن متقی ہی یا گنہگار بد بخت سب آدم کے بچے
 ہیں اور آدم بنا ہی مٹی سے روایت کیا اوسکو ابو داؤد
 اور ترمذی نے * ف * آن حضرت صلعم نے فخر کرنے
 والے کو گہہ کا کیرا فرمایا اور جنہر فخر کرتے یعنی اُد کے باپ
 داؤد کے جو جاہلیت میں مرے تھے گہہ فرمایا اور تکبر اور فخر
 کرنے سے منع فرمایا کیونکہ آدمی یا مومن متقی ہی یا گنہگار بد بخت
 دونوں صورت میں فخر کرنا مولے باپ داؤد کے پر لائق نہیں
 کیونکہ اگر مٹی ہی تو وہ خود عزیز ہی مولے باپ داؤد کے
 پر فخر کر نیکی کیا حاجت ہی اور اگر گنہگار بد بخت ہی تو
 ذلیل ہی اللہ کے نزدیک تکبر کرنا کا اوسکے کیا مقام ہی
 اور سارے لوگ بنی آدم ہیں اور آدم بنا خاک سے
 اور خاک ذلیل اور پست ہی آدمی کو تواضع اور پستی
 چاہئے نہ کبر اور بلند ہی آئین اور فقط اپنے گمان اور وہم پر اور جو
 اپنے سے لوگوں کی باطل عادتیں جو جاری اور مشہور ہیں
 اوس پر جنگل مار کے اپنے جان کو ہلاک کرتے ہیں سبحان اللہ

یہہ کیسی نادانی اور حماقت ہی کہ نجات کے اسباب جو
 یقینی موجب نجات کا ہی اور باعث بلندی درجات کا
 چھوڑ کے وہم اور گمان کے اسباب کو چنگل سے مضبوط
 پکڑتے ہیں ان جہال کی نادانی کی مثال یہہ ہی کہ ایک
 شخص اپنے بہت سے مال جو قبضہ میں رکھتا تھا اور اوسکے
 فائدہ پر دیکھتا تھا کیمیا کے نسخہ اور دست غیب کے عمل
 سیکھنے میں کہ اوسکا حاصل ہونا محض موہوم ہی برباد کر کے
 قصہ کوتاہ اگر یہہ علاقہ نسب کا بزگون سے قیامت میں
 نافع ہوگا تو ظاہر ہی کہ اوس سے غفلت اور لے پروائی
 سبب طرح سے اوسکے فائدہ میں خلل بکریگی کیونکہ نسب کا
 علاقہ اختیاری کام نہیں ہی کہ غفلت اور لے پروائی سے
 خراب ہوئے بلکہ جو شخص کہ اپنے نسب کے علاقہ سے
 غافل ہی جسوقت اوسکو قیامت کے روز اوس نسب
 کے سبب سے کچھ فائدہ حاصل ہوگا تو اوس وقت
 اوس نعمت غیر مترقبہ کے لینے سے اوسکو درد بالاخوشی
 حاصل ہوگی جس طرح سے کسی شخص کو اپنے باپ
 دادے کی میراث سے کچھ مال ہاتھ لگے اور اوس شخص

کو اوسکی خبر نہ رہی ہو تو اوسکو کیسے حوشی ہوگی اور اگر
یہہ علاقہ سب کا بزرگون سے قیامت میں بکا آمد نہیں
ہی اور اوس نے اپنی تمام عمر کو اوسے فائدہ کے
لذت کے امید پر کات دیا ہی تو البتہ اپنے جہل مرکب
کے سبب سے شرمندہ اور پشیمان ہوگا اور طرح طرح
کا رنج نفسانی اور عذاب روحانی میں گرفتار ہوگا تو سب
کے علاقہ سے بے پروا رہنا اور اسے طرح کے دھمی معاہدہ
پر بھروسہ کرنا بہر حال بہتر اور خوب ہی ✽ وَالْإِسْلَامُ عَلَىٰ مَنْ اتَّبَعَ
الْهَدْيَ ✽ فائدہ جانا چاہئے کہ بزرگون کے اولاد کے جوہر ذات
میں ایک استعداد پوشیدہ بطور میراث کے امانت
رہتی ہی لیکن وہ استعداد دنیا اور آخرت کے کسی کام میں
کار آمدنی نہیں ہی مان اگر وہی استعداد علم سیکھنے اور سکھانے
اور شریعت کی تابعداری اور دین اختیار کرنے کے سبب
سے ظاہر ہو جس طرح سے کم رنگ کھٹائی دینے سے کھل
جاتا ہی تو البتہ اوس استعداد سے عمدہ عمدہ کام اور
برے برے فائدہ ظاہر ہونگے اور اس استعداد پوشیدہ کو
مثیل ازل کے استعداد کے جوہر شخص کو بھلی خواہ بری

ازل الازال میں تعیب ہوئی ہی سمجھنا چاہئے لیکن مذاہب
یا ثواب حرم اوس استعداد پر نہیں ہوتا اس واسطے
جب تک کہ آثار استعداد کی ظاہر نہیں ہوتی تب تک
مجازات یعنی بدلہ دینے کے کارخانہ میں اس استعداد کا کچھ
اعتبار نہیں مانا استعداد یقین ہی کہ ہدایت اور ضلالت کے
اسباب آدمی کو پھیر پھار کے اوسکی استعداد کے موافق
عمل تک پہنچاتے ہیں اس سبب سے اوسکی استعداد کے موافق
آثار صلاح اور فساد کے ظاہر ہوتے ہیں تو بالفعل ظاہر میں
بھلے برے کام کا پھل اور بد لانا اوس آثار پر موقوف ہی اگرچہ
ایک علاقہ پوشیدہ استعدادوں کے ساتھ بھی رکھتا
ہی لیکن یہ بدلہ لینے کا علاقہ استعداد کے ساتھ بہت پوشیدہ
ہی اور اس علاقہ میں بہت خلافت ہوتا ہی مثلاً ہدایت
یا ضلالت کا اسباب بہم نہ پہنچا تو اسمیں خلافت ہو اور
وہ علاقہ بدلہ لینے کا آثار کے ساتھ بہت پر ظاہر ہی اور اسمیں
کم خلافت ہوتا ہی مثلاً لڑائی کا فائدہ لڑائی کے ہتھیار سے
ظاہر علاقہ رکھتا ہی اور لوسہ کے جوہر سے ایک پوشیدہ
علاقہ رکھتا ہی اس واسطے فولادی شمشیر مورچا کھائی

ہوئی وہ کام نہیں کرتی جو کچھ لوہے کی صیقل کی ہوئی صاف
تلوار کام کرتی ہی

دوسری فصل تہذیب اخلاق یعنی اپنی چال اور

خصلت کو آراستہ کر نیکے بیان میں اور اوس میں

دو ہدایت ہی

۱۔ ایت پہلی ذکر میں بری بھلی خصلتوں کے اجمال کے ساتھ
ہی اور اوس میں تین تمہید اور پانچ افادہ ہی * ۱۔ تمہید
اللہ تعالیٰ کی راہ کے سالکوں پر اللہ تعالیٰ کے فیض اور
عنایت کے اوتارنے سے براز بردست روکنے والا اور ان
سالکوں کے نفس بھیڑے یعنی شہویہ کا آلودہ ہونا ہی رذایل
اخلاق یعنی بری خصلتوں کے ساتھ مثل بخل اور حسد
اور کبر اور حرام اور غیبت اور کینہ اور ریا اور کذب
اور طمع اور حرص کے سبب صالح یعنی قدیم نیک لوگ
اپنے نفس کو ان رذایل سے پاک کر لیں بہت مقدم اور
بہت ضرور جانتے تھے اور صرف حق کی رضا جوئی کے
واسطے ان رذایل کو اپنے دل سے کھودیتے یہاں تک
کہ ان رذایل کا اثر ذرہ بھی باقی نہ رہتا تھا اسی تصفیہ کے

سب سے اُن پر اللہ تعالیٰ کی عنایت بے نہایت نازل ہوتی تھی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہونیکے واسطے جو اپنے دل کو رذائل سے پاک کرتے تھے اسی سبب سے مقبول ہوتے تھے اور جو شخص کہ ساوک کے مراتب جو مقرر ہیں اور نگوٹھی کر کے یعنی ذکر اور مراقبہ کرے اور اس کو نفی کامل حاصل ہو اور شاہدہ سے مشرب ہو اور باوجود اسکے اور اللہ تعالیٰ کی عنایت کے آثار ظاہر نہ ہوں تو اس شخص میں ان سب رذائل یا اذنیں سے بعضے رذائل کے آثار البتہ دریافت ہوتے ہونگے تو بس ان رذائل کا موجود ہونا عنایت الہی کے اوترنے کو مانع ہی * ۲ تمہید * سلف صالح کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے برے اخلاق سے نفس کو پاک کرنے کے لئے یہی اعمال ایک اسلامیہ اور اپنے پیشواؤں کے صحبت میں میقتصد کافی تھا اور اس فن والوں یعنی تزکیہ نفس کے فن کو جاننے والوں نے تزکیہ نفس کی علامات اور اسباب اور معالجات کو بطور طب کے تحقیق کر کے کتابیں بنائے ہیں لیکن وہ سب بیان باوجودیکہ خوب ظاہر ہی کنایات نہیں

کرتا بلکہ پست ہمت لوگ ا دن بری بری کتابوں کو مطالعہ کر کے معلوم کرتے ہیں کہ یہ حال ا دن مردوں کا ہی کہ گزرے ہیں اور حنا پیر القہر کس میں جا لے ہیں اور وہ لوگ دوسری حقیقت رکھتے تھے کہ انہوں نے اس قدر بہت سے عمل کو اور مشکل محنتوں کو اختیار کیا اور اپنے کو اس حقیقت سے بہت دور مقام میں سمجھتے ہیں اور بعض غلط فہمی سے اپنے تئیں اس رذائل سے خالی اور فضائل سے بھرا ہوا معلوم کرتے سو اس زمانہ کے لوگوں کے حال کے مناسب یہ ہی کہ جیسا اشغال اور مراقبہ معرفت الہی حاصل ہو سکے لئے کرتے ہیں ویسا ہی ان باتوں کے واسطے بھی مراقبہ کیا کریں کہ ہمارے اندر کون سی رذائل ہی اور کیونکر دفع ہوگی اور بدو ن اسکے بارگاہ قبولیت میں پہنچنا غیر ممکن معلوم کریں اگر پہ رذائل والے ذکر اور مراقبہ کی تاثیر سے معرفت کے مقام میں پہنچتے ہیں لیکن عنایت اور قبول کے دروازے سے نہیں پہنچتے بلکہ دوسرے دروازے سے وہاں پہنچتے ہیں کہ مقبول اور نامقبول کی پریش و مان نہیں ہی اور شیطان اور نفس کہ اللہ تعالیٰ کی قبولیت کی

بارگاہ کے سگ و دربان کے بجائے ہٹن سو اٹھو نہیں
 چھوڑتے کہ اوس مقام میں پہچین اور شیطان اور
 نفس کی شرارت سے محفوظ ہو کے اوس مقام میں پہچنا
 ممکن نہیں مگر نیک اعمال کرنے اور رذایل مذکورہ سے
 خالی ہونیکے وسیلہ سے اور اچھی چال کا حاصل ہونا اور
 رذایل سے خالی ہونا بجائے چودار اور نقیب کے ہی
 کہ خود بخود انسان کو مقصد کے مقام پر پہنچاتے ہٹن
 اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اوس بارگاہ سے ایک
 کو قبول اور پسند کر لینا پہچتا ہی یعنی کسی بندے کو
 اللہ تعالیٰ پسند اور قبول کر لیتا ہے کہ بغیر بجالانے اعمال
 اور اتھمانے تکلیفون اور محنتون کے اوسکو قبولیت کے
 مقام میں پہنچا دیتا ہے اور اس قسم کے بندے مقبول
 کی تربیت اور تلقین کی حاجت نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ
 آپ ادنگا مربی ہوتا ہے اور اچھی چال کا حاصل ہونا اور
 رذایل سے خالی ہونا بغیر کسی مخلوقات کی منت برداری
 اور نورے کے اور بدون اوٹھانے تکلیفون کے ان
 بندہ دنگو عنایت فرماتا ہے یعنی اس مرتبہ کے حاصل ہونیکے

نہ پھر کسی کی تربیت اور یاقین کی احتیاج نہیں باقی رہتی
 اور چونکہ اس طریقہ والے کی نیت ہر وقت نیک عمل
 کی ہوتی ہی اس واسطے عمل کرنے کے قبل اس طریقہ والا
 مقبول ہو جاتا ہی جیسا کہ یہ مضمون قریب ہی ساموم ہوتا
 ہی سو اس مرتبہ کے حاصل ہونیکا یہ طریقہ ہی کہ کچھ قرآن
 اور حدیث پڑھنے کا مشغل کرے اور اسکی تحصیل
 ہمت کچھ اپنی اوقات صرف کرے تاکہ اچھی چال اور
 بری چال کی حقیقت پر آگاہ ہو اور اپنی ضروریات کے
 دریافت کر نیلے واسطے پریشان نہو بعد اس کے اس یاد
 داشت میں جو طریقہ نقشبندیہ میں مقرر ہی مشغول ہوے
 اور اس یادداشت کے یہہ معنی ہی کہ حضرت حق کی
 ذات پاک کے پاس اور ساتھ رہنے کا ملا حظہ اور خیال
 ہمیشہ ہر وقت برابر نگارے اور اسی ملا حظہ میں دوسرا
 ملا حظہ داخل کرے اور وہ ملا حظہ یہہ ہی کہ احکام شرعی
 کی تنظیم اور اسکی بجاوری کا قصہ اور مناہی شرعی سے
 بچنے کا خیال اور دور رہنے کا ارادہ ہر دم ہمیشہ برابر
 دل میں نگارے پس ہر دم اور ہر جگہ اکیلے ددکیلہ محفل

اور کوچہ بازار میں اور مسجد و خانقاہ میں کھاتے پیتے بول
 اور ہر از دوست آشنا کی ملاقات کے وقت دنیا اور
 آخرت کے کام کی مشغولی کی حالت میں القصہ سب حالتوں
 میں خبردار اور ہوشیار رہی کہ ہرگز منافی شرعیہ کی خواہش
 اس کے دل میں آنے نہ پاوے اور ہمیشہ احکام شرعیہ
 کے بجالانے میں اس کے دل کو چالاکی اور چستی اور
 خوشی رہے اور سب احکام شرعی میں جو عمدہ احکام ہیں
 مثل نماز اور تلاوت قرآن کے ادنیٰ کو خاص لحاظ سے دل
 میں یاد رکھے یعنی مجاہد تفسیر کے احکام شرعی کے بجالانے
 کا خیال ہو گا اور نماز روزہ اور تلاوت کا خیال خاص
 کر کے رکھے اور ہر حال میں اس کا دل نماز میں لگا رہے
 جہاں نماز کا وقت پہنچے یا اذان سنے اور جس طرف سے
 غفلت نہ کرے اور کس کام کو نماز کے تہیہ پر مقدم نہ کرے
 اور اس سے زیادہ ضروری نہ سمجھے اور نماز ادا کرنے کے
 مقابلہ میں ہر کام کا فوت ہو جانا اسپر سہل اور آسان
 معلوم ہو جس طرح سے کسی کا محبوب جس وقت اس کے
 پاس آتا ہی تو اس وقت ممکن نہیں کہ وہ شخص دوسرے

کام میں مشغول ہو دے اگرچہ ہزاروں کام فوت ہو جاویں
 مگر اوس محبوب کے پاس رہنا اوس کو بہت پیارا معلوم
 ہو گا اسی طرح سے بموجب حدیث شریف مذکور کے
 ✽ جَعَلَتْ قُرَّةَ عَيْنٍ فِي الصَّلَاةِ ✽ * تمہرائی گئی ہی زندگی
 اور تمہندہ ہم میری آنکھ کی نماز میں نماز کو اصل راحت
 کا موجب معلوم کر کے دنیا اور دین کے کسی کام کو
 ادھر پر مقدم نہ کرے اور اوس سے ضروری زیادہ
 بخانے اور اسیطر سے دوسرے ارکان کو کہ
 روزہ اور حج اور زکوٰۃ ہی خاص لحاظ سے دل میں یاد رکھے
 اور صوقت اوس کا ادا کرنا فرض ہو اوس وقت
 اوس سے غفلت نہ کرے اور جہاد کہ موجب
 بلند ہی اسلام کی ہی اور مال اور جان کے خرچے اور رنج
 اور تکلیف کے کھینچنے کے سبب سے حقیقت خدا کی
 محبت کی جہاد میں بخوبی کھل جاتی ہی اوس کا ارادہ بھی دل میں
 خاص لحاظ سے رکھے بس جب اس لحاظ کی مواظبت
 اور ہمیشگی پر چند روز کتے گا اوس شخص کی ساری عادت
 عبادت ہو جاوے گی مثلاً نگھائیکا مگر اوس ارادہ اور

نیت پر جو موجب رضا کے حق کا ہی اور نہ سویہ گناہ پر جو وقت
 اور آگاہ دل گواہی دیگا کہ اس وقت سونا خدا کی رضا مندی کا
 باعث ہی اور اسی پر اور عادتوں کو قیاس کیا چاہئے اور
 رذائل سے جب دل صاف ہوگا بعد اوس کے خود بخود فضائل یعنی
 اچھی خصلتیں حاصل ہونگی مثل شجاعت اور قناعت اور
 سنی و ت اور عفت یعنی گناہ اور عرام سے پاک دامن
 اور صبر اور شکر اور رضاء بقضا یعنی قضا اور قدر پر راضی ہونا اور
 غیرہ کے لیکن خوب لحاظ سے ان فضائل کے حاصل ہونا کا قصد
 بھی مستعمل ہو کر کے تاکہ ساری فضائل کا کمال جیسا چاہئے
 ویسا ہی اوس کو حاصل ہو اور جس وقت کہ اپنے دل کو
 رذائل سے پاک کر کے اور احکام شرعی پر پست اور
 مشاق ہو کر سلوک کی راہ میں چلیگا اللہ کے فضل سے
 امید ہی کہ بطور ساعت کے اس پر اللہ تعالیٰ کی عنایتیں
 اور ترینگی اللہ تعالیٰ کی عنایات کا کچھ نہ اور پایاں نہیں اسی
 قسم کے بزرگ لوگ تھے اس سبب اللہ تعالیٰ کی عنایات
 سے اس درجے کو پہنچتے تھے اور جو لوگ کہ اوسکی
 عنایات سے محروم ہیں تو اپنے تصور سے محروم رہتے ہیں

کہ اوسکی رضا مندی کی راہ چھوڑ بیٹھے ہیں * وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ * اور ہم نے ادا نہیں ظلم نہیں کیا پر اپنے اوپر آپ ہی ظلم کرتے تھے اسی بات کی یہہ آیتہ کریمہ جو سورہ نحل میں ہی خبر دیتی ہے * بیت * ہرچہ ہست از قامت ناسازی اندام ماست * ورنہ شریف تو بر بالای کس کوتاہ نیست * جو کہ ہی قد بد سے اس عابی کے ہے * پر نہیں خلعت تیری قد پر کسی کے کوتاہ ہے * خدا کے امراور نہیں کا دامن دراز ہی اوسکی راہ یہہ ہے کہ سالک کو لازم ہے کہ قرآن پر چنگل مار کے اگر حفظ کرے تو سب سے بہتر اور اگر نہ سکے تو قرآن شریف کی تلاوت کرے اور پڑھنے میں خوب مہارت پیدا کرے اور جس ترجمہ سے قرآن کے معنی کھل جا دیں اوس ترجمہ سے آگاہ ہو کے غور اور فکر کے ساتھ تلاوت کرتا رہے اور صرف قرآن کی تلاوت کو بری غنیمت جانے کہ سب عباد و تون سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنے کے سب وسیلوں سے بہت برا وسیلہ ہے قرآن مجید کی **مشکوٰۃ** حق تبارک و تعالیٰ سے بھید کہنا اور

بات کرنی ہی اور قرآن مجید اوسکی صفات میں سے ایک
 صفت ہی کہ عربی معجز کی عبارت کی لباس میں ظاہر ہوئی
 ہی معجز اسواسطے کہ اوسکے مثل عبارت کہنے سے ساری
 مخلوقات عاجز ہیں اور جب کہ صفات حق کی اوسکی غیر
 نہیں ہیں تو قرآن کی تلاوت میں اپنے تئیں حضرت حق کی ذات
 کے واسطوں یعنی مانے والوں میں سے ایک طرح کا اصل
 جانے اور کذتیں مانے اور بھید کہنے اور بات کہنے اور سنے
 اور خطاب کرنے کی حاصل کر کے غفلت جو ہی سو
 یہی برا پر وہ ہی جہان اپنی غفلت کا پر وہ اوتھا والا
 پس حضرت حق سے واسطوں ہوا * ع * حضور کی گہمی
 خواہی از دغایب مش وحافظ * اگر چاہے حضور کی اوسکی
 تب غایب نہو حافظ * ۳ تمہید * اعمال میں یعنی فقہی مسئلوں
 میں تابعداری اور پیروی کرنا چاروں مذہب کی جو سارے
 اہل اسلام میں رائج ہی سو بہتر اور خوب ہی یعنی
 مستحب ہی * م * ہر چند کسی مذہب کی مذاہب
 اربعہ سے تقلید کرنا مستحب ہی مثل فاتحہ اور ایصال
 نوا کے مگر جب لوگوں میں یوں رواج پایا کہ تارک اسکا

لوگوں کی نظروں میں مطعون معلوم ہونے لگا اور الزام
 مالا یلزم کا تھرا تب او سمین شیطان کا حصہ تھرا اسی طرح
 حال مذہب کا بھی ایسا ہی سمجھا جائے کیونکہ اس زمانہ میں
 تارک اس کا نہایت مطعون ہوتا ہی اب اسکو فاتحہ
 کی طرح ترک کرنا اچھا ہی اور اگر رواج کے معنی یہ تھرے
 کہ جو چیز رائج ہو اسکو مضبوطی سے تھامنا چاہئے تو فاتحہ
 والے فاتحہ کو ہرگز چھوڑینگے کیونکہ اس میں بھی رواج کا لفظ
 مصنف نے فرمایا ہی انتہی لیکن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 کا علم مجتہدوں میں سے ایک شخص کے علم میں منحصر نہ
 سمجھے بلکہ دوسرے مذہب سے بھی اگر علم خدا کے رسول
 کا حاصل ہو تو اوس پر بے کھتیکے عمل کرے کیونکہ عام بنوی
 تمام ملک میں پھیل گیا اور بموجب مقتضائے وقت کے
 ہر کسی کو پہنچا اور بعد اوسکے کہ حدیث کی کتابیں تصنیف
 ہوئیں جمعیت اوس علوم کی ظاہر ہوئی سو جس
 مسئلہ میں کہ حدیث صحیحہ ہر یک غیر منسوخ اپنی انکھ سے دیکھے
 یا کسی استاد یا محدث معتبر سے سنے تو اوس مسئلہ
 میں کسی مجتہد کی پیروی نہ کرے * ف * یہ اجازت

عام ہی کیونکہ مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید حرام ہی
 انتہی اور اہل حدیث کو اپنا پیشوا جانے اور دل سے
 انکی محبت کر کے اور انکی تعظیم کو لازم جانے کیونکہ وہ
 لوگ علم نبوی کے حامل ہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم کی مصاحبت کا فائدہ ایک طرح کا حاصل کر کے دے لوگ
 جناب رسالت مآب کے مقبول ہوئے ہیں اور مقدم
 لوگ تعظیم اور توقیر مجتہدوں کی بخوبی جانتے بلکہ فرض
 جانتے ہیں اگاہی کے محتاج نہیں * م * اگر یابد کے معنی یہ
 تھے کہ آپ نظر اور فکر سے دریافت کر کے تو کوئی
 انبرہا فقہی مسئلہ پر کسی سے سیکے نہیں کر لیتے نہین سکیگا
 کیونکہ اوسکو مفتی بہ اور غیر مفتی بہ کی تمیز نہیں انتہی
 * افادہ * امیرون اور بادشاہوں اور اہل حکومت میں
 سے جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سوک کی راہ
 میں قدم رکھے اوسکے لئے بادجوداہتمام سارے احکام شرعی
 کے کساکون پر لازم ہی حدالت اور انصاف کا اہتمام
 بہت ضرور ہی کیونکہ اوسکے حق میں حدالت سب عبادت
 سے بہتر ہی اور حدالت میں سلاطین گذشتہ کی آئین کی

رعایت نکرے بلکہ عدالت اور ملک گیری میں
 خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی پیروی اور شیخین
 یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی چال اس مقدمہ میں
 کافی ہی اور خلفائے راشدین اور بادشاہوں کی آئین
 میں یہ فرق ہی کہ بادشاہ لوگ دنیا کی اصلاح کو مقدم کرتے
 ہیں اور آخرت کی کچھ پروا نہیں رکھتے اور اس کا کچھ اہتمام
 نہیں کرتے اور خلفائے راشدین باوجود کمال انتظام دنیا کے
 دین کو ہرگز نہیں چھوڑتے تھے اور دین کی اصلاح اور زیادتی
 کو بہت مقدم جانتے تھے اور بادشاہ اور امیر لوگ ظاہری
 شوکت اور حشمت میں مکان اور پوشاک اور سواری
 میں اپنی عزت کا گمان کرتے ہیں اور یہ بات بے شبہ غلط
 ہی بلکہ حسد رکھ دینداری میں مضبوطی کو یگانگہ اللہ تعالیٰ کی
 عنایت سے اسی قدر اونکی عزت اور شوکت بڑھ چکی
 اور دشمنوں پر انکار عیب زیادہ ہو گا * ۲ افادہ *

ہر مسلمان کو دو چیز سے پرہیز کرنا لازم ہے * پہلا کبر یعنی
 تکبر کہ آدمی اپنے تین بہتر اور بلند تر جائے اور ہمیشہ برائی
 اور بزرگی کے خیال میں رہے کیونکہ یہ گندی خصلت آدمی کو

کفر تک پہنچا دیتی ہی اسی سبب سے دوسری بد خصلتوں سے تکبر زیادہ تر بد ہی شکوہ شریف بن باب الغضب اور کبر کی پہلی فصل میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اوسنے کہا کہ **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ فِي قَبْضِهِ حَبَّةٌ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبَرٍ وَلَا وَاهٍ مَسَامٌ** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں آتا دوزخ کی آگ میں ہمیشہ کیواسطے ایسا کوئی شخص کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہی اور نہیں اتنا ہی بہشت میں سابقین کے ساتھ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہی روایت کی اسکو مسلم نے *** دوسرا *** افاد یعنی فساد برپا کرنا اور خرابی دالنا مسلمانوں کی جماعت میں سے کسی جماعت میں اور زمانہ اور مکان کے لحاظ سے اس فساد کے بہت سے مرتبے ہیں ایک تو گھر کے لوگوں میں فساد دالنا ہی دوسرے شہر کے لوگوں میں فساد کرنا تیسرے ایک ملک کے لوگوں میں فساد مچانا اور چوتھے کئی ملک کے لوگوں میں فساد برپا کرنا یہی اور اسطرح سے ایک قرن یا دو قرن یا اس سے زیادہ

میں فسادِ دُعا لہا ہی اور سب سے زیادہ اور برّ افساد
 دُعا لہا وہی کہ جس کا فساد مدت دراز تک باقی رہے
 جس طرح سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت
 کے بلوائیوں کا فسادِ پمنا کہ اوس فساد کا اثر اس امت
 مرحومہ کے تمام قرن میں باقی رہا اور یہ پہلا فساد ہی کہ
 اس امت میں ظاہر ہوا اور فساد کے بہت سے قسم
 ہیں کبھی فسادِ دُعا لہا قتل کرنے سے ہوتا ہی کبھی امانت
 کر لے سے اور کبھی عیب تلاش کرنے سے اور کبھی
 مشورت بد دینے سے اور اس فسادِ دُعا لہا میں بھی فرق
 ہوتا ہی یعنی جتنے بہتر شخص میں فسادِ دُعا لہا
 اور قدر فسادِ برّا ہو گا مثلاً ایک محلہ کا ایک رئیس ہی
 کہ جس کے سبب سے لوگوں کی دنیا اور آخرت کے معاملہ کا
 انتظام ہی اوس کے قتل کرنے میں ایک مرتبہ کی برائی ہی
 اور ایک بادشاہ عادل خوش تدبیر کہ جس کا قتل خلیق کے
 کاموں کی برہمی کا موجب ہوا اوس کے قتل کرنے میں ایسا فساد
 ہی کہ جس کی برائی پہلے فساد کی برائی سے ہزاروں مرتبہ زیادہ
 ہی اسی طرح سے کسی مسجّد کے قتل کا قتل کرنا جس کے

سبب سے چند مسلمان لوگ نماز کیواسطے مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور ایک عالم باکمال جو مشکوٰۃ کا حل کر نیوالا ہی اور مرجع خاص اور عام خلائق کا ہی گویا کہ اپنے زمانہ میں مثل امام اعظم اور امام بخاری اور امام غزالی کے ہی ایسے عالم کے قتل کرنے میں اسقدر برائی ہی سمجھا دے اور پایاں نہیں اور قتل کرنے اور مارنے پر قیاس کیا جائیگا امانت اور عیب جوئی کو اور جس قدر زیادہ فساد ہو گا ایمان کی برہمی اور خرابی زیادہ ہوگی اور فساد کے بہت برے ہونیکاسبب یہہی کہ فساد میں لوگوں کی حق تلفی ہوتی ہی اور بہتیرے گناہوںکی تخم ریزی ہوتی ہی کہ اوسکی برائی مدتوں تک باقی رہتی ہی اور استبداد بال اس مفسد قلم انگیز پر برستا ہی کہ غضب الہی میں گرفتار ہو کے انجام بد اور برے خاتمہ کے ساتھ دنیا سے جاتا ہی اور مغفرت اور رحمت الہی سے ناامید ہوتا ہی ✽ اور ظلم سے پرہیز کرنا لازم ہی مشکوٰۃ مصابیح میں باب الظلم کے پہلی فصل میں روایت ہی ✽ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَتَغَقَّ عَلَيْهِ ✽ ظلم کرنا سبب

اندھیر یونگا ہی قیامت کے دن یعنی ظالم کو اوسن
 ہر طرف سے تاریکی گھیر لگی اور اوس نور سے جو مومنوں
 کو نصیب ہو گا جس خبر اس آیت میں ہے * نور ہم یسعی
 بین آیلِ یہمہ و بایما ینہمہ * دورتی جاتی ہیں ادنیٰ روشنی
 آگے اداں کے اور داہنے اداں کے محروم رہینگے اور
 حقیقت میں ظلم کی بنیاد کبر یا فساد ہی تو بس ظلم میں
 ایک شاخ کبر کی ہو گی یا ایک شاخ فساد کی اور پورا
 پرہیز کرنا کبر اور فساد سے نہو گا جب تک کہ ظلم سے
 پرہیز اور اجتناب نہ کرے فساد کی برائی اس حدیث میں
 ظاہر ہے * الا اخبرکم بافضل من درجۃ الصیام والصلۃ
 والصلوۃ قال قالوا بلی قال اصلاح ذات البین وفساد
 ذات البین ہی الحالۃ کیا تم لوگوں کو ایسے کام کی خبر
 نہ دوں جس کا درجہ افضل ہو نفل روزہ اور صدقہ اور نماز
 کے درجہ سے کہا ابو درداء نے لوگوں نے عرض کیا ہاں
 یا رسول اللہ فرمایا لوگوں کے حال کو نیک کر دینا اور ادنیٰ عداوت
 اور بغض اور کراہی اور جھگڑے کو اُلفت اور محبت
 اور صلح سے بدل دینا اور فساد کا متادینا اداں کے درمیان

میں سے اور لوگوں کے درمیان فساد برپا کرنا جو ہی سو وہی
 ہلاک کرنے والا ہی دین کا اور جس سے کھودنے والا ہی
 ثواب کا * ۳ افادہ * مسلمان کو تنگی اور مصیبت کے
 وقت اپنے دل کی تسکین اور توکل کے واسطے اور
 اللہ تعالیٰ کی نعمتیں جو بے انتہی ہیں ان کے پچھاننے کے
 لئے اوس قادر بے مثال کی قدرت کی قدر کو جیسا چاہئے اپنے
 دل میں نقش کرنا اور دل میں اوسکا یقین کرنا اور اذعان کرنا
 اور مان لینا ضروری کیونکہ اہمال اور دھیلائی اسی اذعان اور
 اعتقاد کی ہی کہ ایک لوگوں کو باوجود مشہور ہونے اور
 اہل کتاب کو * وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ * کے داغ
 سے داغدار کیا یعنی نہیں قدر دانی کیا اللہ کی جیسی قدر چاہئے
 اوسکی * وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ فَاَلَا رُجُوعًا قَبْضَتُهُ
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتِ مَطْوِيَّاتٍ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَہُ وَتَعَالٰی
 عَمَّا يُشْرِكُوْنَ * کا عام یعنی جہند اشرف کون کی برائی کے
 میدان میں بند کیا ترجمہ یعنی نہیں قدر دانی کی جیسی
 چاہئے اللہ کی قدر دانی اور زمین ساری ایک موتھی
 اوسکی ہی قیامت کے دن اور آسمان پیچا ہوا ہی دہنے

ہاتھ میں اوسکے پاک ہی وہ اور برتر اوس چیز سے کہ شرک کرتے ہیں
اب جانا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی قدر کی معرفت
یعنی جس قدر اوسکی قدرت ہی اوسکا پہچانتا ایمان کا لازمہ
ہی سب مومن جانتا ہی کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہی لیکن یہ
جاننا اوسکی عقل کو ہر وقت گھیرے نہیں رہتا اور اوسکے
دل میں ہر دم سمایا نہیں رہتا ہی اوسکی دلیں یہ ہی کہ جس
وقت کوئی کام عجیب سنتا ہی اوسکو عقل سے دور معلوم
کرتا ہی اور اوسکا ہونا دشوار جانتا ہی مان جب اسلام کے
عقائد کا خیال کرتا ہی تب ایسا انگار نہیں کرتا کہ کفر میں داخل ہو
لیکن اوس بات کو استبعاد یہ یعنی اوسکو بہت دور معلوم
کرنا اوسکے خاطر سے نہیں جاتا ہر چند اتنی معرفت بھی قدرت
کی ایمان کے واسطے کافی ہی لیکن جو معرفت کہ سالک
سے مطلوب ہی وہ ایسی معرفت ہی کہ اوس معرفت کے
مرتبہ سے نہایت بلند ہی یعنی وہ ایسی معرفت ہی کہ
اوسکے عقل کو گھیر لے اور اوسکے دل میں ہر دم سمائی
رہے اور جس وقت کہ کوئی کام اگرچہ وہ کام نہایت
تعجب کا اور نہایت نادر ہو یہاں تک کہ اگرچہ کوئی

کہے کہ ادا ہوا اسمان تو تکرار پر آ اور آدھا کھرا ہی سنئے تو
 اس بات کو سنئے اور اسکی قدرت کا لحاظ کر کے اور سوقت
 اور سکا دل قبول کر کے مان و سرے عقاید کے خیال
 کرنے کے بعد کہ قیامت کے قبل اسمان کا تو تباہ ہو نہیں
 سکتا اور قیامت کی شرطیں فلا نی فلا نی ہیں وہ سب اب تک
 ظاہر نہیں ہوئی ہیں اس بات کو خلاف واقع جانینگا اسی
 قسم کی بات کی تحقیق کے واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 یٰسٰوٰیْنَ پَارِہِ سُوْرَہِ مٰلِکَہِ مِیْنُ * اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ
 وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَّلَا یَنُزِّلُ الْاِنۡاَنَ اَمْسَکَہُمَا مِنْ اَحَدٍ
 مِّنۡ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا * تحقیق اللہ تعالیٰ تھام رہا ہے
 اسمانوں اور زمین کو کہ تلخجاوے اور اگر تلخجاوے تو
 کوئی تھام نہ سکے اور نہ اس کے سوا وہی ہی تحمل والا
 بخشتا یعنی اللہ کی منفرت اور حلم اسمان اور زمین کو کرنے
 سے اور یہ بجا ہونے سے روکتی ہیں اور نہیں تو اسکی
 قدرت اور بد لائینی کی شان اس کام کو کرنے چاہتی ہی
 اسکی اس صفات میں کسی وجہ سے خلل اور نقصان
 نہیں ہی اور اسی مضمون کے ذہن نشین کرنے کے لئے

حدیث شریف میں ثام کے وقت کی دعا میں فرمایا ہے *
 اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِیْ یُمسِكُ السَّمٰوٰتِ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ
 اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَزَجْرٍ وَّجْوَءٍ * پناد مانگتا ہوں اللہ
 سے جو تھام رہا ہے اسماں کو زمین پر گر گرنے سے مگر جب
 چاہے اپنے حکم سے گرا دے بدی سے اس چیز کے
 کہ پیدا کیا اس نے اور پیدا کر کے زمین پر بکھیرا یہ حدیث
 حصن حصین میں ہے تو معلوم ہوا کہ قدرت الہی کے معرفت کا
 کمال یہ ہے کہ جس کام کا واقع ہونا سننے اگرچہ ہونا اوسکا
 دشوار اور مشکل اور نادر ہوا دوسکے معلوم کرے
 کہ یہ تھیک اور واقع میں ہے اور اس کے دل سے حضرت
 حق کی قدرت کے لحاظ سے بی تامل یہ دریافت اُتھے
 مان واسطے تصدیق اس کام کے ہو پنے کے مخبرین کی سچی
 خبروں کی تحقیق کرے اور بدو ن تحقیق کے اس پر یقین
 نہ رہے مگر یہ یقین دل میں ہمیشہ رکھے کہ اس کام کا ہونا
 سہل ہی اسطرح سے اللہ تعالیٰ کی ساری صفات
 کاملہ پر یقین ہونے کو قیاس کرنا چاہئے * ۴ افادۃ * دعوی
 محبت اور الفت کا خدا سے عزوجل کے ساتھ ہر کوئی

کرتا ہی لیکن حقیقت اوسکی کمیاب ہی بلکہ نایاب
 محبت اور الفت کی حقیقت وہ ہی کہ باوجود کمال ایمان
 اور عمل اور علم اور عقائد کے ہر باب میں اور باوجود
 کمال اجتناب اور پرہیز کے ہر گناہ اور سیات سے اگر
 اوسکو مصیبتیں اور بلائیں ایسی پہنچیں کہ جان مال جو رو
 پے قوم قبیلہ آبرو و عزت سبکی بربادی ہو اور برے مرضوں
 میں مبتلا ہو اور اسی بیلاست میں جان دیکے آخرت کے
 سخت عذاب میں گرفتار ہو تب بھی ذرہ بھر شکایت کا
 عرف اوسکے دل میں خطوط نہ کرے کہ ان جب برداشت
 اُن مصیبتوں کو کر نہ سکے تب بسبب اعتنا و غموم رحمت
 اور مغفرت کے خداوند تعالیٰ کے حضور میں التجا اور زاری
 و راز و داود اور بے قراری جتنا کہ کرے بہتر اور بجا ہی
 لکہ مقتضا کے کمال ایمان کا ہی سو بہر صورت شکایت
 کو بہ نسبت اوس ذات پاک کے وہم اور خیال میں جگہ
 نہ دے بلکہ اوسکو بالکل اپنے حال اور مال اور نقصان
 استعداد ازلی کے طرف نسبت کرے اور اس آیت
 کریمہ کو حسب حال اپنے سمجھے ﴿وَمَا آصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ

فَرَّانَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ
 مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيَكُمْ وَيَعُوْذُ عَنْكُمْ * ترجمہ اور جو
 پہنچی تجھ کو بھلائی سو اللہ کی طرف سے اور جو پہنچی تجھ کو
 برائی سو تیرے نفس کے طرف سے اور جو بھیجتی ہی تم کو
 مصیبت سو سبب اس کے کہ کیا یا تمہوں نے تمہارے
 اور معاف کرتا ہی بہتری چیزوں سے اور یہی امر مقام
 صبر اور منصب رضا بالتضا کے حصول کا باعث ہوتا ہی اور
 یقین کرے کہ میں سخت تر عذاب کا مستحق تھا اور جو کچھ
 مجھ پر پہنچا ہی موافق استحقاق ہمارے نہیں ہی اور
 ہمارے قصور کے موافق عذاب میں جو مبتلا نکلیا سو اس
 غفور اور عفو کا درگزر کرنا اور معاف کرنا ہی اور یہی
 امر کہ عین بلا وں اور مصیبتوں کے وقت ہی برے درجے
 کے شکر کے صادر ہونیکا باعث ہوتا ہی حاصل کلام انسان
 کی حقیقت کچھ اس قابل نہیں ہی کہ جس صورت میں
 کرم الہی اور سپر متوجہ ہو اس صورت میں اللہ کی فزدانی
 کے معنی کو تصور کرے اور جس صورت میں غضب
 الہی اور سپر متوجہ ہو اس صورت میں اس کو ناقہ ردان

معلوم کرے کیونکہ انسان کو کچھ قدر نہیں ہی کہ اس کے سبب سے
 اللہ تعالیٰ کو قدر دان یا ناقدر دان اپنا خیال کرے * ہ افادۃ *
 اخلاق مند و بہ یعنی مستحب میں سے لطف اور رحمت
 عامہ ہی حق تعالیٰ کے بند و ن پر مشکوٰۃ مصابیح کے باب
 شغفقت اور رحمت علی الخلق کی دوسری فصل میں
 عبد اللہ ابن عمر رضی عنہما سے روایت ہے کہ ادا سنے کہا کہ
 فرمایا رسول اللہ صلی علیہ وسلم * الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّاحِمُونَ
 اِرْحَمُوا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ رواہ ابو داؤد
 وَالتِّرْمِذِيُّ * جو رحمت کرتا ہی خلق پر رحمت کرتا ہی
 ا و ن پر رحمت کر و ا و س شخص پر کہ زمین میں ہی
 آدمیوں میں سے نیگ ہوں یا بد رحمت کرنا بد و ن پر اسطور
 سے ہوتا ہی کہ ا و نکو بدی سے باز رکھے تاکہ رحمت کرے
 تم پر وہ شخص کہ اسمان پر ہی یعنی ا و س کی حکومت
 اور غلبہ تو سب جگہ ہی مگر آدمی کی سمجھنے کے واسطے
 اسمان کا ذکر خاص کر کے فرمایا ا و س کی کمال وسعت اور
 بلندی کے سبب سے روایت ہے ابو داؤد اور ترمذی
 سے اور معنی رحمت کے یہ نہیں کہ ہر کسی کو راضی اور

شکر کرے بلکہ رحمت کی حقیقت یہ ہی کہ جو کچھ فی الواقع
 خالق اللہ کے حق میں بھلا ہو اونکے واسطے اوس بات کے
 حاصل ہو یا نہ دل سے چاہے اور اوس میں کو حشر کرے اگرچہ
 اونکی ناقص عقل میں اونکا نقصان معلوم ہو اور یہ سب
 سارے خالق اللہ کے حق میں ظہر انہیں ہو سکتی اس واسطے
 ۴۔ ایت اور نیک کام کی توفیق اور اللہ کی رضا مندی کی راہ
 پانے کی واسطے ساری خلائق کے حق میں خواہ کافر ہو خواہ مسلمان
 اللہ تعالیٰ کی جناب میں برسی التجا کے ساتھ دعا کرتا رہے
 کیونکہ دعا سے رحمت کا دروازہ کھلتا ہی اور جو حدیث
 نسری فصل میں باب مذکور کے انس اور ابن مسعود
 رضی عنہما سے روایت ہی وہ نواسے کہ ما فرمایا رسول اللہ
 صلعم نے ﴿الْخَلْقُ عِيَالُ اللَّهِ فَاحْبَبِ الْخَلْقَ إِلَى اللَّهِ مِنْ
 أَحْسَنِ إِلَيَّ عِيَالَهُ﴾ خالق عیال ہیں اللہ کی یعنی مخلوقات حکم عیال کا
 رکھتے ہیں کہ نفقہ اور خوراک اور پوشاک اونکی اللہ کے
 ذمہ پر ہی سو براپیار اللہ کے نزدیک وہ شخص ہی کہ
 بھلائی کرے اوسکے عیال کے ساتھ اس حدیث کے موافق
 خالق کو اللہ تعالیٰ کا عیال سمجھئے اور پھر رحم کرنے کو موجب

خوش و دی کا اوس سبحانہ تعالیٰ کے معلوم کرے اور
 ساری محامدات سے امت محمدیہ کو * عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوٰۃُ
 خالق اور تعظیم اور رحمت میں خاص کرے اور اپنے کو اور
 انکو خواجہ تالش جانے کہ ایک اقا کے نوکر بلکہ ایک مالک
 کے ہم دو نو بند کے ہیں اور ہر کس کے ساتھ خلق زبانی سے
 پیش آوے اور اگر مقید و رپادے تو ہر طرح سے سلوک
 اور خدمت کرے اور اگر سکے تو جس وضع سے ہوا مال
 سے دلجوئی اور خاطر داری کرے اور خوراک اور
 پوشاک میں مدد کرنے سے دریغ نہ کرے اور بے
 مقید و ری میں تھوڑی چیز دینے سے بھی باک نہ رکھے
 اگرچہ خرچے کا ایک ٹکڑا ہو اور سارے آدمی کو
 اخلاق میں برابر نہ کرے بلکہ جو لوگ فضیلت والے ہیں اور
 جن میں زیادہ بزرگی اور خوبی اور تقویٰ ہی انکی مراتب
 کا نگاہ رکھنا ضروری ہو جو شخص کہ دینی او صاف میں سے
 ایک وصف رکھتا ہو اسکا موافق اوس وصف کے
 تنظیم اور اکرام اور ساوک اور خاطر داری میں ترجیح دے
 اور اخلاق کی تفصیل اور درجہ اور مراتب کا تقابلیت

سنت اور آثار سے یعنی حضرت اور صحابہ کے قول اور فعل اور تقریر سے معلوم کرے اور جو شخص کہ اہل دنیا میں سے اپنی دنیا کے سبب سے تکبر کرے اور اپنی جاہ اور حشم پر منور ہو اسکے ساتھ اخلاق ظاہری نچاھے بلکہ اوس سے بے پروا رہے اور اوسکی طرف التفات نہ کرے لیکن اوسکے حق میں غایبانہ دعا کرنے سے اور اوسکی خیر خواہی سے جیسا کہ لکھا گیا قصور نہ کرے صالح ہو یا فاسق

✽ فائدہ ✽ جو وقت کہ انسان کو فضایل یعنی اچھی چال اور سیرت پسندیدہ حاصل ہو اور زایل یعنی بری چال اور ناپسندیدہ خصلت سے خالی ہو اور صوم اور صلوٰۃ اور ساری عبادات کی آراستگی حاصل ہو تب چاہئے کہ اوس کو محض عنایات ربانی اور توفیقات یزدانی سے جانے اور اپنی کوشش اور اپنے علم اور عمل کے کمال پر ہرگز ناز انہو کیونکہ خوب ظاہر ہی کہ اوسکی جنس کے اور اوس طرح کے عقلمند لوگ موجود ہیں کہ فضایل اور زایل سے غافل ہیں اور بہت سے خبردار لوگ ہیں کہ انکو فضایل اور زایل کی حقیقتوں کی کمال تمیز ہی اور

اوسکے اسباب اور علامات اور منافع اور نقصان سے خوب واقف ہیں باوجود اس کے رزائل سے خالی نہیں ہونے سکتے اور فضائل کے حاصل کرنے سے نہ مطلق اور مبرا رہتے ہیں تو بس ہر صبح اور شام بلکہ ہر ساعت اور ہر گھڑی حصن حصین میں جو یہ حدیث ہے *

اللَّهُمَّ مَا أَصْبَحَ لِي مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بَاحِلٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ يَا اللَّهُ * جو کچھ حاصل ہوئی سمجھو کوئی نعمت یا تیرے خلق میں سے کسی کو سو تجھ سے ہی تو اکیلا ہی تیرا کوئی شریک نہیں اس حدیث کے مضمون کا اقرار کیا کرے اور اپنے تئیں نرا عاجزا اور محض ناچیز جانے اور اللہ کی مکر اور داد سے کبھی نہ رہنوا دے کے غضب سے دہشتا رہے اور اوسکی مغفرت کی امید زیادہ رکھے *

دوسری ہدایت تفصیل کے ساتھ اخلاقِ رذیلہ کے

علاجوں کے بیان میں *

اور اسمین ایک تمہید اور اگرا رہ افادہ ہے * تمہید *

بریں خصلتوں میں سے بہت بری خصلت دسوں رذائل مذکورہ ہیں سو حق کے طالب کو لازم ہے کہ تزکیہ کے امر میں یعنی

اپنے نفس کے پاک کر نیے مقدمہ میں ساری بری چالوں میں ادا
 رزائل مذکورہ کو خاص کر کے ترک کرے یہاں تک کہ کبھی
 وقت میں ادا دسویں میں سے ایک کا خیال بھی اوسکے دل میں
 آئے نہ اوسکے اور دل میں اوسکی خواہش نگذرے اور
 ادا رزائل میں سے ہر ایک کو موجب بغض اور غضب
 اور قہر حضرت حق کا اور قبولیت اور رضا کی بارگاہ سے
 نہایت دوری کا باعث جانے کہ وہ دل سے اوسکا دشمن ہو جاوے
 اور اپنے محبوب کے وصل سے اوسکو نہ مانع کرنے والا
 اور عمدہ آر معلوم کرے اور مہمورات یعنی حکموں کو
 بحال لے اور منہیات سے پرہیز کر نیے اہتمام میں اسقدر
 تقسیم کرے کہ ادا مہمورات مثل دور کرنے ایک گانتے
 کے مسلمانوں کی راہ سے اور اسیطرح سے ادنی منہیات
 مثل تھوکر دالنے کے مسجد میں اوسکی نظر اعتبار سے ساقط
 ہو دے اور اس قسم کے کاموں کے ہونے سے بے
 پروائی نہ کرے کیونکہ اسیطرح کی پوری پوری محبت اور
 اہتمام کامل ہو جب قبولیت کی ہوتی ہی اور سہل
 کام مشکل کام سے بہتر اور مقبول تر اوس بارگاہ میں ہوتا

ہی حدت شریف میں آیانی کہ ایک شخص اسی
 ایک عمل کے سبب سے کہ ایک شاخ خار دار کو مسلمانوں کی
 راہ سے دور کیا تھا بہشتی ہوا اور اگر شاید کسی وقت
 نین مامورات یا منہیات کے اہتمام میں سے اوس کے دل میں
 سستی اور غفلت کا خیال آوے تو نفس کو اوس سستی
 پر ایک سزا معین اوس کے مناسب کرے کیونکہ ہر نفس اپنا
 آرام اور راحت چاہتا ہی جب کہ بنی لغت میں
 مامورات اور منہیات کے تکلیف اور ذلت پاویگا اور
 یتیم جانیکا کہ ہمیشہ عبادتوں کے بحالنے اور احکام شرعی
 پر قائم رہنے اور نواہ سے دور رہنے کے بغیر مائی
 مشکل ہی تب خود بخود امور شرعی سے انحراف اور
 گردن کشی اوصمیں باقی نہ رہیگی کیونکہ ہر نفس کو تکلیف اور
 ذلت سے اپنا بچاؤ منظور ہی جب کہ بچاؤ اپنا امر الہی کے
 بجا اور ہی میں منحصر سمجھا البتہ اوس کے منی لغت راہ نچایگا اور
 تعین سزا کا نمونہ یہ ہی کہ نماز سے کسالت اور سستی
 اور اسکت کرنے کے مقابلہ میں کہ وہ سستی بہت کھانے
 اور پینے سے پیدا ہوئی ہی روزہ رکھے اور اگر یار

اشناکی صحبت اور دل لگی کی باتیں، رہ، حجاب سے
 نماز میں سستی ہوئی ہی تو خلوت اختیار کرے اور انکی
 صحبت کو ترک کرے اور اس قسم کی باتوں سے
 سکوت اور چپکی اختیار کرے اور دسوں و ذایل اس رباعی
 میں مندرج ہیں * رباعی * خواہی کہ شود دل تو چون آئینہ *
 وہ چیز برون کن ز درون سینہ * حرص و طمع و بخل و حرام
 و غیت * کذب و حسد و کبر و ریاد کینہ * دس چیز جو باہر
 تو کرے سینہ کا * بیشک ہو تیرا صاف دل آئینہ سا *
 حرص و طمع و بخل و حرام و غیت * کذب و حسد و کبر ہی
 اور کینہ ریاء * افادہ * علاج حرص کی یہی کہ باوجودیکہ
 ایک چیز بقدر کفایت کے موجود ہوتی ہی مگر آدمی اوسپر
 کچھ زیادہ ماننے کی خواہش کرتا ہی اسیکو حرص کہتے ہیں تو
 اگر جس مقدار زیادتی کہ نفس طلب کرتا ہی وہ مقدار
 موجود چیز کے مقدار سے کم ہو تو نفس کے طلب کے مقدار
 اس موجود چیز میں سے تصدق کرے اور جو بچے اس پر
 قناعت کرے مثلاً ایک سیر موجود ہی اور نفس بسبب
 حرص کے اوہم سیر اور مانگتا ہی تو ایک سیر جو موجود ہی

حدیث شریف سیر خیرات کر کے اور ہم سیر
قناعت کر کے دلی بندہ القیاس اور نفس سے کہے کہ اگر قدر موجود
پر قناعت نہ کریگا تو اسی طور سے ہم تیرے خلاف کیا کریں گے
۴۔ اسی طور سے لباس اور مکان میں اور جس چیز میں کہ حرص
معلوم کرے کہ تار ہی اور اگر نفس موجود چیز کے برابر یا
اد کے دو گنے کے برابر سے زیادہ ہو نیکی خواہش کرے
تو قدر موجود میں سے ادھا خیرات کرے اور کلام مذکور
کے ساتھ نفس کو ملا مت کرے اور اگر پھر بھی حرص باقی
رہے اور نفس قدر موجود پر قناعت نہ کرے تو پھر بھی
موجود میں سے ادھا تصدق کرے اور اسی طرح سے
نفس کو ملا مت کرے پھر اگر وہ ذیلہ اد کے نفس سے
بالکل دور نہ ہو تو پھر قدر موجود میں سے ادھا تصدق کرے اور
اسی طرح ملا مت کرے آخر کو یا تو نفس قدر موجود پر قناعت
کرے گا اور حرص سے پاک ہو گا یا تو اد کی مرغوب چیز
بالکل اد کے ہاتھ سے جاتی مدہیگی اسی طور سے عمل
کرے تا رہی تاکہ حرص کی جڑ اد کے دل سے کھد جائے
❁ افادہ ❁ علاج طمع کی یہ ہی کہ حوصلہ کسی چیز کی

طمع اوسکے دل میں گزرے تو کچھ اوسے یا اوسکے مانند
 بکار امد اور نفع لی کوئی چیز سے جو اوسکے پاس موجود ہو اللہ کی
 راہ میں خرچ کرے مثلاً اگر عمدے پوشاک کی طمع اوسکے
 دل میں دامنگیر ہو تو اوس پوشاک میں سے کہ تجمل کے
 واسطے موجود رکھتا ہی اوسکو خرچ کرے اور اگر طمع
 عام کا خیال اوسکے دل میں اوسے یعنی کوئی چیز معین نہیں بلکہ
 ہر چیز دہنی طمع یا اسکے دل میں راہ پاوے تو جو کچھ اوسکے پاس
 موجود ہو اوسکو اہستہ اہستہ خرچ کر دالے یعنی جس وقت
 کسی چیز کی طمع دل میں گزرے اوس وقت اپنی موجود چیز میں
 سے کچھ خرچ کر دالے اور اسی طرح سے اس زیلہ کی
 تدبیر کرتا رہی یہاں تک کہ طمع سے نفس پاک ہو جاوے
 یا سب چیزیں مرغوب اوسکے ہاتھ سے نکل جاویں لیکن
 اسطور پر مال خرچ نہ کرے کہ نامشروع کام کا کرنا لازم اوسے
 مثلاً جو لباس کہ ستر کو ڈھانکتا ہی یا سردی اور گرمی سے
 بچاتا ہی اوسکو دے نہ اٹلے یا ساری پونجی انی قوت
 لی برباد دیکے استمدار محتاج نہو جاوے کہ نوبت بھی کھانگنے کی
 پہنچے اس طور پر خرچ کرنا ہرگز روا نہیں ہی کیونکہ اس وضع سے

طمع کی علاج کرنے میں صریح نامشروع کام کرنا لازم آتا ہی
 اور نامشروع کام سے پرہیز کرنا واجب ہی سو اس طور
 سے ہرگز خرچ نہ کرے مگر جو شخص کہ ایسا اہمیت کا دہنی ہو کہ
 باوجود خرچنے اپنی ساری بونجی قوت معاش کے لاچار ہو کر
 سوال نہ کرے اور شرع شریف کے حکم پر تھیک اور
 مضبوط رہے اور سکو اپنے تمام سرمایہ کا خرچہ دار وہی اور
 اسکی بلند ہمتی کے لایق ہی * * * * * علاج اس بخل کا
 جود کی تہہ میں پوشیدہ ہو اگرچہ اس کے آثار ظاہر میں دریافت
 نہ ہوں یہ وہی کہ جود اور سخاوت کے برے مرتبے کو ہر حال میں
 اپنے اوپر لازم کرے اور ہمیشہ اون جو اددن کے وتیرہ
 پر جو سخاوت پسند اور اپنی جان پر غیر کو اختیار کرنیوالے ہیں
 چلا کرے تاکہ بخل کا دوسوہ اس کے دل میں کسی وقت آنے
 نہ پادے * * * فایں * * * طمع اور بخل کی علاج میں یہ فرق ہی کہ
 طمع کے دفع ہونیکے واسطے جو کچھ کہ حاجت غرور یہ کے سوا
 موجود ہو اسکو اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور بخل کے
 دفع ہونیکے واسطے جس چیز پر خیال گذرے چاہئے کہ اسکو
 اللہ کی راہ میں خرچے اگر بخیل اپنے سارے اسباب کو خرچ

کو کے فقیر بے مایہ ہو جاوے تب بھی ذلیلہ نعل گا اوس سے دفع نہو گا کہ بحالت کے دفع ہو نیکی راہ یہی کہ جس وقت کپڑے کا دینا دشوار معلوم ہو کپڑا دے اور اگر کھانیکا دینا بھاری معلوم ہو اور اوس کھانے کے دینے سے نفس امارے اوسے کھانیکا و فقیر کے حوالہ کرے اس طرح سے اپنے ملک کی ساری چیزوں میں سے خرچے یہاں تک کہ جب وہ چیزیں اوسکی ملک کی تمام ہونے کے قریب پہنچیں اوس وقت مال خرچہ سے اپنا ہاتھ روکے اور کسب حلال کر کے دوسرا مال پیدا کرے پھر اوس حال کے کھائے ہوئے مال کو اوسی وضع سے خرچے اور اسی طرح اس ذلیلہ کے دفع ہو نیکی تدبیر کرتا رہے تاکہ اوس سے نفس پاک ہو جاوے جب اوس وضع سے دن رات نفس کا مقابلہ کریگا امید ہی کہ ذلیلہ نعل بفضلہ تعالیٰ دفع ہو جاوے گا * * * انا دہ * * * علاج حرام کی یہہ ہی کہ جس وقت نفس حرام کی خواہش کرے تو جو حلال کو اوس حرام کے جنس کا ہو اوسکو بھی اپنی خواہش نفسانی میں نہ لگاوے بلکہ اوس حلال کو جان کی محافظت کیواسطے یا عبادت اور احکام شرعیہ کے ادا کرنے کے واسطے

یا کبھی حق والے کے حق او اکرنے کے واسطے عمل میں لاوے مثلاً
 نفس چاہے کہ غیر کا کھانا غصب یا چوری سے لیکے کھانا چاہئے
 تو حلال کھانا بھی اوسکی خواہش کے وقت مذیوے اور
 جس وقت نفس چاہے کہ اس وقت کھانا کھا کے آرام
 کرنا چاہئے اوس وقت کھانا کھاوے بلکہ جس وقت کہ
 وقت بدلنے کے سبب کھانہ کی خواہش اور بھوکہ
 دب جاوے تب اس نیت سے کہ کمزوری اور ناتوانی
 کے سبب سے حق والوں کا حق ادا نہوسکیگا اور مشکل
 عبادت مثل جہاد کے یا سہل عبادت مثل نماز اور غیرہ
 کے نہوسکے گی تب اوس وقت بقدر حاجت کے کھاوے
 اسی طرح سے کھانہ کی جنس میں کرے مثلاً نفس چاہے
 کہ قلائے قسم کا کھانا کھاوے تو دوسری قسم کا کھانا
 حاجت دفع کرنے کے لئے کھا لیوے اور علی ہذا القیاس
 کھانے سوا دوسری قسم کے حرام کی خواہش کیو قت
 بھی جیسا کہ مذکور ہوا عمل میں لاوے مثلاً اگر نفس خواہش
 زنا کی کرے تو حلال جماع سے بھی موافق ارادے نفس کے
 پرہیز کرے اور وقت اور حالت کو بدل کے زوجہ کے

حق ادا کرنے کے واسطے بھی معت کرے * فائدہ :

حدیث شریف میں موجود ہے کہ کسی اجنبی عورت کو دیکھنے کے جب اوس کی طرف طبیعت خواہش کرے تب اپنی حال عورت سے حاجت دفع کرے جیسا کہ مشکوٰۃ میں ہے کہ * اِنَّ الْمَرْءَ لَا يَقْبَلُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ وَّ قَدْ اُرْفِيَ صُوْرَةَ شَيْطَانٍ اِذَا احْدَکُمْ اَعْجَبَتْهُ اِمْرَاَةٌ فَوْنَعَتْ فِيْ قَلْبِهِ فَلْيَعْمَلْ عَلٰى اَمْرِهِ فَلْيُوْا تَعَهَا فَاِنَّ ذٰلِكَ يُوْدِىْ مَا فِيْ نَفْسِهِ *
 یعنی بیشک عورت آگے آتی ہے شیطان کی صورت میں اور پیٹھ پھیر کر جاتی ہے شیطان کی صورت میں جب وقت تم میں سے کسی کو لوبھالے کوئی عورت اور گر جائے دل میں اوس کے تو چاہئے کہ قصہ کرے اپنی عورت کے طرف اور جماع کرے اوس سے پھر بیشک یہ جماع کرنا دور کرے گا اوس چیز کو جو اوس کے دل میں ہے یعنی اوس کے دل کی خواہش کو اوس عورت کی طرف سے دور کرے گا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا اور وہ عورت آنجناب کو خوش ملاوٹ ہوئی آن جناب حضرت سودہ کے پاس تشریف لائے

اور بے خوش ہو بناتی تھیں اور انکے پاس دوسری عورتیں تھیں تب وہ سب وہاں سے قتل کرائیں تاکہ مکان خالی ہو جاوے تب پیغمبرؐ نے اصلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حاجت دفع کیا بعد اوسکے فرمایا کہ ﴿ اَبَا رَجُلٍ رَوَى اِمْرَةً تَعْجِبُهُ فَلْيَقُمْ اِلَى اَهْلِهِ فَاِنْ نَعِيَ عَنْهَا مِثْلُ الَّذِي مَعَهَا ﴾ یعنی جو مرد کو دیکھے کسی عورت کو کہ کو بھالے اوسکو تو چاہئے کہ اوتھے اپنی بی بی کے طرف یعنی اوسکے پاس جاوے پھر بیشک اوس کے پاس ہی مثل اوس چیز کے جو اوس غیر عورت کے پاس ہی یعنی حاجت روای میں دو برابر ہیشن یہ حدیث توالی اور فعلی علاج نفس کے بیان مذکور کے مخاف نہیں ہی کیونکہ حدیث شریف پر ہییزگار پاک کے حال کا بیان ہی اور نفس کے علاج کا بیان بدکار حرام میں گرفتار کیواسطے ہی کہ اوس کا نفس حرام کاری سے ہرگز باز نہیں اتنا سو اوس کی دوا انہوں ہی مکریمی کہ اپنے نفس کی خواہش کا اکتا کرے فرمایا اللہ صاحب نے سورہ والنازعات میں ﴿ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى ﴾ اور لیکن جو دے اپنے رب کے پاس کھرا ہونے سے

اور روکا اور سینے جی کو چاوی سے سو بہشت ہی ادا کیا
 بھکانا اور اس مقام میں بھید یہہ ہی کہ جماع کی خواہش
 و دہم ہی قسم اول انہما کہ یعنی غرق رہنا نفس کا ہی
 جماع کی لذت میں اور حرام کی طرف مایل رہنا اور حرام
 سے باز رہنا اور حلال سے مونہہ موڑنا اسی قسم اول کی
 نشانی ہی خصوصاً جو وقت کہ لذت نفسانی اور
 شیطانی حلال میں کمتر ہو اور حرام میں زیادہ مثلاً ایک
 شخص کی منکوحہ حینہ خوش تراش اور خوش لباس ہو اور
 دوسری عورت ایسی ہو بلکہ کندہ تراش ہو لیکن جماع
 کے وقت او ایس اور صد ایس شہوت انگیز اس دھب سے
 کرتی ہی کہ بے چائی کی داد دیتی ہی تو وہ نابکار نفس
 اور شیطان کے دام کا گرفتار اس کندہ تراش کے طرف
 مایل زیادہ رہیگا اور بہہ نہیں ہی مگر جماع کی لذت میں
 دہن کے سبب سے اور بھی آثار سے ادا کیے ہی
 شہوت انگیزی میں تکلف کرنا باوجود ناتوانی اور قلت
 منی کے اور ایسے ہی شخص کے حال میں شیخ سعدی علیہ
 الرحمۃ فرماتے ہیں * بیت * بہر غبتی شہوت انگیزمت

بر غبت ہو و خون خود ریختن * بے رغبتی سے یار و شہوت
 کا و تھانا * بیشک ہو خون اپنا رغبت سے بتانا * قسم
 دوم * وہ جماع ہی کہ انسان کی طبیعت بسبب پر ہونے
 باسن منی کے جماع کیطرف مایل ہوتی ہی اور اس
 جو اہمیش میں کسی عورت کی خصوصیت کہ قلاتی ہی
 عورت ہو یا جماع کے طریق کی خصوصیت کہ حلال ہی طریق
 سے ہو یا حرام ہی طریق سے ہو دخل نہیں رکھتا ہی بیان
 اوسکا یہ ہی کہ جیسا کہ مٹانے میں پیشاب پر ہونے کے
 وقت انسان کی طبیعت میں ایک بے آرامی اور بے
 چینی پیدا ہوتی ہی اور اوس بے چینی کے سبب سے
 گھبرا کر اپنی حاجت دفع کرنے واسطے ایک جگہ تلاش
 کرتا ہی اور جب کوئی جگہ مناسب پاتا ہی اور اوس
 مقام میں پیشاب کرنے سے کوئی روک شرعی یا عقلی
 نہیں رہتی ہی تب اوس شخص کی طبیعت اوس مقام
 کے طرف متوجہ ہوتی ہی اور جب تک کہ اوس حاجت
 سے فراغت نہیں کرتا تب تک اوسکا خیال اوسی مکان
 میں لگا رہتا ہی اور اگر اوس مکان میں پیشاب کرنے سے

کوئی مانع شرعی اور عقلی ہوتا ہی مثلاً وہاں پیشاب کرنے سے مالک ناخوش ہوتا ہی یا مانند اسکے دوسرا مانع ہوتا ہی مثلاً بے پردگی ہوتی ہی تو اس صورت میں اس مکان میں اسکا خیال نگاہیگا لیکن برے زور کا پیشاب لگنے کے سبب سے جو بے آرامی پیدا ہوئی تھی سو اپنے زور پر رہیگی یہاں تک کہ پیشاب کرے تو اس شخص کی طبیعت کے متوجہ ہونے میں اس مکان کی خصوصیت کہ وہی مکان ہو یا اس مکان کے ہاتھ لگنے کی خصوصیت کہ غصہ یا بیع یا ہبہ ہی سے حاصل ہو دخل نہیں رکھتی اسی طرح جس وقت منی کا باسن بھر جاتا ہی اس وقت انسان کی طبیعت میں جماع کی آرزو اور شوق کا جوش ظاہر ہوتا ہی پھر جس وقت کہ کسی ایسی عورت کو جو اسکی حاجت روائی کے لائق ہوتی ہی دیکھتا ہی تب وہ جوش اور شوق دوبالا ہوتا ہی اور جب تک کہ وہ حاجت روا نہیں ہوتی ہی تب تک اسکا خیال اپنی حاجت روائی کی فکر میں لگا رہتا ہی سو اس خواہش میں اس کی خصوصیت کا اور منہ کے ملنے کی طریق کی

فصوصیت کا کہ نکاح سے ملے یا زنا سے دخل نہیں، رکھتا ہی
 بلکہ پرہیزگار آدمی اوس عورت سے اور حرام کام سے بالکل
 کنارہ کش ہوتا ہی لیکن اوس عورت کے دیکھنے کے
 سبب سے جو جماع کا اشتیاق پیدا ہو اسودل میں رہتا
 ہی یہاں تک کہ عورت حلال سے اپنی حاجت رفع
 کرے پس دونوں حدیث شریف میں اسی دوسرے
 قسم کے علاج کا بیان ہی چنانچہ دونوں حدیث کے لفظ
 سے صاف ظاہر ہوتا ہی پہلی حدیث میں فرمایا ✽ فَإِنَّ ذَٰلِكَ
 يَرْدُّ مَا فِي نَفْسِهِ ✽ سویشک یہ صحبت کرنا دور کر دیگا
 اوس چیز کو جو اسکے دل میں ہی اور دوسری حدیث
 میں آیا ہی ✽ فَإِنَّ مَعَهَا مِثْلُ اللَّيْلِ مَعَهَا ✽ پھریشک
 اسکے پاس ہی مثل اوس چیز کے جو اوس بیگانی عورت
 کے پاس ہی اس مقام میں مماثلت سے یعنی ایک کی
 مثل دوسری چیز کو فرمانے سے یہی مقصد ہی کہ حاجت ردائی
 کے معاملہ میں دونوں برابر ہیں اور دوسری باتوں میں
 برابر نہیں ہیں مثل صورت اور شکل اور چال اور
 سیرت کے اور اسی بیان سے معلوم ہوا کہ جناب امام المعصومین

کو اجنبی عورت کی خواہش کا خیال بھی دل مبارک
 میں نگذرتا تھا بلکہ اپنی بی بی سے حاجت روائی کی خواہش
 جو نفس کے اندر پوشیدہ تھی سو ظاہر ہو گئی تھی * ف *
 جس طرح سے ایک شخص اہل مقدور کے گھر کھانا
 طیار ہی اوس کے بھوکھ کا وقت بھی آپہنچا پھر اوس وقت
 کسی کے دسترخوان پر کھانا آیا تو اوسکو دیکھ کر البتہ
 اوس شخص کو اپنا کھانا یاد پڑیگا اور کھانپنی خواہش
 جاگ اوتھیں گی اگرچہ اوس اہل مقدور کو دوسرے
 کے کھانا کا مطلق خیال نہوگا مگر جب تک کہ کھانا کھاوے
 گاتب تک اوس کے دل میں کھانے کا خیال رہے گا اور اوس
 خیال کا آنا خلاف تقوی نہیں ہی انتہی اور جماع کے
 پہلے قسم کی خواہش سے نفس کی مخالفت کرنا
 جو آیہ کریمہ کے مضمون سے سمجھا جاتا ہی اور نفس کی
 مخالفت میں ریاضت اور مشقت کرنا اہل شرع
 اور عقل والے دونوں کے نزدیک ثابت اور پسند ہی
 * شعر * وَالنَّفْسُ كَالطِّفْلِ اِنْ تَمِيلَهُ عَلٰی * حَبِّ
 الرِّضَاعِ اِنْ تَغِطَّهُ يَنْفَطِرُ * اور نفس مانند بھوتے بچے کے

ہی اگر مہلت دیوے اور دودھ نہ چھڑا دے تو
 جوان ہو جاوے دودھ کی چات پر * م * یعنی جوان
 ہو جاوے پر دودھ لی حالت نجاوے اور اگر پاوے تو
 پیا کرے انتہی اور اگر اوسکو دودھ سے روکے اور
 اوسکا دودھ چھڑا دے تو دودھ چھوڑ دے * خلاصہ
 کلام گاہ یہ ہی کہ حدیث شریف نفس کے حق کے ادا
 کر نیکے بیان میں ہی اور معالجم مذکور نفس کے پاک کرنے
 کیواسطے ہی لذتوں اور خواہشوں کی تابعداری سے
 * * افادہ * علاج غیبت کی یہ ہی کہ اگر غیبت کا عرف
 خیال دل میں گزرے تو چاہئے کہ اللہ کے سوا کسی کا علاقہ
 دل سے نکال کے جس طرح اپنی بہتری چاہتا ہی اسی طرح
 اپنے دل کی ساری ہمت سے جس شخص کی غیبت
 کا خیال دل میں گزرا تھا اوسکی بہتری اور خوبی کے واسطے
 برسی التجا کے ساتھ دعا کرے اور دعا بھی اس طور سے
 کرے کہ جیسے اپنی سخت ضرورت کے واسطے کرتا ہی
 اور اگر نفس اس کام میں سستی کرے تو نفس کو ملامت
 کر کے اور اوسکے پیچھے پرکے خواہ مخواہ یہ دعا کرے

اور نفس کو اس دعا کرنے میں ہرگز سستی کو نہ دے بلکہ ایک روز یا دو روز یا تین روز نفس کے پیچھے پرارہے اور نگارہے اور اگر غیبت ظاہر ہو پرے تو اس شخص سے کہے کہ میں نے تیری غیبت کی ہی معاف کر اس ظاہر کر نیک فائدہ یہ ہے کہ نفس اپنے عیب کرنے سے بھاگتا ہے اور اپنے عیب کا ہرگز اقرار نہیں کرتا سو عیب کے ظاہر کرنے میں نفس کو کمال شکستگی ہو گی اور اکیلے مکان میں کہنے کا یہ فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بافرمانی کے کام کا ظاہر کرنا شرع میں منع ہے اور خلاف شرع کام کرنا برا ہے اور اس کا فاش کرنا زیادہ تر برا ہے اس واسطے تنہائی میں کہے اور اس کو بھی اس بات کے ظاہر کرنے سے منع کرے

✽ ۱۰ افادہ ✽ علاج جھوٹھ کی یہ ہے کہ اگر جھوٹھ صرف زبان کی لذت کی واسطے بولتا ہے کیلئے نفع اور نقصان کا ادھارین دخل نہیں تو اس جھوٹھ کی دو اچکی اور خاموشی ہی مجلسوں میں بات چیت کرنے سے پرہیز کرے یہاں تک کہ گفتگو کی لذت دل سے اوسکے دور ہو جاوے لیکن مجالس میں پیتھنے سے احتراز کرے بلکہ مجلسوں میں پیتھا

کمرے اور سکوت اور چپکی اختیار کرے کیونکہ یہ بات
 نفس پر نہایت بھاری ہے * اور اگر جھوٹہ لوگوں کے
 درمیان فساد برپا کرنے اور دو شخص کے درمیان میں
 ختمہ انگیزی کے واسطے ہی تو اس جھوٹہ کی علاج غیبت
 کے علاج کے طور پر ہی دونوں کو جمع کر کے خلوت میں
 دونوں کو اکٹھا کر دے کہ میرے نفس نے مجھ کو بہکایا
 تھا کہ تم دونوں کے درمیان فساد اور غواہی دال
 وں اور دونوں سے اپنی تقصیر معاف کر والے
 اور دونوں کو اپنی طرف سے راضی اور خوش کرے
 اور ہمیشہ اصلاح اور ملاپ میں دونوں کے کوشش کرے
 اور جس کام کے سبب سے اون دونوں کے درمیان
 میں زیادہ ملاپ اور محبت ہو اور وہیں برائی کوشش کرتا
 رہی اور اگر دو شخص سے زیادہ ہوں تو اون سب
 کو جمع کرے اور بطور سابق کے غیروں سے احتراز کرنا
 اور اظہار سے اس کے منع کرنا لازم سمجھے اور دونوں
 صورت میں یعنی غیبت اور جھوٹہ میں معافی مانگ لینے
 سے پہلے حضرت حق تعالیٰ کے حضور میں توبہ نصوح بجالائے

کیونکہ اوس سبب کا حق سدا کے حق سے براہی اور سارے
 حقوق کی جڑ ہی تب بعد اوس کے ان حق والوں سے معاف
 کر دے ✽ ۷ افادہ ✽ علاج حسد کی وہ ہی کہ اگر حسد
 دل میں ہی تو صرف محسود کی کمالات کے زیادہ ہو نیکی
 دعائیں اور اوس کی عزت اور جاہ کی دعائیں خصوصاً جس
 چیز میں حسد کیا ہی اوس کی زیادتی کی دعائیں کوشش کرے
 اور جس طور سے کہ غیبت میں لکھ چکے ہیں اوسی طور
 سے انتباہ کے ساتھ دعا کرے اور ظاہر میں بھی اپنے مقدر
 کے موافق باتھم اور زبان سے برائی کوشش کے ساتھ
 محسود کی ترقی میں سعی کرے ✽ ف ✽ حسد کہتے ہیں ہو سننے کو
 اور محسود اوس کو بولتے ہیں جس کے ساتھ حسد کرتے ہیں
 انہیں تاکہ نفس کے ساتھ مقابلہ اور مخالفت کر نیکی سبب
 سے حسد کا دوسرا دوسرے دل سے نیست اور نابود
 ہو جاوے اور کسی وقت وہ دوسرا دوسرے اور اوس
 محسود کو فائدہ حاصل ہو اور اگر حسد کے آثار میں سے
 کوئی اثر ظاہر ہوا ہی مثلاً محسود کا جو کمال کہ حسد کا باعث ہوا
 ہی اوس کمال میں محسود کی بے لیاقتی اس کی زبان سے

نکلے ہو تو اس محسود کو بھی اس کی خیر کرے اور جس
 شخص سے اس محسود کی بے لیاقتی گامیاب کیا ہو اس کو
 بھی اپنی خطا اور غلطی پر آگاہ کر کے اپنی قصور کا اقرار اور
 اس محسود کی جو لیاقت کہ اس کو معلوم ہو اس لیاقت کو
 کمال خوبی کے ساتھ اور ایسی تقریر سے کہ دل نشین
 ہو جاوے اظہار کرے مثلاً ایک شخص کے آقا کے
 حضور میں حد کے سبب کہا ہو کہ وہ شخص لایق
 رفاقت کے اور لایق اعتماد کے نہیں ہی تو اس
 محسود کو بھی مطلع کرے اور اپنا قصور معاف کر دے
 اور آقا کو بھی اپنی غلطی پر آگاہ کر کے اس شخص کی بے
 لیاقتی کے بجائے اس شخص کی کمال لیاقت اس آقا کے
 ذہن نشین کر دے اور اس شخص سے خبر کرنے میں یہ
 فائدہ ہی کہ وہ بھی اپنے کام کے خلل سے ہوشیار ہو کے
 اپنے کام کو درست اور شایستہ کرے اور اس
 شخص کی لیاقت اس کے آقا کے پاس خود بخود خلاف
 بیان کرے بلکہ اگر فی الحقیقت اس شخص میں لیاقت
 ہی تو اس کو ظاہر کرے اور نہیں تو اس محسود کی ترقی

کے واسطے بغیر بیان کرنے لیاقت کے فقط ہاتھ اور زبان سے کوشش کرے * ۸۱۵ * علاج تکبر کی یہ ہے کہ اگر کسی شخص سے ادا سینے تکبر کیا ہی تو اوس شخص کے روبرو سے زیادہ عاجزی اور انکساری کرے اور اپنی ذلت ظاہر کرے گو کہ اپنی نہایت عاجزی اور ذلت ظاہر کرنے اور اوس شخص کو نہایت تعظیم کرنے میں اسکی حرکتوں کو لوگ مجلسوں میں نقل کریں اور اسکے ہم چشم یعنی برابر والے یا آشنا ہوں لیکن اگر حق کی رضا کا طالب ہی اور اپنے تئیں اللہ کے طالبوں کے زمرہ میں داخل کیا ہی تو مجلسوں میں نقل کرنے اور ہم چشموں کے ہونے کی پروا نہ کرے کیا دیکھتے نہیں یہی لوگ برسی عزت اور وقروالے ہوتے ہیں جب اپنے تئیں آزادوں کے زمرہ میں داخل کرتے ہیں تب آزادوں کی وضع اور طور کے قبول کرنے میں جو سر اسر عقل اور مردت کے خلاف ہی ہرگز باک نہیں کرتے بلکہ اپنی عزت اور افتیہ جانتے ہیں اور کوئی امیر زادہ برسی عزت والا ہوتا ہی کہ جب اوس کو نغشوں کی محبت شکار کرتی ہی تب

جو باتیں کہ کسی مرد سلیم الطبع کو پسند ہیں اُتی او نسب باتوں کو دل
 و جان سے بر ملا لوگوں کے روبرو کوچہ اور بازار میں منحنو کی طرح
 ناچتا تالی بجاتا اور خوشی کرتا پھر تاہی جو شخص کہ طالب خدا
 کافی الواقع ہو گا سو ان کاموں سے جو بالکل موافق عقل اور
 شرع کے ہی گو کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے غافل لوگوں کی
 عقل ناقص کے مخالف ہوا نکار نکار یگا اور اس مقام میں
 عاجزی اور انکساری سے یہ عاجزی اور انکساری یعنی
 بناوٹ کی کہ سرختم کر لیا زمین بوس ہونا ہی مطلوب
 نہیں ہی بلکہ حقیقت عاجزی اور انکساری کی ہر مقام میں
 اور ہر جگہ میں جدا اور علاحدہ ہی مثلاً جو شخص کہ مشائخ
 وضع ہی او سکوکسی مشائخ کے ساتھ تکبر پیدا ہو
 تو چاہئے کہ او کے ساتھ ایسا معاملہ کرے کہ لوگوں کے
 ذہن میں یقین ہو کہ یہ شخص اوس شخص سے فائدہ پانے
 والا ہی اور طریقت کا فائدہ اوس شخص سے اسنے حاصل
 کیا ہی اور جو کچھ اس شخص میں نقصان تھا سو اوسکی صحبت
 سے پورا ہو گیا * ۹۰ فائدہ * علاج ریا کی بطریق تمثیل
 کے یہ ہی کہ مثلاً ایک ریا نما زمین آپر اتوا اوس خیال کو

حتیٰ المقدّر اپنے دفع کرے اگر باوجود کوشش کے دفع نہوا
 تو کیا کرے کہ ریا کے لمبے کو گن رکھے مثلاً ایک گھری یا
 دو گھری یا پاد گھری ریا تھا تب وقت تنہائی میں مثلاً رات کو
 کہ نری تنہائی ہوتی ہی اور کسی آدمی کو اطلاع نہیں ہوتی
 نماز شروع کرے اس طرح سے کہ اگر دو گانی نماز میں ریا
 آیا تھا تو دو رکعت اور اگر چہار گانی میں آیا تھا تو چار رکعت
 اوتنے لمبے تک جتنے لمبے تک ریا رہا تھا حضور دل اور خلوص
 تمام کے ساتھ ادا کرے اور اگر اوس وقت بھی خلل
 ہو تو جس نماز میں کہ خلل ہوا اوس نماز کو حساب میں
 نہ لاوے پھر دوسری نماز اوتنے لمبے تک پرھے یہاں تک
 کہ اون لمبوں کے شمار کے موافق خلوص کے ساتھ ریا سے
 صاف نماز ادا ہوا اور جب تک اوتنی گھری تک ایسی نماز
 ادا نہو تب تک نفس کو ہرگز پھورے اور اسی طرح سے اگر اللہ
 دینے میں زیادہ پیش آوے تو اپنے نفس کو دھمکاوے
 کہ خبردار جو مال کہ تجھ کو بہت پیارا ہی اوسمیں سے اسکا وہ گونہ
 خرچ کروں گا اور اللہ دون گا اگر نفس دھمکانے سے باز نہ
 آوے تو دیکھا ہی کرے بلکہ نفس کی کمال سرہنگی اور

شرارت کے وقت اپنے نفس سے کہہ کہ تو جنت پر
 چاہے پیت بھر کے اپنا کام کر لے انشاء اللہ تعالیٰ اسکی
 معزاور واقعی پاویگا پھر نفس کی سرہنگی کے موافق ادا کرو
 مراد کے جیسا کہ مذکور ہوا اور فرض کے ادا کرنے میں ریا
 نہیں ہی ریاسن اور نواقص میں ہی لیکن سنتوں اور
 نفلوں کو بھی اس خیال سے کہ ریا درپیش ہو اہی یا ہوگا
 ترک نہ کرے بلکہ سنتوں اور نفلوں کو پرہ اور ریا کی
 دوا جیسی مذکور ہوئی عمل میں لاوے * ۱۰۰ افادہ * علاج
 کینہ کی یہہ ہی اگر کینہ دل سے تجاوز کیا ہو یعنی کوئی بات یا
 حرکت کینہ کی ظاہر ہوئی ہو تو اسکی علاج یہہ ہی کہ جس
 شخص سے کینہ آیا ہو اس کے ساتھ وہ معاملہ کرے کہ اس کے
 دل میں اخلاص پیدا ہو اور صرف ظاہری اخلاص کا اعتبار
 نہیں ہی جب تک کہ اخلاص دل سے نہو اور اگر کوئی بات
 یا حرکت کینہ کی جہت سے ظاہر ہوئی ہو تو اسکی علاج
 یہہ ہی کہ اس شخص سے معاف مانگے اور اپنی قصور کا
 اقرار کرے اور دوستی اور اخلاص میں جیسا کہ غیت اور
 صد کے علاج میں کھو لکر بیان ہو چکا ہی کوشش کرے

✽ اافادہ ✽ جب بطور یادداشت کے کہ سابق مذکور ہوا
 اُن باتوں کا ملاحظہ ہمیشہ کریگا تو امید قوی ہی کہ تصفیہ حاصل
 ہوگا لیکن بمجرد اس بات کے کہ دل میں اوسکے تصفیہ
 اور تنجیہ کا گمان ہووے اوس پر اعتماد نہ کرے بلکہ اوسکا
 امتحان یعنی آزمائش کرے اور امتحان کی طریق کو بخوبی سمجھ
 کے اپنے تئیں اوس طریق سے آزماوے مثلاً ایک درویش
 خانقاہ نشین نے ایک امیر کو کمال حشمت اور شوکت
 اور برے طمطراق کے ساتھ دیکھا اور کچھ رشک اور
 حسد اپنے دل میں پنا یا تو نجائیے کہ میں حسد سے پاک ہوں
 بلکہ اس خصلت زدیلہ سے اوسکا پاک ہونا اوس
 وقت ظاہر ہوگا کہ ہم پیر یعنی پیر بھائی اور ہم خانقاہ اور ہم
 نسبت اور ہم پیشہ اوسکا اوسے اشغال اور اعمال
 میں مشغول ہو جس میں یہ مشغول ہی اور اوسکو تھوڑے
 ہی دن میں فائدہ بے شمار حاصل ہو جاوے اور جس
 کام کے واسطے اسنے مدت دراز تک محنتیں اوتھایا ہی
 اوسے کام میں اوسکے پیر بھائی نے تھوڑے دنوں میں بغیر محنت
 کے نام نکالا اور اوسکے روبرو اوسکی سبقت ظاہر ہو گئی اور

اوس کام کے داناؤں اور خائفانہ نشینوں اور اوس کے
مرثہ کی زبان سے جو اوس خائفانہ کا سر دار ہی اوس
بیر بھائی کی چالاکی اوس کام میں مشہور اور معروف
ہو دے اور اس سبب سے اوسکی تعظیم اور توقیر
برے برے مشایخ کرنے لگیں تو باوجود اس کے اس
شخص کو اس لحاظ سے کہ وہ شخص اس کا ہم پیر ہی
اور یک خائفانہ کا بیٹھنے والا اور ہم نسبت اور ہم پیشہ
ہی ایک بشت اور فرحت حاصل ہو دے اور کسی
طرح سے سوزش اور قلق اوس کے دل میں نگہ رکھے تب
اس وقت البتہ اوس شخص کا دل حد کے ذیلہ سے
پاک ہو اور علیٰ ہذا القیاس عالم اور سپاہی اور اشراف
اور اہل عرفہ کا حال جدا جدا سمجھا جائے

فصل تیسری ذکر میں اودن چیزوں کے جو عبادت

میں خلل دالتی ہیں * اور اوسمیں دو ہدایت ہی

ہدایت اولی ذکر میں منکلات عبادات کے اجمال کے

ساتھ * ————— * اور اوسمیں دو

افادہ ہی * افادہ * عبادتوں کے منکلات میں سے عمدہ

محل اللہ تعالیٰ کے نام کی محبت اور تعظیم کا کم ہونا ہی ہرچند ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کے نام کی محبت اور تعظیم ہوتی ہی لیکن اس حد کے ساتھ کہ موجب کامیابی کا ہو اور جس وضع کے ساتھ بزرگان دین کو محبت تھی نہیں ہوتی اس بات کی تفصیل یہہ ہی کہ محبت اور تعظیم کیو اسطے ایک طور کی غایتیں اور غرضیں ہوتی ہیں سوا انہیں غایتوں اور غرضوں کے موافق محبت اور تعظیم مختلف ہوتی ہیں مثلاً ایک شخص اللہ کے نام کے ذکر کو قید و ن اور شرطوں اور برے اہتمام کے ساتھ ہمیشہ کیا کرتا ہی اس غرض سے کہ اسی نام پاک کے برکت سے بھکے نوکری چند روپیئے کی حاصل ہو یا کسی سردار یا امیر کے روبرو معزز ہوں پس جس قدر وہ غرض عزیز تر ہوگی اُتنا ہی تعظیم اور محبت بھی زیادہ تر ہوگی دنیا کی غرضوں میں سے بری غرض سلطنت اور بادشاہی ہی اگرچہ اس عمدہ غرض کے واسطے جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کا نام یاد کرے گا اس سبب نہ کے نام پاک کی محبت اور تعظیم اس شخص کے دل میں بیانسے زیادہ ہوگی لیکن بموجب مضمون اس

ایت کے * قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَآئِلٌ * نوکھہ قایدہ دنیا کا
 تھوڑا ہی اور بموجب مضمون اس حدیث کے *
 لَوْ كَانَتْ الدُّنْيَا تَعْلَلٌ عِندَ اللَّهِ جُنَاحٌ بِعُوصَةٍ مَا سَقَى كَافِرٌ مِنْهَا
 شَرْبَةً مَّاءٍ * اگر ہوتی دنیا اللہ کے نزدیک برابر ایک پھیر
 کے پر کے تو نہ پلاتا کسی کافر کو اس دنیا سے ایک گھونٹ
 پانی کا دنیا ایک چیز فانی قلیل اور ذلیل ہی سو جس شخص
 نے اللہ کے نام کو اس کے حاصل ہو نیکا واسطہ تھرا یا
 اس نے اس بلند نام کی قدر اور مرتبہ نجانا اور ایسا بہت
 ہوتا ہی کہ یہی حقیقت دنیا کی دینداری کے لباس میں ظاہر
 ہوتی ہی اور اپنے تئیں دینداری کی وضع میں چھپ کر ظاہر
 کرتے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کا ذکر ہمیشہ برابر کرنا اس نیت پر کہ
 کچھ کمال حاصل کروں اور اس کمال کے وسیلہ سے بادشاہ
 اور امیر لوگ اور برے برے عزت اور اعتبار والے
 میرے آگے سر جھکا دیں اور میرے پاس التجلا دیں اور
 میرا نام و نشان اور میری کمالات کا شہرہ مدت دراز
 تک باقی رہے اور دور دور اور اڑ شہروں اور ملکوں میں
 میری ولایت کا ادا اذہ پھیل جاوے اور حقیقت میں

اد کے حق میں سورہ زخرف کی اس آیت کا مضمون تھیک
 آتا ہی * وَإِنْ كُلٌّ ذَلِكَ لَمَّا مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
 وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ * اور یہ سب کچھ نہیں مگر
 برتن دنیا کے جینے کا اور بھلائی عاقبت کی تیرے رب کے
 نزدیک دروا لون کو ہی اس بات کا بیان حدیث شریف
 میں جو مشکوٰۃ مصابیح میں کتاب العلم کی پہلی فصل میں ابو
 ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے صاف موجود ہے
 اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شہید اور ایک قاری اور
 ایک سخی کو حساب کے روز حاضر کرینگے اور یہ
 سب حق تعالیٰ کی رضا جوئی میں اپنے کمال کو شش کر نیکیا بیان
 کرینگے وہ ظہر اور باطن کا جاننے والا جو دل کے بھید سے
 خبر دار ہے ہر ایک کو اذن کی نیت پر کہ اذن کو اپنا ٹہرہ
 منظور تھا خبر دار فرما کے دوزخ میں ڈالینا حکم فرما دیگا
 اس بیان سے کوئی یہ گمان نہ کرے کہ اللہ کا ذکر روزی یا
 دنیاوی کاموں کے طلب کرنے کے لئے حرام و منع ہے
 کیونکہ یہ بات صریح خلاف ہے اذن آیتوں اور حدیثوں
 کے جس میں اللہ کا ذکر کر کے دنیا کے طلب کرنے کا

بیان ہی بلکہ اس مقام میں غرض ہی اللہ تعالیٰ کے نام کی محبت اور تعظیم کے درجوں کے تفاوت کا بیان کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے نام ذکر کرنیوالے اور درجوں میں مختلف ہوتے ہیں اور حدیث مذکور میں جو تینوں فرقے کے آگ میں دانے کا بیان فرمایا سو اسکی شرح یہہ ہی کہ جو کام ایسے ہیں کہ ان سے رخصا مندی حق کی بھی طلب کر سکتے ہیں اور دنیا بھی ان سے حاصل کر سکتے ہیں سو انکا ادا کرنا دو وجہ پر ہوتا ہے ایک وجہ یہہ ہی کہ ان کاموں کو ادا کرے اور ظاہر کرے کہ میں ان کاموں کو محض اللہ بجالایا ہوں اور حالانکہ اپنے دل میں اللہ تعالیٰ رخصا مندی کے سوا دوسری چیز کے حاصل کرنے کی نیت کیا ہو تو اس کام کا کرنیوالا بارگاہ الہی سے البتہ راندہ ہوا ہی اور آگ میں داخل کرنے کے قابل ہی اور حدیث شریف میں ایسے ہی شخص کے حال کا بیان فرمایا ہی اور دوسری وجہ یہہ ہی کہ انہیں کاموں کو بجا لاوے اور اپنے دل کی نیت کے موافق کہ غیر خدا کی طلب کے واسطے ان کاموں کو بجالایا ہی ظاہر کرنے تو یہہ شخص اگرچہ بارگاہ الہی میں حقیر ہی لیکن

استدرا نہیں کہ اوس کے حق میں آگ کے اندر داخل کرینا
 حکم صادر ہو اور بھی جانا چاہئے کہ یہی کاروبار دنیا کے ہیں
 کہ صحیح نیت کے سبب سے عمدہ عبادت ہو جاتے ہیں
 مثلاً نیند ہی کہ اوس میں سر اسر غفلت اور پردہ معلوم
 ہوتا ہی سو ہی نیند صحیح ارادہ اور درست نیت کے سبب
 سے اہل ریا کی عبادتوں سے بہتر ہو جاتی ہی جو شخص کہ
 خالص اللہ کے واسطہ بندگی کرتا ہی اوس کی حواس
 جاگنے کے سبب سے جو وقت پریشان ہوئے اور
 مناجات کی لذت اور عبادت کی کیفیت میں خلل
 پر جاوے اور وہ مخلص بے ریا اور کس لذت اور
 کیفیت کے حاصل ہونے کو سونے میں موقوف سمجھ کر
 اسی ارادہ اور نیت پر سو رہے تو اوس کا سورہنا سیکر دن
 ریاکار اور غافل کے نماز سے بہتر ہو گا بلکہ اوس شخص کے
 سوئے کو اوس ریاکار کے نماز سے کچھ نسبت ہی نہیں ہی
 کہ اوس کی نماز کو بہتر کہا جائے بلکہ نماز اوس کی موجب دوری
 اور نارضا مندی حق کی ہی اور ملکوت سے اوس پر
 نصیب برستی ہی اور اوس سوئے والے پر صد بار جہمت

الہی اور رخصانہ کی اور خوشو دی حق کی پہنچتی ہی
 دونوں مرتبوں کے درمیان بہت تفاوت ہی اور
 جب تفاوت دنیا کی غرضوں میں معلوم ہوا تب اس طرح
 سے آخرت کی غرضوں کو بھی سمجھا چاہئے ہر چند آخرت کی
 عرض سب ہی بہتر ہی لیکن انہیں بھی مرتبہ اور درجے کا
 تفاوت یثمار ہی اہل جنت کے مرتبہ اور درجے
 کے تفاوت سے آخرت کی غرضوں کے تفاوت کو معلوم
 کرنا چاہئے مثلاً کوئی جنت کے اوپر کے بالا خانہ میں رہینگے کوئی
 نیچے کے محل میں کسی کو اللہ تعالیٰ کی دیدار ہر روز نصیب
 ہوگی کسی کو جمعہ کے روز اور کسی کو عید کے دن اسی
 تفاوت سے اہل جنت کی نیت کا تفاوت معلوم ہوتا
 ہی جسکی جتنی نیت صاف اور خالص ہوگی اوسکو
 اُس قدر درجہ اور مرتبہ ملے گا دیکھو یہی خصال فطرت
 یعنی خصلتیں اسلام کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خصلتوں
 کے بحالانے کو حکم فرمایا کہ ابراہیم خلیل اللہ صلی اللہ علیہ
 نبینا و علیہ کو ازما یا جب ان خصلتوں کو حضرت ابراہیم
 بحالانے اور آزمائش میں پورے تھکے تب اللہ تعالیٰ

نے اونا کو امامت کبریٰ کے مرتبہ میں پہنچایا فطرت اسلام
 کی یہ ہئیں سواک کرنا اور مضمضہ اور استشق
 اور فرق یعنی سر کے بال کا چیرنا جسے مانگ اور سیتی
 بولتے ہئیں اور موخچھہ کو کم کرنا اور استنہی اور
 پاکی لینا اور ختنہ کرنا اور بغل کے بالوں کو اکھاڑنا
 اور ناخن ترشوانا دیکھو یہی کام تو سب مسلمان کرتے ہئیں
 پھر سب کو درجہ امامت کبریٰ کا کیون نہیں ملتا آخریت کے
 تفاوت کا باعث ہی اور یہی نماز اور روزہ اور تلاوت
 اور ذکر کرنا اور جہاد اور حج ہی کہ اسکے ادا کرنے میں
 صدیق اکبر اور فاروق اور مثل انکے اور صلی کے مراتب
 میں بسبب تفاوت نیت اور قصد کے فرق ہوا تو بس
 سب سے بہترین اور غرض اوس سبحانہ کے نام پاک
 کی محبت اور تعظیم میں اوسکی رضا جوئی ہی اوس نام
 پاک سے اوسکی رضا اور خوشنودی کے سوا کچھ بچا ہے
 اور دنیا اور آخرت کے مطلب کو اپنی اجرت بخانے
 بلکہ پرلے درجہ کا انعام جلیل القدر کہ جسکے برابر کوئی
 نعمت دنیا اور آخرت کی نہیں ہو سکتی بھی ہی کہ توفیق

اور قوت اور اس کے نام پاک کے ذکر کاپایا اسی انعام کو کہ صرف
 اس سبحانہ کی توفیق اور قوت سے ہی خوب شرح
 اور بسط کے ساتھ سمجھنے کے اور دل میں جگہ دے کے
 تہ دل سے خوش اور اس سبحانہ تعالیٰ کے احسان کا
 ممنون ہووے اور شرح و بسط اس انعام کی یہہ ہی
 کہ ذکر شروع کرے اور اس کے اسباب کو ملاحظہ کرے
 کہ یہہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی تمام جو ارح اور اعضا
 اور حواس ظاہری اور باطنی ہر ایک کو ذکر کنی توفیق کہ وہ
 خاص لوگوں پر انعام خاص ہی وہ بھی اوسکی طرف سے ہی
 کیونکہ بہت شخص کہ اس کے سب اعضا اور قوا اور دل
 اور زبان اور فہم اور دانش درست ہیں اور ہزار دن
 تقریریں اور فکرین دنیا کے کاروبار کی اونکی زبان اور دل
 پر گزرتی ہیں اور جس وقت ارادہ زبان کے ذکر یا دل کے
 فکر کا کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس وقت
 اونکی زبان میں ایک ایسا بوجہ اور دل میں ایک ایسا
 وہم ظاہر ہوتا ہے کہ ہرگز ذکر اور فکر نہیں ہو سکتا ہی حاصل
 کلام کا یہہ ہی کہ صرف جاری ہونا اللہ کے نام کا انسان

کی زبان پر بہت بری نعمت ہی اس انعام کو تمام
 نعمتوں سے بہتر جان کے اپنے ذکر کی مزدوری میں دوسرے
 ثواب کے طلب کرنے سے چشم پوشی کرے پس
 اس وضع کی تعظیم اور محبت اللہ تعالیٰ کے نام کی اصل
 اور بنیاد رکے کمالات کی ہی ✽ ۲۱ فادہ ✽ عبادتوں
 کے مخالات میں سے عمدہ نمونہ شریعت کے احکام اور
 عبادات کا اہتمام نہ کرنا ہی اور اس اہتمام نہ کرنے کی
 اصل بنیاد یہی ہے کہ حق تعالیٰ کی رضا جوئی کی راہ اون
 لوگوں کے ہاتھ سے گم ہو جاتی ہے اور اسکی دو صورت
 ہیں ایک صورت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی رضا جوئی کا خیال
 دل میں نہیں گذرتا ہی بلکہ انکی نظر کے سامنے اپنا کمال
 جو فی الحقیقت نقصان ہی رہتا ہے دوسری صورت
 یہ ہے کہ اس سبب نہ کی رضا جوئی کا قصد ہوتا ہے لیکن
 رضا جوئی کی راہ پہنچانے میں اول سے خطا واقع ہوتی ہے
 اون کے خیال ناقص میں جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب
 معلوم ہوتا ہے اور سیکو اللہ تعالیٰ کی رضا کا وسیلہ بناتے ہیں
 یعنی بعض لوگ چونکہ کے خلاف شرع کام کو اپنی عقل

نافس کے موافق اللہ تعالیٰ کی رضا کا وسیلہ سمجھنا ایسے ہیں
 مثلاً بعضے سو اسے سوا دتھکے یا حاضر و ر سے آ کے غسل
 کر لیا کو موجب رضا کا سمجھتے ہیں اسمیں نماز میں خلل ہوتا ہی
 یا بعضے اپنے وہم کی بنائی قید و بند سے تھم اپنے خانقاہ یا دارے
 میں بیٹھ رہنے کو موجب رضا کا سمجھتے ہیں اسمیں جمعہ اور
 عیدین اور جنازہ نمیں حاضر ہونے میں خلل ہوتا ہی و
 علیٰ ہذا القیاس انتہی اور حقیقت یہ ہی کہ اپنے تئیں
 اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کئی راہ سے محض بھولا ہوا معلوم
 کر کے اندھے کے مانند یا بصیر اندھ بیدار کو ہمیشہ اپنی زبان
 حال کا در دکرے یعنی زبان حال سے ہمیشہ پکارا کرے
 کہ اے اللہ والے مجھ اندھے کا ہاتھ پکڑ اور حضرت
 حق کے کلام ازلی کو جو نبیوں میں سے اپنے کام نبی کے حق میں
 فرمایا ﴿وَجَلَّكَ ضَالًّا فَهَلْ عَلِمْتَ﴾ اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ
 سمجھائی اور حدیث قدس کو کہ زبان صادق البیان سے
 سرور عالم کے کہ ﴿كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَن هَدَىٰ اللَّهُ﴾ یعنی تم
 سب راہ بھولے ہو مگر جس کو میں نے راہ سمجھائی خوب
 سمجھکے حق تعالیٰ کی رضا کی راہ کو حق تعالیٰ کے خیر دار کرنے

موقوف اور منحصر جانے اور شرع شریف کو جو بری مضبوط رسی اور برا مضبوط ہاتھ کا سہارا ہی اپنی اندھے کی لاتھی سمجھ کے اوسکے خلاف طریق کو اپنی بھلائی کا موجب کبھی نہ جانے اگر پر اوساو شرع شریف کی مخالفت راہ چلنے میں کسی کمال کا شبہ ہو مثل کثف اور کرامت اور خرق عادت اور انوار اور تجلیات کے ظاہر ہونے اور ارواح اور آسمان کے لوگوں کی مصاحبت کے * ن * ساک نامقبول میں اس محل کے موجود ہونے کی نشانی یہ ہے کہ جیسا اہتمام اور ادشاخ یعنی مشائخ و ظیفہ میں کرتے ہیں اوسکا دسواں حصہ اہتمام فرض کے ادا کرنے میں نہیں کرتے بلکہ جوفت شیطان لعین اس جماعت پر غالبہ پاتا ہے اس آیت کے مضمون کے موافق جو نوین پارے سورہ اعراف میں ہے * ^{وَاِخْوَانِهِمْ يَمُدُّهُمْ فِي الْغَيِّ} ^{وَلَا يَصْرُونَ} اور جوشیطان کے بھائی ہیں وہی شیطان ادا کو کھینچتے ہیں غلطی میں پھر دے کہی نہیں کرتے ادا نہ لوگوں کو راہ حق سے بہت دور لیجاتا ہے تب نماز کو مثل پیگار سے لگا کر ماکم وقت کے جانتے ہیں اور اس قدر وقت

جو نماز اور وضو میں گزرتا ہی بیفائدہ معلوم کرتے ہیں اور اپنا کارآمد فی نہیں جانتے ہیں معاذ اللہ من ذلک اور یہ حال اذن لوگوں کا ہی جن پر اسلام کا نام پکارا جاتا ہی اور جو لوگ کہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں استقامت میں اونکے حال کی گفتگو نہیں ہی * دوسری ہدایت * مَحَلَّاتِ عِبَادَاتِ یعنی عبادتوں میں خلل ڈالنے والی چیزوں کی تفصیل کے ساتھ اور اونکی علاجوں کے ذکر میں اور انہیں تین افادے ہیں * ۱۔ افادہ * محل نماز کا نفس اور شیطان دونو ہوتا ہی نفس اس طور سے کہ کسالت یعنی دھیل اور اسکت کرتا ہی اور اپنا آرام چاہتا ہی اور ارکان کے ادا کرنے میں جلدی کرتا ہی تاکہ جلد تر فارغ ہو کے سو رہے یا آرام کرے اور اپنی خواہش کی چیزوں میں مشغول ہوے اور نماز پڑھنے میں قیام اور رکوع اور سجدہ اور قعود بطور مسنون کے ادا نہیں کرتا بلکہ مثل دبلے پتے کمزوروں کے اور فالج والوں کے اعضا میں ایک اسکت اور سستی اور دھیاپی پیدا ہوتی ہی اور نماز کے ادا کرنے کی پروا نہ رکھنے کے سبب سے طرح اتفاق

موقوف اور منحصر جانے اور شرع شریف کو جو بری مضبوط رسی اور برآمد مضبوط ہاتھ کا سہارا ہی اپنی اندھے کی لاتھی سمجھ کے اوسکے خلاف طریق کو اپنی بھلائی کا موجب کبھی بنانے اگر پہاڑ اوسکو شرع شریف کی مخالف راہ چلتے ہیں کسی کمال کاشت بہہ ہو مثل کشت اور کمر امت اور ہرق عادت اور انوار اور تجلیات کے ظاہر ہونے اور ارجح اور آسمان کے لوگوں کی مصاحبت کے * ن * ساک نامقبول ہیں اس محل کے موجود ہونے کی نشانی یہ ہے کہ جیسا اہتمام اور ادشاخ یعنی مشائخ و وظیفہ میں کرتے ہیں اوسکا دسواں حصہ اہتمام فرض کے ادا کرنے میں نہیں کرتے بلکہ صرف شیطان لعین اس جماعت پر غلبہ پاتا ہے اس آیت کے مضمون کے موافق جو نوین پارے سورہ اعراف میں ہے * ^{وَاِخْوَانِهِمْ يَعْلَمُ} ^{وَنَهْمُ فِي الْغِي} ^{وَلَا يَقْصِرُونَ} * اور جو شیطان کے بھائی ہیں وہی شیطان اوسکو کھینچتے ہیں غلطی میں پھر دے کسی نہیں کرتے ان لوگوں کو راہ حق سے بہت دور لیجاتا ہے تب نماز کو مثل پیگار سرکار ماکہ وقت کے جانتے ہیں اور استہر وقت

جو نماز اور وضو میں گد رتا ہی بیفائدہ معلوم کرتے ہیں اور اپنا کارآمد فی نہیں جانتے ہیں نماز اللہ من ذلک اور یہ حال اوں لوگوں کا ہی جن پر اسلام کا نام پکارا جاتا ہی اور جو لوگ کہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں استقامت میں اؤنکے حال کی گفتگو نہیں ہی * دوسری ہدایت * محملات عبادات یعنی عبادتوں میں خلل والے والی چیزوں کی تفصیل کے ساتھ اور اؤنکی علاجوں کے ذکر میں اور انہیں تین اڈے ہیں * افادہ * محمل نماز کا نفس اور شیطان دونو ہوتا ہی نفس اس طور سے کہ کسالت یعنی دھیل اور اسکت کرتا ہی اور اپنا آرام چاہتا ہی اور ارکان کے ادا کرنے میں جلدی کرتا ہی تاکہ جلد تر فارغ ہو کے سو رہے یا آرام کرے اور اپنی خواہش کی چیزوں میں مشغول ہو کے اور نماز پڑھنے میں قیام اور رکوع اور سجدہ اور قعود بطور مسنون کے اوانہیں کرتا بلکہ مثل دبلے پتلے کمزوروں کے اور فالج والوں کے اؤنکے اعضا میں ایک اسکت اور سستی اور دھیا ہی پیدا ہوتی ہی اور نماز کے ادا کان کی پروا نہ رکھنے کے سبب سے حطرح اتفاق

پر جاوے اور سیطرہ سے یا جس وضع سے بدن کو آرام
 دیتا ہی اور اس وضع سے اپنے ہاتھ پاؤں اور غیرہ
 اعضا کو رکھتا ہی اور اسی طرح تپ و الونکی طرح
 جو اس باطنہ کی پراگندگی اور وہم اور خیال کی پریشانی
 اور یکے حال پر عارض ہو کے نماز کے طرف متوجہ ہونے
 میں قوائے ظاہرہ اور اعضاے باطنہ کو خلل عظیم میں دالتی
 ہی نفس تو اس طور پر فحل ہوتا ہی اور لیکن شیطان
 سو وسوسہ داتا ہی اور بدترین وسوسہ شیطانی یہ ہی
 کہ نماز کی شان کو ہلکی معلوم کرنا اور نماز کی پروا نہ کرنا اور
 نماز کو چند ان بکار آمد نہ جاننا اور یہ وسوسہ بہت جلد
 کفر تک پہنچا دیتا ہی کیونکہ اس صورت میں نماز کی فرضیت کا
 انکار کرنا اور حقیر جاننا لازم آتا ہی اور آدمی کافر ہو جاتا ہی
 اور ادا و وسوسہ شیطان کا یہ ہی کہ رب العزت کے
 حضور میں کھڑے ہو کے اور سوا حاضر سمجھ کے عرض کرنے
 اور کلام کرنے اور کلام سننے اور مناجات کی لذت پانے سے
 غافل کر کے اسطریق سے کہ رکعات یا تسبیحات کو نماز کے بخوبی
 یاد رکھنا پڑے مبادا کوئی سنہو یا غلطی واقع ہو یا حافظ قرآن

کو قرآن کی مشابہات میں داناہی کہ اوسکو خیال میں رکھے
 غالی سے بچنے کے لئے باوجودیکہ اوسے نمازی نے ایک بار یا دو بار
 یا سو بار آزمایا ہی کہ حضوری کے باقی رہنے میں بھی نہ رکعات
 اور تسبیحات کے گنتی میں کچھ خلل پرتا ہی اور نہ قرآن
 پڑھنے میں مشابہہ لگتا ہی یہہ مگر شیطان کا ہی اور اوسکی
 غرض رکعات اور تسبیحات اور مشابہات کا یاد دلانا
 نہیں ہی بلکہ اوسکی غرض یہہ کہ نمازی کو اعلیٰ مرتبہ سے
 ادنیٰ مرتبہ میں اتار کے تاکہ ایسا کرتے کرتے مقصود اصلی
 میں پہنچاؤ کے اور مقصود اصلی اس رجیم کا وہی انکار
 اور کفر ہی اگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اوس کا یہ مقصد
 حاصل نہ ہوا تو لاچار ہو کے موافق مضمون اس مثال کے
 ﴿ اِذَا فَا تَكَ اللّٰحْمُ فَا شَرَبِ الْمَرْقَةَ ﴾ * یعنی جب تجھ کو
 گوشت نہ ملے تو شوربا ہی پی لے آمستہ آمستہ گاؤ خر کے
 خیال میں پہنچاتا ہی تاکہ نمازی کی یہ صورت ہو جاتی ہی
 کہ ہر زبان تسبیح و وردل گاؤ خر * جو کچھ کہ حق تعالیٰ کی حضوری
 کے سوا ہی سب گاؤ خر کی تمثیل میں داخل ہی گاؤ ہو یا
 خر ہاتھی ہو یا اوندت اب طالب علم لوگ یہہ نجائیں کہ ہمارا

غور کرنا صیغہ اور ترکیب میں اسمیں داخل نہیں ہی
 ہیہات ہیہات ایسا نہیں ہی جو دے خیال کرتے ہیں بلکہ
 یہ مضمون گاؤں کے خیال سے زیادہ نماز کا نکل ہی اور
 عالم فقہ دان لوگ یہ معلوم نہ کریں کہ عربی کے قاعدہ
 بموجب قرآن شریف سے مسئلہ نکالنے کا غور کرنا نماز
 کو کامل کرتا ہی بلکہ نماز کو ناقص کرتا ہی اور مکاشفہ والے
 لوگ یہ معلوم نہ کریں کہ نماز میں اپنی ہمتوں اور قصد و ن
 کو متوجہ کرنا مرثہ کے برزخ یعنی صورت کا خیال کر کے با
 ارواح اور فرشتوں کی ملاقات کی تلاش نماز کے اندر
 کرنا بھی نماز میں کا حاصل کرنا ہی کیونکہ نماز مومن کی معراج
 ہی سو ایسا ہرگز نہیں ہی یہ متوجہ کرنا ہمتوں کا ایک شاخ
 ہی شرک کی گوکہ شرک خفی بلکہ اخفی یعنی برسی چھپی
 ہوئی ہو اور کوئی یہ بھی نجانے کہ نماز میں عجیب اور غریب
 مسئلوں کا ظاہر ہو جانا اور ارواح اور فرشتوں کا ظاہر
 ہو نا نماز میں برا ہی بلکہ ہمت اور قصد کا متوجہ کرنا اس کام
 میں اور اس مدعا کو نیت میں لانا مخلصوں کے خلوص کا مخاف
 ہی اور لیکر ظاہر ہو جانا مذکور چیز دن کا سو فائزہ خلعتوں کی

قسم سے ہی دریائے حضور میں حق تعالیٰ کے جو مخلصین
 کہ دوڑ رہے ہیں زیادتی عنایت کے سبب سے اونکو
 اون خلعتوں سے سرفراز کرتے ہیں تو ان چیزوں کا
 کھل جانا ان کے حق میں ایک کمال ہی کہ اوسنے عالم مثال
 میں صورت پکڑا ہی * من * خواب یا نفی کی حالت
 میں جو ارواح ملاقات اور سیر کرتی ہیں سو عالم مثال ہی
 انتہی اور نماز انکی ایسی عبادت ہی کہ اوسکا پھل دیکھنے
 میں آتا ہی مان مصلیٰ باکمال سے عین نماز کے اندر جو دعائیں
 حاجات کی صادر ہوتی ہیں سو نماز کا کمال ہی اگرچہ وہ حاجت
 معاش کی قلیل ہی ہو سبب اسکا یہ ہی کہ وہ مصلیٰ
 باکمال جاتا ہی اور اعتماد کامل رکھتا ہی کہ حاجت
 روائی صد مطلق ہی کے ذات میں منحصر ہی اور نفس کے
 ساتھ حاجتوں میں مشورت کرنا برے دوسوے کے قسم
 سے نقصان نماز کا ہی اور جو حضرت عمر رض عنہ سے مشغول
 ہی کہ لشکر کے سامان کی تدبیر نماز کے اندر فرماتے تھے
 سو اس قصہ پر منور ہونا اور اپنی نماز کو تباہ کرنا پناہیئے * بیت *
 کار پاکان را قیاس از خود بگیر * گرچہ ماند ورنوشتن شیر و سیر *

پاک لوگوں کے کام کو اپنے پر قیاس نہ کرنا چاہئے اگرچہ
 لکھنے میں شیر اور سیر کی صورت ایک ہی معلوم ہو
 خضر علیہ السلام کو کشتی توڑنے اور بچہ بیگناہ کے
 بار نے نین ثواب عظیم تھا اور دوسروں کو گناہ برآ جناب
 فاروق کو وہ مرتبہ تھا کہ طیار ہی لشکر کی نماز کے اندر داخل
 نہیں ہوتی تھی بلکہ وہ بھی نماز کی کمالات میں سے گنی جاتی تھی
 کیونکہ اوس تدبیر کا الہام بھی خدا کی طرف سے آپ کے
 دل میں ہوتا تھا بخلاف اوس شخص کے کہ کسی دینا دے یا
 دینی کام کی تدبیر میں خود متوجہ ہووے جس پر وہ مقام
 کھاتا ہی سو جانتا ہی مان اس آیت کے مضمون کے
 موافق یعنی * ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ * اندھیریان ہٹن
 بعض اوسکی بعض پر * زنا کے وسوسہ سے اپنی بی بی
 کے ساتھ مجامعت کا خیال بہتر ہی اور اپنے مرث کے
 طرف یا کسی دوسرے بزرگوار کے طرف گو کہ جناب
 رسالت مآبؐ ہی ہوں ہمت اور ارادے کو معروف
 کرنا نہایت مرتبہ میں براہی اپنے گاؤں کی صورت میں
 دہن سے کیونکہ خیال مرث کا عظیم اور اجلال کے ساتھ

یہ ذل میں انسان کے جتنا ہی بخل و گداز کے خیال کے کہ نہ دوست پر حسد کی ہوتی ہی اور نہ تعظیم بلکہ ذلیل اور حقیر رہتا ہی اور یہ تعظیم اور بزرگی غیر کی کہ نماز میں مقصود ہوتی ہی شرک کے طرف کھیلتی ہی حاصل کلام و سوسے کے مرتبوں کے تفاوت کا بیان منظور ہی انسان کو چاہئے کہ خبردار ہو کہ کسی مانع اور روک کے سبب سے حق کی حضوری کے قصہ سے روکا جائے اور پس پانہو کے غرض اس مقام میں علاج اس فحل کی ہی اس وضع پر کہ ہر کس اور ناکس کی فہم میں آدے سے اگر دوسو سے ہرے قسم کا ہو تو خود التیجا کے ساتھ دعا کرے ہر چند ہر چیز فضل الہی پر موقوف ہی لیکن بعض چیزوں میں اسباب ظاہری چند ان داخل نہیں رکھتا ہی بلکہ اسکا حاصل ہونا فضل خدا ہی پر موقوف اور مربوط ہی اور بس اس دوسو اس کا دور ہونا بھی اسی قسم سے ہی یعنی فضل خدا ہی پر منحصر ہی اور اپنے مرث کی خدمت میں عرض کرے کیونکہ مرث اسکا دوس سے واقف کار زیادہ ہی شاید کہ کوئی تدبیر ایسی جو منید تر ہو بتلاویگا اور دعا کرے گا

اور اگر اس وسوسہ مذکور کے سوا کوئی دوسرا وسوسہ
 نفس یا شیطان کے طرف سے ہو تو علاج اویسی ہی ہے
 کہ اگر مثلاً وہ وسوسہ ظہر کے فرض میں پیش آیا تو فرض
 اور سنت سے فراغت کرنے کے بعد اس کو شش کے
 ساتھ کہ وسوسہ نگذرے تنہائی میں سولہ رکعت پڑھے
 اگر چار رکعت میں وسوسہ برابر ہا تھا اور اگر تمام رکعتوں میں
 خیالات نہ رہے تھے بلکہ بعض رکعت کو حضور کے ساتھ
 اور بعض کو خیالات کے آلودگی کے ساتھ ادا کیا تھا تب مقابلہ
 میں ہر رکعتوں کے جس میں وسوسہ گزرا تھا چار رکعت
 تمہارا حساب سے ادا کرے اور عصر کی نماز کی
 تدارک اور علاج مغرب کے بعد کرے اور تدارک
 مغرب کی بعد ادا کرے اور علیٰ ہذا القیاس اور عشا اور
 فجر کی تدارک بعد طلوع آفتاب کے کرے تاکہ نفل
 نامشروع نہ ہو ورنہ جب یہ کام نفس پر گراں اور
 دشوار ہی البتہ اس سے باز آویگا اور اپنے کو باز رکھے گا
 اور جب کہ نفس کسی کام میں قابو میں آوے گا شکر
 بجالا دے اور بدلے میں اس کے نفس کو رفاہیت اور آرام

پہنچا دے اور اسکی خواہش کے چیز مشروع کے بموجب
 اوسکو دیوے اور جس نے تہجد کا التزام کیا ہی اگر
 اوس سے تہجد کی نماز نفس اور شیطان کے مکر کے سبب سے
 قضا ہو جاوے تو صبح کو روزہ رکھے اور اگر روزہ میں کوئی
 خلل نفس اور شیطان ڈال دیں تو اوس رات کو جس
 رات سے روزہ لگا ہوا اور ملا ہو اسی تمام شب کی
 بیداری اختیار کرے اور شیطان جب مایوس اور ناامید
 ہوتا ہی تب نفس کو اپنا شریک کرتا ہی تاکہ مدعا اوسکا
 برآمد کے طرف اپنے نفس کی تنبیہ اور تاویب میں نفس
 اور شیطان دو نو شرارت سے باز رہتے ہیں بلکہ نفس
 حکم الہی کا فرمان بردار ہوتا ہی اور شیطان کی حکومت
 اور فرمان روائی انسان پر نہیں چلتی * ۲ افادہ * اگر زکوٰۃ
 کے ادا کرنے میں نفس تغلل پیش کرے یعنی حیاہ حوالہ
 کرے اور اوسکو گران سمجھے اور حکم خدا پر راضی اور
 شاکر نہ ہوئے تب زکوٰۃ سے چار گونہ اپنا مال حستہ شد
 خرچ کرے تاکہ نفس بار دیگر تغلل نہ پیش کرے اور نفس
 کو سمجھا دے کہ جتنا تو آراءے گا او تنہا ہی مال صرف کر دینا

۳۱۰ فادہ * حج اور جہاد صوقت فرض ہو کے اور
 اوسکے ادا کرنے میں نفس کو پست اور چالاک نہ دیکھے
 تو غور کرے کہ کون سی چیز باعث ہے کہ نفس اوسکے سبب
 سے حج اور جہاد کے ادا کرنے میں سستی کرتا ہے اور
 چیز کو چھوڑ دے مثلاً اگر ریاست اور حکومت مانع ہے
 اور سیکرٹن آرمی پر جو حکومت رکھتا ہے وہی سرداری
 روکتی ہے کہ حج اور جہاد پر پستی اور چالاک کے ساتھ عزم
 نہیں کرتا ہے پس وضع اور لباس اور خوراک اور پوشاک
 اور نشست اور برخاست کو اپنے بطور غربا اور ذلیلوں
 کے کرے ہر چند حج اور جہاد بلکہ جمیع عبادات
 باوجود جنگ اور مقابلہ نفس کے ادا ہو جاتا ہے لیکن جو رونق
 اور برکت کہ فرصت اور اطمینان میں حاصل ہوتی ہے
 وہ برکتیں نفس کے کشاکشی میں اصلاً ظاہر نہیں ہوتیں اور
 جب کہ نفس فرما بردار ہوا اور خوشی سے عبادت میں قدم
 رکھتا تب موجب برکتوں کا اور رونق عبادتوں کا ہوتا ہے
 اگر باوجود ور آنے کے کاروبار میں جہاد کے نفس اوسکے
 حق کو بخوبی ادا نہیں کرتا ہے اور اپنی جان بچاتا ہے تو جو کام

کہ مشکل تر ہو جس طرح کسی رئیس کا فر کو چھپکر غلو سے
 مین مارنا ہی اوسے مشکل کام کو اپنے اوپر لازم اور ضروری
 جان کے بجلاوے اور نفس کو سمجھاوے کہ اگر تو نامرہی
 کر یگا تو اسی طور سے تجھ کو ہلاکت میں دلوں گا یہاں تک
 کہ باز آوے اور کوشش جہاد کے کاروبار میں اس زمانہ میں
 امرمہم بلکہ اہم بہت عمدہ کام کرنے کے قابل ہی *

چوتھی فصل طاعتوں کے ادا کرنے کی طریق کے بیان میں
 اور اس میں ایک تمہید اور پانچ افادہ ہی * تمہید * اخلاق
 کے آراستہ کرنے سے اصل مقصود اور طاعتوں کے
 ادا کرنے سے غایت مطلوب اصلاح نفس کی ہی تاکہ
 چین پکڑے اور رذائل یعنی بری خصلتوں سے پاک ہو اور
 رذائل سے پاک ہونا عین متصف ہونا ہی نفس کا فضائل یعنی
 اچھی خصلتوں سے اور نفس کثے جو عوام اہل سلوک
 میں مشہور ہی سو محض خطا ہی کیونکہ نفس کو مارنا نہ خدا کی
 طرف سے حکم ہی اور نہ حیات رہتے ہوئے ممکن ہی اور
 جو کچھ ممکن ہی یعنی ہو سکتا ہی اویس کا حکم ہی یعنی نفس کی
 اصلاح کر کے احکام شرعی کا رام کر کے مثل اسکے کہ

انسان جاہل کو عالم بنا دے پس مار ماغلط ہی اور جو کچھ
 مارنے میں نفس کے محنت اور مشقت اور کھانے اور
 پینے کی قلت معمول رکھتے ہیں یہ بھی خطا ہی کیونکہ ان
 ریاضتوں سے نفس مارا نہیں جاتا ہی بلکہ بنیاد انسان
 کی مضبوطی اور بے طاقت ہوتی ہی اور مشکل عبادتوں
 کے قابل نہیں رہتا ہی اور ایسا بہت ہوتا ہی کہ نفس چستی
 اور چالاکی پر رہتا ہی جو اس میں شکستگی ظاہر ہو کے تو
 ایک وجہ سے شکستہ ہو گا اور بہتیری وجہوں سے تازہ
 ہو گا * افادہ * اسلام کے ارکان کے اصلاح کی بہتر طریق
 یہ ہی کہ اس ارکان کی عظمت اور برائی کو بخوبی سمجھے
 جب کہ فائدہ اور عزت اس میں بہت سمجھیگا اور اسے اصلاح
 کی تدبیر اور اس کا اہتمام بہت کریگا پس اسلام کے
 ارکان کی عظمت کی حقیقت کو دریافت کرنا خصوصاً نماز
 کی عظمت کی حقیقت کو بوجھنا نہایت دشوار ہی لیکن
 بحکم * مَا لَا يَدْرِي كَلَّهَ لَا يَتْرُكُ كَلَّهَ * کے معنی جو بالکل سمجھا
 نہیں جاتا ہی تو وہ بالکل چھوڑا بھی نہیں جاتا ہی نماز کی
 عظمت کا تصور اس شے لکھا جاتا ہی من بعد دوسرے

ارگان کا بھی حال بطور نمونہ کے کہنا چاہیے سو پہلے ایک
تمثیل سنا چاہئے مثلاً ایک بادشاہ ایسا ہی کہ جس کا
ملک نہایت لنبا چورا اور رعیتیں اور فوج اور سپاہ
ہزاران ہزار بلکہ اوسکے کارخانے بے نہایت اور بیشتر
جگہ جگہ اور ملک ملک میں قائم ہیں اور ہر کارخانوں پر قسم
قسم کے لوگ مقرر ہیں اور نوع بنوع کی چیزوں کو
ہر ایک کارخانہ میں مداخلت اور علاقہ ہی مثلاً چاہے
لوگ باوجود مراتب کے تفاوت کے اپنے کام میں مشغول
ہیں اور ریل گورڈیشمار بہتیرے کاموں میں لگے ہوئے
فرمان بردار ہیں اور علیٰ ہذا القیاس سپاہیں ایک کام میں ہیں
اور اہل قلم اور منشی دوسرے کام میں اور ہر ایک کو
اوسکے کام کے موافق مزدوری معین ہی اور جاہ اور عزت
مقرر ہی اور ہر ایک بسبب اوسے کام کے بادشاہ کی
جناب میں ایک علاقہ ایسا رکھتا ہے کہ اوس علاقہ کے
دریافت کرنے سے چھو لتا ہے اور اپنی سعی اور کام پر
نازان ہوتا ہے اور چونکہ جانتا ہے کہ بادشاہ بے پردہ کسی
کا محتاج نہیں ہے جو علاقہ کہ اوسکے ساتھ مجھ کو ہے اوسکی

عنایت سے ہی اور میرے عزت اور اعتبار کی پونجی
 ہی لیکن کارخانوں کے سارے لوگوں کو باوجود تفاوت
 درجے اور مرتبے کے اور ترقی کرنے بغضوں کے اعلیٰ درجے
 میں ایک کام اور عہدہ معین ہی کہ اس سے تجاوز ممکن نہیں
 اور اس واسطے اجرت اور عزت میں انہوں کے زیادت
 اور نقصان کے رو سے تفاوت نہیں ہی بعد اس کے ایک چیلہ خاص
 کو کہ اس کو نایب اور خلیفہ بنائے ہیں تصور کیا جائے کہ اس کو
 سارے کارخانوں کے قائم رہنیکار واسطہ تھرا کے اس کی
 حضوری کے لئے کئی وقت مقرر کئے ہیں تاکہ اوس وقتوں
 کے موافق حاضر ہو کے اپنی حاجتوں کو عرض کر کے اور حضور
 سلطانی کے حکموں کو سننے کے کارخانوں کے قائم ہونے کا
 مصدر ہو کے اور چونکہ اس کے لئے دربار داری کے اوقات
 ہمیشہ معین ہیں اور دربار میں حاضر ہونے کے لئے اوس
 وقت مقرر ہیں اس پر تاکید یہ ہی سارے کارخانہ والے
 اس کے حال کو دیکھتے اور اس کے مقام کے مشتاق رہتے ہیں
 اور ہر دربار میں نئی چیز کے ظاہر ہونے کا اور مرتبے کے باند
 ہونے کا احتمال رہتا ہی اور وقتوں کے تعین میں اور حضوری

کی تاکید میں ایک عنایت خاص بادشاہ کی طرف سے اور اس کے
 حال پر سارے گار خانہ والوں کی عقل پر ظاہر ہوتی ہی اور
 کھلتی ہی اور اسی سبب سے وہ چیلہ خاص سارے
 رعیتوں اور سپاہیوں اور منشیوں میں ممتاز اور معزز
 رہتا ہی اسطوریہ سے ساری مخلوقات کو پتھر سے لیکر
 فرشتے تک سمجھا چاہئے کہ احکام الہی میں لگے ہوئے سرگرم
 ہیں ہر چند فرشتے مقربین کو بری بری منضبین اور عمدہ عمدہ کام
 مقرر ہیں لیکن اپنے کام سے تجاوز نہیں کر سکتے ہیں حضرت
 جبریل علیہ السلام کو گار خانہ میں حضرت امیر افیل علیہ السلام
 کے دخل نہیں اور ایسہی حضرت امیر افیل کو جبریل کا مومن
 میں دخل نہیں اور علی ہذا القیاس جو حضوری اور منصب کہ
 حضرت جبریل کو ہی اور گو نہ اس سے کھتیا ہی اور نہ
 برہنہا لیکن کھتیا سبب اس کے نہیں ہی کہ موصوم ہیں اور
 نہ برہنہ کے لئے قصہ میراج کا گواہ ہی * بیت * اگر یک سر
 مو کے برتر پر م * فروغ تجلی بسوزد پر م * اگر ہر ایک بال
 کے زیادہ اور دون تو بدشمنی خدا کی جلاوے میرے پر
 کو حضرت آدم صلی اللہ کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کے واسطے

پیدا کیا اور بے نہایت کمالوں کی استعداد دیا۔ وہ بہتر سے
 کار خانوں کا مظہر کیا اور چتر ہذا اور اترنا یعنی مرتبہ بلند پر چتر ہذا
 اور بہت سے درجے میں پہنچنا حقیقت انسانی کے لیئے مقرر فرمایا
 اور انسان کے فرد ادا کو کہ حضرت آدم ہیں ایسے وجہ
 سے مظہر پور انبیا کے سارے افراد میں اس حقیقت کے
 جو بھید کہ وہ اس کا حامل ہی تاثیر کرے اور اس واسطے
 جیسا کہ چیلہ خاص بادشاہی کا سلطنت کے کاموں میں سے
 جو سارے بادشاہی نوکروں پر بستے ہوئے ہیں ہر کام
 کو کر سکتا ہی مثلاً جو کام کہ غد متنگاروں اور خواصوں سے علاقہ
 رکھتا ہی مثل جو تہ برداری اور مکھی اور رانے اور غیرہ
 کے اس چیلہ خاص سے بھی حاجت کے وقت تنہائی
 میں مستحق ہوتے ہیں اور ایسا ہی جو کام کہ انقیبوں اور
 چوہداروں سے علاقہ رکھتا ہی مثل پیغام پہنچانے کے
 کیلئے یا بلا لانے کے کیلئے اس چیلہ خاص سے بھی حاجت
 کے وقت ظاہر ہوتا ہی اور ایسا ہی جو کام کہ منشیوں
 اور متصدیوں سے علاقہ رکھتا ہی جیسا فرمان نویسی اور
 حساب نویسی اور جمع اور خرچ کا ضبط کرنا ہی اور

چیلہ سے بھی عند الحاجة طلب کرتے ہیں اور عمدہ کام سب مثل ایلمچی گری اور صوبہ داری اور لشکر کی سرداری کے اور جو کام کہ وزارت سے علاقہ رکھتے ہیں اوسکو بھی اوسمی پر قیاس چاہئے کرنے اور اسی طرح جو کام کہ فرشتے مدبرات امر سے علاقہ رکھتا ہی وہ کام بھی انسان فرد کامل سے صادر ہوتا ہی مثلاً جہاد یا کفار و ن کو ہلاک کرنے میں ساتھ دعا اور ہمت کے جو کام کہ غضب کے فرشتوں سے علاقہ رکھتا ہی اوس چیلہ خاص سے بھی ظاہر ہوتا ہی اور نفع پہنچانے میں جو کام کہ رحمت کے فرشتوں سے علاقہ رکھتا ہی اوس سے بھی صادر ہوتا ہی اور تسبیح اور اذکار میں اور بحالانے میں عبادات کے جو حد مت فرشتے سببیں سے علاقہ رکھتی ہی اوس سے بھی ہو سکتی ہی اور سکھلانے اور سیکھنے اور راہ بتانے اور تلقین کرنے میں جو خدمت اور کام کہ ملائکہ خدا موحی سے علاقہ رکھتا ہی اوس کے ہاتھ سے بھی درست ہوتا ہی اور قائم کرنے میں سلطنت عادلہ اور خلافت کبریٰ کے اور برپا کرنے میں رسالت اور نبوت اور

امامت باطنہ کی منصبوں کے اور الو العز می اور خاتمیت کے مرتبوں کے جو خد متین کے ملاء اعلیٰ سے علافہ رکھتی ہی اوس چیلہ خاص سے بھی صورت بندھتی ہی اور ساری خد متون کو اسی پر قیاس کرنا چاہئے القصہ حضرت حق جل و علی نے اپنے خلیفہ کے دربار داری کے لئے وقتون کو معین فرمایا اور بطور ارث کے سارے بنی آدم میں اس استعداد اور لیاقت کو چھپا رکھا اور اس استعداد کے ظاہر کرنے کو اوس کے اختیار پر موقوف رکھا اور کمال مہربانی کی راہ سے رسولون کو بھیجا اور کتابون کو اوتارا اور طرح طرح کی ہایت عالمون اور بنی کے نایبون سے کروایا اور اسطرح کی چیزون سے جو اوس چھپی استعداد کے ظہور کی باعث ہون مدد فرمایا سو اوقات پانچ گانہ نماز کا کہ انسان کے کمال قرب اور حضوری کا وقت ہی اور اسی واسطے اس امت پر فرض ہوا ہی اوقات دربار داری کے پٹن اور خلافت کاشجہ یعنی شاخ ہر شخص میں موجود ہی جو چاہے اوسکو ظاہر کرے اور جو چاہے اوسکو برباد دے اور یہ آیت کریمہ

﴿ قَدْ اَمْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ﴾

یشتک مراد

کو پہنچا جسے اوسکو سوار اور تحقیق نا امید ہو اے
 اوسکو خاک میں ملا یا اسے مضمون کو ادا کرتی ہی * اور
 نماز پنج گانہ کے اوقات جو بند و ن پر فرض ہوئے وہی گواہی
 دیتے ہیں کہ انسان کی حقیقت ساری مخلوقات کی
 حقیقتوں پر شرف اور فوقیت رکھتی ہی اور یہ گواہ
 مقبول الشہادت ہی گواہ کے افراد میں تناد اور
 نقصان ہوتا ہی بلکہ تنزل کر کے اسفل السافلین میں پہنچتے
 ہیں اور حقیقت میں اوصیٰ تفوق کا باعث ہی کہ اسفل
 السافلین میں گرتا ہی کیونکہ برے برے بلا دن اور برے برے
 نوع بنوع کے عذابوں میں مبتلا ہونا ملا زمان حضور بادشاہی
 کے نصیب ہوتا ہی * ع * ہم بیشتر عنایت وہم بیشتر
 عنا * بھی زیادہ عنایت اور بھی زیادہ دوکھ پس مومن
 طالب کامل الایمان کو چاہئے کہ نماز کی حقیقت کو یوں سمجھے کہ
 حضرت رب العزت کہ اوسکی سلطنت اور سارے
 اوصاف کی عظمت کو پایاں نہیں ہی تمام مخلوقات سے
 مجھ کو قبول کر کے برے تاکید سے پانچ وقت دزبازی
 کے واسطے اذن مطابق دے کے پروانگی اور اذن لینے

پر محتاج نہ رکھا اور دربان اور نقیب کی منت سے
 سبکدوش کیا اور در صورت غیر عاغری کے وعید شدید فرمایا
 بس اپنے کو اس نعمت عظمیٰ سے کہ سارے جہان کا
 رشک افزا ہی محروم کر کے وعید شدید کے مستحق ہونا
 کس درجے کی جہالت اور نادانی ہی اسے طرح نماز
 کی عظمت اور برائی کو سمجھ کر نماز کی حرکتوں کو کمال آداب
 اور خشوع سے کہ لایق قبول و رگاہ بادشاہ حقیقی کے ہو
 عمل میں لاوے اور اپنے کو ہمیشہ کار و بار میں خدا کے رکھ
 کے نماز کے وقتوں کو بلاشبہ وقت دربار اور حضوری کا
 معلوم کرے اور تلاوت اور تسبیح کو اور دعاؤں کو
 اپنی مناجات اور بھید کہنا اور کلام کرنا اور حاجتوں کو پیش
 کرنا سمجھے یہ نماز کی حقیقت اجمالی ہی اور لیکن حقیقت
 نماز کے ارکان کی تفصیلات سو اس کے سمجھانے کے لئے ایک
 تمثیل سے اس کی تصویر بنا کے کھڑی کر دیا چاہئے اس کا
 بیان وہ ہی کہ جس وقت چیلہ خاص بادشاہی مناجات کا
 ارادہ اور حاجتوں کے عرض کرنے کا قصد دل میں اپنے
 مصمم کر کے اپنے اقلے دربار میں حاضر ہو کے کمال خضوع اور

تعظیم سے کھڑا ہوتا ہی اور ماسوی اللہ سے اعراض کر کے
 اوسکی ہیبت اور سلطنت کو اپنی آنکھوں میں چوبھا کے
 دیدہ امید مناجات کو اوسکے طرف لگاتا ہی پس لابد
 بمحمد اس بات کے وہ بادشاہ عالی جاہ اوسکی مناجات
 کے عزم پر مطلع ہوتا ہی اور اوسکی عرض حاجات کے امید
 کو دیکھتا ہی عنایت خاصہ حق میں اوسکے مبذول فرماتا ہی
 اور دیدہ قبول اور محبت کی آنکھ سے اوسکو ملاحظہ فرماتا
 ہی اور جس قدر کہ اقوال اور افعال تعظیم کے اوس
 جیلہ فرمان بردار سنے صادر ہوتے ہیں عنایت شاہی اوسکے
 حق میں دوبالا ہوتی ہی پس جس وقت کہ وہ بندہ تابعدار
 اپنے اقا کی عنایتوں کو زیادہ سے زیادہ اپنے طرف دیکھتا
 ہی واسطے بجالانے تخت بوسی کے یا اوسکے مانند کے
 اذن تعظیموں سے جو مناجات کی پروانگی اور عرض حاجات
 کی تمہید پر مقدم رہتی ہی جھکنما ہی اور بسبب صادر ہونے
 اس تعظیم کے عنایتیں بے نہایت بادشاہ کی اوسکے طرف
 متوجہ ہو کے مناجات کی اذن اور عرض حاجات کی پروانگی
 اوسکے ساتھ ارزانی رکھتے ہیں پھر وہ بندہ منتقاد مناجات

کی پروانگی حاصل ہونے کے شکر میں زبان کو اپنے اوس
 ثنا اور مدح کے ساتھ کہ لایق اوس کے مولا کے ہی کھول کر
 اور اُس افعال کو کہ اوس کے اقا کی تعظیم کے قابل ہی بجالا کر
 مناجات اور عرض حاجات میں مشغول ہوتا ہی اور
 چونکہ یہ وقت نہایت کمال کا اس بندہ متقاد کے اور غایت
 قرب اور نزدیکی کا اوس بادشاہ عالی جاہ کے اور شدت
 ظہور کا ہیبت سلطنت کے اور نہایت وضوح کا دید بے
 مہمکت کے ہی مناجات کے بعض مضامین کو سہو ہو جانے
 کا گمان اور بعض حاجتوں کے بھول جانے کا مقام تھا اس
 واسطے اوس کو حکم فرماتے ہیں کہ ایک لسمہ مناجات سے
 جدا ہو کے عقل اور خیال کو اپنے درست کر کے پھر قرب
 کے محل میں داخل ہوئے تاکہ مافات کی تدارک بخوبی
 حاصل کرے اور جس وقت اسے طرح قرب کی حالتوں کو
 اور اتصال کے مقاموں کو اوس بندہ فرما بردار پر چند بار
 بسیل تکرار کے دکر کرتے ہیں حسن معاملہ اور قدردانی
 کی قانون اور زیادتی قبولیت کی آئین یوں تقاضا کرتی
 اور چاہتی ہی کہ اوس بندہ کو واسطے اعزاز اور اکرام کے

بیٹھنے کا اذن دیتے ہیں لیکن چونکہ بادشاہی دربار میں بیٹھنا
 کمال بے ادبی ہی اس واسطے حکمت سلطنت کی یوں
 تقاضا کرتی ہے کہ اوس بندہ کو اوس خدمت کے ساتھ جو
 بیٹھنے کے مناسب ہو حکم فرماتے ہیں مثلاً اوس کے طرف پانوں
 اپنا بنا کر دیتے ہیں تاکہ پانوں چپی کی تقریب سے بیٹھے
 ایسا ہی جب موسن پاک شر کون سے مبرا عقیدہ کا تھیک
 نیت کا خالص بدعت سے کنارہ کش رہا ایل سے خالی
 فضایل سے بھرا ہوا اپنی جان کو چار پاؤں کی خصلت
 اور اندر کی خباثت سے صاف کر کے اور اپنے تن کو
 نجاست حقیقی اور حدیث حکمی سے پاک کر کے اور تختہ
 دل کو اپنے التفات ماسوی اللہ کے نقشون سے مضا کر کے اور
 دل کو اپنے غیر اللہ کے علاقوں سے مبرا کر کے قلب اور قالب
 سے اپنے اللہ کے طرف متوجہ ہو کے کمال محبت اور نہایت
 رغبت سے اِنِّیْ وَجْہٌ رَّجِیْ لِلّٰہِیْ فَطَوَّالِ سَمَوَاتِ
 وَالْاَرْضِ * کے مضمون کو یعنی بیشک متوجہ کیا ہوں
 اپنے موبہ کو اوس شخص کے طرف جس نے نیا یا
 آسمانوں کو اور زمین کو اپنے تہہ دل میں جما کے خریمہ باندھتا

ہی بجز دبانہ کے رحمت خدا کی جوش میں آتی ہی اور
 عنایت خاصہ اوسکی طرف متوجہ ہوتی ہی کیونکہ ✽
 اِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَحَّمَنَّ قَبْلَ وَجْهِهِ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ
 وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَفِي رَوَايَةٍ فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تَوَاجَّهَهُ ✽ ایک
 اشارہ ہی اسی مقام کے طرف یعنی جب نماز پڑھ
 کوئی تم میں سے تو چاہئے کہ نہ تھو کے اپنے سامنے کیونکہ
 اللہ تعالیٰ اوس مصلی کے اور قبلہ کے درمیان میں ہی اور
 ایک روایت میں سویشک رحمت متوجہ ہوتی ہی
 اسکی طرف ✽ اور جس قدر اقوال تنظیمی تلاوت قرار
 اور دعائیں اوس سے ظاہر ہوتی ہیں اوس قدر عنایت
 رحمانی اور فیض یزدانی حق میں مصلی کے مہذول ہوتی ہی
 یہاں تک کہ رکوع کو جو تمہید ہی نہایت مرتبہ کی تعظیم اور
 پرلے درجے کی نزدیکی کی کہ مراد سجود سے ہی بجا
 لاتا ہی اور جس وقت اپنی خالص عقل سے ملاحظہ کرتا
 ہی کہ ایسے مقام بلند کا کہ مراد سجدہ سے ہی مجھ کو اذن
 مطابق فرمائے ہیں اور کسی طرح کار و کار نہ رکھے
 ہیں اس نعمت کبریٰ اور بخشش عظمیٰ کے شکر کے ادا

کرنے میں سیدھا کھڑا ہو کے اور مدح اور ثنا ایسی کہ
 لائق اوسکے ہی بجائے اپنے پیشانی کو عجز کے خاک پر
 گھسیکے مناجات اور عرض حاجات میں مشغول ہوتا ہی
 اور چونکہ سجدہ نہایت قرب کا مقام اور جمال کی تجلیات
 کے ظاہر ہونے کا اور جلال کے پردوں کے ظہور کا محل ہی
 اس واسطے بعض حاجات کے مضمون کے سہو ہونے کا
 گمان ہوا اسلئے ایسا حکم ہوا کہ اپنے کو ایک دم اوس
 مقام برتر سے نیچے اور تر کہ پھر اوس مقام پر تر میں واسطے
 تدارک اوس چیز کے کہ عرض حاجات میں سے فوت
 ہو گئی ہی پھر دہرا کر عود کرے اور جب وہ مومن پاک
 اس پسندیدہ حالتوں میں بار بار متلبس ہوتا ہی کہ ادا
 نہ کرار دور کھت میں ثابت ہوتا ہی بیتھنے کی پروانگی
 کی لیاقت پیدا کرتا ہی کیونکہ تکرار یعنی بار بار کرنا ایک
 چیز کا دلالت کرتا ہی بری زور کی تابعداری پر بخلاف
 اوسکے کہ تعظیم کا فعل اوس سے ایک بار صادر ہوے
 کیونکہ احتمال ہی کہ وہ فعل تعظیمی اتفاقاً اوس سے ظاہر ہوا
 ہو لیکن عظمت کی قانون کی محافظت کے لئے نماز کے

قعود یعنی بیٹھنے کو عبادت سے خالی پھوڑ کے واسطے
 تشہد یعنی * التَّحِيَّات * برہنہ کے برہی تعظیم کے قول
 پر مشتمل ہی حکم فرمایا اور قوس میں بھی ایک بھید و مہربانی
 رکھے ہیں۔ بیان اوسکا وہ ہی کہ ہر رکن نماز کا مشتمل
 ہی نئی لذت اور تازہ حلاوت پر سو ضرور ہی کہ رکوع
 اور سجدہ کو ایک فعل اجنبی سے الگ کیا چاہئے تاکہ لذت
 ہر رکن کی براسہ مصلیٰ کے نصیب ہو اور ایسا ہی درمیان
 دو سجدہ کے جسے جاسم بولتے ہیں ایک اسرار بہت
 باریک ہی اوسکا بیان یوں ہی کہ جس وقت ایک ادنیٰ
 شخص کوئی برے مرتبہ میں یا ایک پہنچ جاتا ہی مثلاً ہاتھ
 اوسکا پایہ تخت شاہی میں یا سر پر بندھی ہوئی پگڑی پر
 پہنچ جائے تو اوسکے سے لوگوں کو البتہ گمان اور خیال
 ہوتا ہی کہ یہ امر اتفاق ہو گا اور جب وہی کام تکرار کے
 ساتھ بار بار مستحق اور ثابت ہوتا ہی تب خیال باطل
 مضمیوں اور نیست و نابود ہو جاتا ہی جس وقت اس مشت
 خاک کو اعلیٰ درجے کے منصب پر کہ سجدہ میں حاصل ہوتا ہی
 نوازتے ہیں البتہ دلون میں سارے عالم کے بلکہ دل میں

خود اس مصلیٰ کے بھی اس امر کے اتفاقی ہونیکا گمان
 پیدا ہونے کا مقام ہی پس واسطے دور کرنے اس
 ظن اور خیال کے ہر رکعت میں اس مومن پاک کو اس
 خلعت فاخرہ کے ساتھ دوبارہ نوازتے ہیں یہ اشارہ
 نماز کے ارکان کے اسرار کے ظرف اجمالی ہی اور
 لیکن تفصیل اوسکی سوتنگی مقام کے سبب عقل اور
 فطانت والوں کے ذکا پر حوالہ کیا گیا جب اس معنی پر آگاہ
 ہو کے ہمیشگی کریگا خدا کے فضل سے امید ہی کہ اپنی استعداد
 کے موافق سچے الہاموں کا مورد ہو گا اور اسی جگہ سے
 حضرت فاروق کے اسرار کو سمجھے گا کہ ✽ اُجْهَزُ جِيشِي وَ
 اَنَا فِي الصَّوَاةِ ✽ یعنی میں تیار رہتا ہوں اپنے لشکر کی
 حالانکہ نماز کے اندر رہتا ہوں دربار میں اپنے مسلمانوں
 کے لشکر کی تدبیر کے موجب زیادتی قوت اور شوکت
 دین کا ہونے والے تھے اور اسی واسطے جسد رفتح اور
 ترقی اسلام کی اونکے وقت میں ہوئی اور کسی عہد میں
 معلوم نہیں ہوتی القصہ ایمان کے معنی انسان کے دل میں
 بمنزلہ اوس تخم کے ہی کہ زمین کے اندر مخفی کیا گیا ہی

اتنے ہی مین کہ کلمہ شہادت کو بولا اور بندگی اوسکی عالم
 الہی مین شہور ہوئی اور اوسکی عبودیت اور قبولیت
 کی مبارکبادی کی اواز زبان حال سے ملا اعلیٰ کے ظاہر ہو کے
 اہل عالم کے کان کو زینت بخشا اور بمحرو نکلنے اور صادر
 ہونے کلمہ شہادت کے پانچون وقت دربار مین حاضر
 ہونیکا اوسپر حکم ہوا اور بہتیرے احکام طہارت کے جو
 دربار کے قصد سے مقدم ہی سکھایا اور آداب قولی
 اور فعلی اور عرضداشت جہرئی اور سری کو تعلیم فرما کے
 سر فراز اور ممتاز کیا * ۳ افادہ * چونکہ خالی ہونیکا بالکل
 مال سے محکم نہیں ہی کیونکہ مال بموجب مضمون * جَعَلَ اللّٰهُ
 لَكُمْ قِيَامًا * کے یعنی کیا اللہ نے واسطے تمہارے گزراں
 کی وجہ اس جہان کے زندگانی کاستون ہی اور ایسا بہت
 ہوتا ہی کہ انسان جو وقت مسلمان ہوتا ہی اوسیوقت
 مالدار ہوتا ہی اور ایسا بھی ہوتا ہی کہ سابق سے مالدار
 رہتا ہی اسواسطے زکوٰۃ کو نماز کا ضمیمہ فرمایا یعنی نماز کے
 ساتھ ہی زکوٰۃ کا ذکر فرمایا تاکہ مال کہ اکثر موجب غفلت اور
 پردہ کا ہوتا ہی اور اوسکی محبت آئینہ دل کے رنگ کا

سبب پر تاہی زکوٰۃ دینے سے مرد مسلمان کے حق میں ایک طرح کی حضوری ہمیشگی کی بخشی بیان اوسکا یہہ ہی کہ جو وقت آدمی نے اسلام لایا اور معلوم کیا کہ سارے اسلام کے رکون کے بجالانے کا مجھہ پر حکم ہی اور عمدہ ارکان کے بجالانے کا اہتمام کہ منجملہ اوسکے زکوٰۃ بھی ہی دل میں اوسکے قرار پکڑا اوسی وقت مال کے اجناس کی تلاش میں درپے ہوا کہ کون مال زکوٰۃ کے قسم سے ہی اور کون ۲ہیں ہی اور جو زکوٰۃ کے قسم سے ہی وہ کتنا ہی اور اتنے میں کتنا زکوٰۃ لگتا ہی اور سال کا گذر نا جو شرط زکوٰۃ کا ہی کون وقت سے شروع ہی سو یہہ اہتمام جب تک اوسکے دلمیں نگار ہیگا گو عین تدبیر میں افزونی مال ہی کے رہتا ہی اوقات میں ایک نوع کی حضوری حق کی اوسکے نصیبہ میں رہیگی اور جب کہ فرضیت کے معنے کو بخوبی سمجھیکا یعنی ایک حکم ہی احکام الہی سے بنا بر حکم کے ادا کرنا اوسکا مجھہ پر لازم ہی دوسری نہتین ثواب کی یا دفع کرنی حاجت فقیر کی یا صلہ رحم کی یا شہرت اپنے کرم اور سخاوت کی امر الہی

کے اداکار نے کی نیت کے مقابلہ میں پڑ مردہ یا نیست و نابود ہو جائیگی اور اوس صمد مطلق کی بے پروائی کا معتقد ہو گا اور جانیکا کہ اتنا مال کہ مجھ پر ہر سال میں بطور نذرانہ کے مقرر فرمایا ہی سو اپنے انعام جلیل القدر کی مجھ پر برہانے کی حکمت محض کیا ہی اسی واسطے زکوٰۃ کے لینے کا حق اصالتہ امام اور خلیفہ کا ہی اور گویا کہ ہاتھ میں خدا کے حوالہ کرتا ہی چنانچہ قرآن اور حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہی پس حال مسلمان کا ہر سال زکوٰۃ ادا کرنے میں مانند اوس شخص کے ہی کہ بادشاہ غالیبیہ بے پروا کے حضور سے اوسپر تاکید ایون حکم صادر ہوا ہو کہ اپنی ملک کی چیزوں میں سے اسقدر ہر سال بطور عید یا جشن کی نذر کے حضور میں ہمارے لائے رہے کہ میں دست عنایت سے اپنے اسکو قبول کر کے بہت سی عنایات اور تفضلات کرونگا۔ دوسرے کارخانوں کے لوگ جنکو عید اور جشن کی نذر گزرائے کا حکم نہیں ہی بلکہ نہیں گزرائے سکتے ہیں اوس شخص کی منصب اور کمال عزت اور محبت کو کہ بارگاہ شاہی میں حاصل ہی حسرت سے دیکھتے ہیں

اور وہ شخص ہمیشہ ترقی میں رہتا ہی اور اوس کو عین
 مان کے اشتغال میں غفلت رہو نہیں دیتی ہی * فائدہ *
 جیسا کہ سلاطین صاحب اقتدار جو ان مردی کے شمار میں
 اور نیاز کے مالوں کو خاص خرچ میں اپنی ذات کے عرف
 نہیں کرتے ہیں بلکہ اخراجات میں سارے عزیزوں کے مثل
 شاہزادوں اور امیروں کے بھی جائز نہیں رکھتے بلکہ ان کے
 نزدیک ایسے مالوں کے مصارف یعنی خرچنے کی جگہ
 صاحب حاجات اور انعامات یعنی محتاج اور پونٹے ہیں اور
 بس اس واسطے خداوند تعالیٰ نے زکوٰۃ کے مال کو پیغمبر
 خدا صائم پر کہ خرچ اوس جناب کا حقیقت میں خرچ ذاتی
 خداوند تعالیٰ کا ہی اور سارے نبی ہاشم پر جو انجناب کے
 عزیز و نہیں سے ہیں حرام فرمایا اور محتاجوں کو اوس مال کا مصارف
 تنہا یا سوجن لوگوں پر زکوٰۃ کو حرام کیا اور عزت اور
 افتخار ایسی حاصل ہوئی کہ اوس کا شکر کسی زبان سے ادا
 نہیں کر سکتے اگر فقط مقابلہ میں اسی نعمت کے نوع بنوع
 کی عبادتیں اور ہزاروں قسم کی طاغوتیں بجالا دیں تو ان کو
 ہزاروں ہی اور اس نعمت عظمیٰ کے مقابلہ میں ناشکری

کرنے کے سبب سے اور نافرمانی کرنے کے باعث سے
 کس پایہ کو پہنچتا ہے * ۳۱۴ * ا ف ا د * ماہ رمضان کے روزہ
 کے فرض ہوئے ہیں ایک طرح کی توجہ اور التماس مرد
 مومن کو حکم الہی کے طرف تمام سال رہتی ہے اور انتظار ہی
 کھیلتا ہے اور مستعد رہتا ہے کہ جب رمضان کا مہینہ پہنچے گا
 ایسا اور دیکھنے روزہ اور نماز تراویح اور قرآن
 ادا کر دینا اور انتظار ہی کھیلتے اور مستعد رہتے اور
 خاص نیت ہیں لوگ مختلف احوال رہتے ہیں اور اسی
 اختلاف کے موافق اون کی مقبولیت کے درجوں میں
 بھی اختلاف ہوتا ہے اور تمام سال کی انتظار کی جہت
 سے ایک مشابہت زکوٰۃ کے ساتھ رکھتا ہے جیسا
 کہ سابق زکوٰۃ میں لکھا گیا اور ہر چند روزہ ہر امت پر معین
 تھا لیکن خدا کی عنایات بے غایات کی جہت سے جو اس
 امت مرحومہ پر فایض ہے رمضان کے مہینے کی تخصیص
 ہوئی اور کم زوری اور کم عمری اور کم ہمتی اور
 اعمال شاقہ کی ہمیشگی کی بے توفیقی پر نظر کر کے رمضان
 کا مہینہ اور شب قدر کی رات مقرر ہوئی تاکہ بدو نہ کرنے

دشوار عہدوں کے اور مشکل کاموں کے ماہ رمضان اور سب قدر کی برکتوں کے واسطے سے مثل اگلوں کے بلکہ اوسے برہم چرہم کراہی درجہ میں پہنچے اور فایز ہووے اور ہر سال میں ایک بار لات جوتی نفس پر ایسی پرتی ہی کہ اثر اوسکا تمام سال رہتا ہی اور اوسکی شہوت اور غضب اور حرص کی اصلاح بخوبی ہو جاتی ہی گوہر انسان کو اوس پر آگاہی ہووے * ۴ افادہ * لیکن حج سو بمنزلہ اوسکے ہی کہ کوئی بادشاہ ایک مقام کو معین کرے اور اوسکو اپنی عنایات بے غایات کا محل تھہراوے اور جسکو اوس مکان میں طلب کرے اوسکو بہت نوازے اور اوسکے ہم جنسوں میں اوسکو منظم اور معزز کرے یہاں تک کہ اگر کوئی بغیر بلا کے بھی اوس مکان میں جادے اوسکو بھی اوس عنایتوں کے ساتھ کہ جسکی لیاقت رکھتا ہی نوازے کہ کسی وجہ سے ایک عزت اور عظمت اوسکو بھی اپنے ہم جنسوں میں حاصل ہووے اور اعزاز اور عنایات سے خالی نہ رکھے القصہ اوس مکان کو خان ینما کیا ہو پھر جو بلا نے سے حاضر ہوا ہووے اوسکو بھی بر طبق

اوسکے معزز کرے اور نعمت دے اور جو بے بولائے
 آیا ہو اوسکو بھی حسب حال اوسکے کسی وجہ کی
 عزت اور نعمت سے نوازے ایسا ہی بادشاہ علی الا
 طلاق گھر کعبہ اور حرم کو ساری زمین سے ممتاز کر کے
 اپنے فیض کا محل قرار دیا ہی اور ہر کس اور ناکس
 کے لئے بطور خان یمنان کے کر رکھا ہی سو جو شخص بہو
 جب طلب کے وہاں جاتا ہی سو نبی آدم ہیئن پس خدا کی
 انواع قسم کی نعمتوں کے ساتھ نوازا جاتا ہی منجملہ
 اوسکے نعمت عام کہ تمام گناہوں کو اوسکے بخش دیتا ہی اور
 باعتبار دور ہونے گناہوں کے ایسا ہو جاتا ہی جیسا ماکہ
 بیت سے لڑکا پیدا ہوتا ہی کہ کوئی گناہ اوس پر نہیں ہی
 اور آئندہ کے لئے بھی خدا کی عنایت اور کفالت میں رہتا
 ہی اور جو بے بلا کے وہاں جاتا ہی سو حیوانات اور
 نباتات ہیئن سو یہ لوگ بھی حرم کی حرمت کے ساتھ
 معزز ہو کے اپنے سے لوگوں میں معزز ازی اور ممتاز می حاصل
 کرتے ہیئن سو مومن پاک کو مناسب ہی کہ اوس امر عظیم
 کو لینے پروردگار کے طلب کر نیو ایسے مقام میں اس طرح

کے عاجز کو محض عزت اور اکرام کے لئے تصور کر کے حج کی عظمت اپنے دل میں جما دے اور مضبوط کرے *

* ہ افادہ * جانا چاہئے کہ جہاد بہت منافع اور فائدہ کا کام ہی کہ اس کی منفعت کتنی وجہوں سے سارے خلائق کو پہنچتی ہی جیسا مینہ کہ منفعت اس کی درخت اور حیوان اور انسان کو گھیر رکھی ہی اس امر عظیم کی منفعت دو قسم ہی ایک تو منفعت عام ہی کہ سارے تابعہ اور مسلمانوں اور سرکش کافروں اور فاسقوں اور منافقوں کو بلکہ جن اور انسان اور درخت اور حیوان کو اس منفعت میں شریک رکھتے ہیں اور دوسری منفعت مخصوصہ ہی ایک جماعت خاص پر یعنی بعضے شخص کو ایک منفعت حاصل ہوتی ہی اور بعضے دوسرے کو دوسری منفعت ہوتی ہی لیکن منفعت عام شویبان اور سگایہ ہی کہ جیسا کہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ حکام کی عدالت اور معالے والوں کی دیانت اور مال والوں کی سخی و سخاوت اور جمہور خلائق کی نیک نیکی کے سبب سے آسمانی برکتیں جیسا مینہ کا ہر وقت برسنا اور کھاس ڈالنے کا کثرت

سے اوگنا اور حال اور روزگار میں کشائش ہو نا اور
 بلاؤں اور آفتوں کا دفع ہو نا اور مالوں کا برہنہ اور ہنر
 مندوں اور کاموں کا ظہور کرنا ہی زیادہ سے زیادہ مستحق
 ہوتی ہیں ویسا ہی اتنا بلکہ سوا تنہا زیادہ اس سے دین حق
 کی شوکت اور دیدار بادشاہوں کے عروج اور ملکوں
 میں ان کی حکومت کے ظاہر ہونے اور شکر ملت حقہ کی
 قوت اور احکام شرع کے پھیلنے کے سبب سے ظاہر ہوتی
 ہی چنانچہ آسمانی برکتوں کے اوترنے میں ہندوستان کے حال کو
 روم اور توران کے حال کے ساتھ تو لاچاہئے بلکہ ہندوستان
 ہی کے حال کو اس بجز زمان میں کہ سنہ بارہ سسی تین تیس
 سال ہی اور اکثر اسکا دارالہرب ہو گیا ہی اسی
 حال کو دو تین سو برس کے آگے کے حال کے ساتھ وزن
 کیا چاہئے یعنی غور اور تامل کیا چاہئے کہ اب کتنی برکتیں اترتی
 ہیں اور ادلیا کے عظام اور علما کے کبار باعمل ظاہر ہوتے
 ہیں اور آگے اسکے کتنیں برکتیں اترتی تھیں اور ایسے
 بزرگوار کتنے ظاہر ہوتے تھے اور لیکن منافع خاص سے حاصل
 ہو نا اسکا شہیدوں اور غازیوں اور اقدار والے

بادشاہوں اور گارزار کے جوان مردوں کی نسبت
 کر کے ظاہر ہی بیان کا محتاج نہیں اور لیکن نسبت کر کے
 اُن لوگوں کے جنکے باطن صاف ہیں سو حاصل ہو نا بری
 ترقیوں کا تھوڑے وقتوں میں اور پہنچنا ولایت اور وجاہت
 کے مرتبوں پر تھوڑی محنتوں میں ہی اور بہ نسبت علما کے
 سو علوم حقہ یعنی قرآن حدیث تفسیر فقہہ کا پھیلنا اور تعلیم
 کرنے والے اور سیکھنے والے کی کثرت اور احتساب اور
 قضا اور اجتہاد اور افتاء کے مرتبوں پر علما کا پہنچنا اور امامت
 باطنہ کے منصب پر قائم ہونا یعنی دعوت عام ظاہرہ ملت
 حقہ کی طرف اور انبیاء کی نیابت کا حاصل ہونا بسبب
 پھیلائے حق عقیدوں کے اور احکام مرضیہ کے اور ظاہر ہونے
 امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے یعنی اچھی کام کا
 حکم کرنا اور برے کام سے باز رکھنا ہی اور لیکن بہ نسبت
 عوام صلی کے سوان کی رغبت کا زیادہ ہونا صلاح اور
 تقویٰ میں ہی بسبب عزت اہل صلاح کے اور امانت
 فاسقوں کے اور بسبب مشہور ہونے نیک کام شرعی
 کے اور گم جانے برے کام اور خلاف شرعی کام کے

اور بھی دو چند ہونا اجر کا ان کی طاعتوں کے ہی مسلمان
 بادشاہوں کی تابعداری کے سبب سے اور حرمت
 والے عالموں اور عظمت والے اولیاء کی تعظیم اور
 اکرام کی جہت سے اور مسلمانوں کی بری جماعتوں
 میں داخل ہونے کے سبب سے لیکن نفع عوام مومنوں کو
 سو پیدا ہونا صحیح نیت کا معاملہ میں اور رغبت پیدا
 ہونا ان کے دلوں میں عبادتوں کا دین حق کے پھیلنے کے سبب
 سے اور جو اذمطابق کے الطائف کے باعث سے اور
 رسوم شرعی کے مان لینے کی جہت سے بسبب شہرت
 کے اگرچہ تقاید ہی کی راہ سے ہو اور رفاہیت معاش
 کی بھی ہوتی ہی بسبب او تر نے برکات آسمانی کے
 اور عدالت سلاطینوں کے اور بخشش مسخوین کے اور
 بند و بست ان کے دنیا اور آخرت کے کاموں کے قانون شرعی پر
 چلنے کے سبب سے اور لیکن نفع فاسقوں اور فاجروں کو
 حاصل ہونا توبہ کا ہی یعنی ان کے دلوں میں فسق اور
 فجور سے نفرت پیدا ہوتی ہی حق کے نور کی تاثیر سے اور
 برے فعلوں کی برائی سے جو ساری خلائیق کے عقل میں

جسم جاتی ہی مذہب حق کے مشہور ہونے کے سبب سے اور بری باتوں اور بدعتوں کے اظہار سے بھی ہاتھ کھیچ لیتے ہیں حد اور تزییر کے قائم ہونے کے خوف سے یا بھائی بد و ن کے طعن اور لعن کے عار لاحق ہونے کے د ر سے سبب مشہور ہونے برائی منکرات اور بدعات کے لیکن نفع منافقوں کو سودین حق پر ظاہر میں قائم ہونا ہی اور کھلے کافروں کی جماعت میں داخل نہونا انکا ہی قبل سے د ر کر یا ایمان والوں کی عمرت اور بے ایمانوں کی ذلت کو دیکھ کر اور یہہ بھی امید ہی کہ امت حقہ کا نور تہ دل میں منافقوں کے تاثیر کر کے مذہب حق کے مشہور ہونے اور برکات سماوی کے اوترنے اور اہل اسلام کی شوکت دیکھنے اور اولیا اور علما کے ساتھ خلط اور ملط ہونے اور ان بزرگواروں کے سند اور وعظ کا منافقوں کے دل میں عکس پرنے کے سبب سے اور لیکن نفع ذمی کافر کو سود معیشت کی رفاہیت یعنی من مانتی گذران ہی سبب نازل ہونے آسمانی برکات کے اور کھلی نے حال اور روزگار کے اور عدالت با شہون کے اور اطمینان

حاصل ہو نیکے چور اور راہزن سے اور اسلام کی طرف
 رغبت پیدا ہونے کی امید ہی اہل حق کے ساتھ رہنے
 کو رہنے کے سبب اور شریعت والوں کے دنیا اور
 آخرت کے کاموں کی بند و بست کو دیکھنے کے سبب
 سے لیکن نفع کا فرحی کو سہو حق میں اون کا فردن کے کجہاد
 میں مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے باوجود اسکے کہ یہ
 لوگ بہت کم ہو پتے ہیں کیونکہ اکثر لڑائیوں میں جو لوگ
 مارے جاتے ہیں یہ نسبت بھاگنے والوں کے بہت کم
 ہو پتے ہیں خصوصاً جب شوکت اسلام کی ظاہر ہوتی ہی
 اللہ حق میں انکے مارا جانا عذاب کی تخفیف کا باعث ہی
 کیونکہ اگر مارے نہ جاتے البتہ اپنے کفر پر کوئی مدت تک باقی
 رہتے پس ضرور کفر انکا برہم جاتا اور جتنا کفر برہم ہوتا پھر
 اوسمیں عذاب بھی برہم ہوتا اور لیکن حق میں انکے لڑنے کے
 بیچون کے سوا انکو سبب ہونے کی غلام ہونے کے اہل
 حق کے ساتھ رہنے کے سبب البتہ گمان قوی ہی
 کہ اہل حق کی صحبت کا نفع اونکے حق میں حاصل ہو دے یہ
 جو مذکور ہوا جہاد کے منافع کا ایک کمرہ ہی لیکن تفصیل

کے ساتھ جہاد کی منفعت کو لکھنا سوا حاطہ کرنا اور اس کا اس مقام میں نہیں ہو سکتا ہی القصہ ایمان والوں پر جہاد کا واجب ہونا اور قیامت تک جہاد کو قائم رکھنے کا حکم ہونا شریعت کے کارخانے میں مثل برسنے میں کے اور جاری کرنے ہر وہی کے ہی لیکن برباد ہو جانا چند شخصوں کا جو برباد ہونے کے یمن جیسا مسلمانوں میں سے بعضے ایسے ہیں کہ جہاد سے روکتے ہیں اور بسبب بدی باطن کے اور حسد کے اور کافروں کی محبت کے غازیوں اور مجاہدوں کی مخالفت کی راہ چلتے ہیں اور اپنے کو ہمیشگی کی ہلاکت میں دالتے ہیں اور برے خبیث منافقوں کے زمرے میں داخل ہوتے ہیں سو جہاد کے عام منافع میں خلل انداز نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ یہی میں ہے کہ نفع عام اور سبکدوشی خلافت کے حق میں نظر ہی گو کہ بعضے شخص عمارتوں کے گرہنے کے سبب سے یا دیوں کے طغیان کے سبب سے برباد ہو پتے ہیں *

خاتمہ فائدہ مستقر قہ میں * اور اوسمیں پانچ افادہ ہی افادہ * جانا چاہئے کہ سنار اگ کا بغیر باحے کے اور

اختلاط لونہ و نگاہ و ن شہوت کے اگر یہ شرع میں مسموع نہیں ہی لیکن اسطر کے کاموں کو حق میں راہ حق کے ساکون کے خصوصاً راہ نبوت کے طالبوں کے خلل سے بھی خالی سمجھا جائے اور کا بیان یہ ہے کہ اسطر کے کام جو ہیں سو مبتدیان کے حق میں بھی براہی اور منتہیوں کے حق میں بھی لیکن حق میں مبتدیان کے سو تفصیل اور سبکی یہ ہے کہ سارے روحانی طبیبوں نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ راہ حق کے ساکون کو حقوق نفس کو و فاکر ماضی و رہی اور حظوظ نفس کی اتباع مضر پر ہیز کرنا اور اس سے پر ضرور ہے خصوصاً جو حظوظ کہ لذت اور سبب نفس میں حاصل ہو اور حلاوت اور سبب تہ دل میں مستحکم ہو کر داخل ہو اور نفس اور کے تلاش میں حیران و پریشان ہو اور پر ظاہر ہے کہ اسطر کے کام حقوق نفس کے قسم سے نہیں ہی کیونکہ اور کے چھوٹنے کے سبب سے کبھی ضعف اور ناتوانی بدن میں ظاہر نہیں ہوتی جیسا کھانے پینے کے چھوڑنے سے اور ایسا ہی اور کے چھوڑنے کے سبب سے پریشانی اور اس میں اور پراگندگی عقل میں اور بی جینی طبیعت میں کبھی پیدا نہیں

ہوتی ہی جیسا میداؤر استراحت چھوڑنے سے اور
 ایسا ہی اوسکے چھوڑنے کے سبب سے مہنوعات
 شرعی میں پر جانے کا مثانہ خیال میں نہیں آتا ہی جیسا جماع
 کے چھوڑنے سے انتہا اس طرح کے کاموں کو کوئی عاقل
 حقوق نفس کی قسم سے نہیں سمجھتا ہی سو اس طرح کا کام
 نہیں ہی مگر حظوظ نفس سے بلکہ اوس قسم کے حظوظ
 سے ہی کہ طالب کو اوس سے بچنا بہت ضرور ہی
 کیونکہ آواز خوش اور صورت دلکش اوس قسم سے
 ہی کہ لذت اوسکی تہ دل میں گھسستی ہی اور اثر اوسکی
 مدتوں نفس کے دامن میں برقرار رہتی ہی اور نفس کو
 اوسکی طلب میں حیرانی اور پریشانی ہوتی ہی علاوہ اس پر
 یہہ ہی کہ اس طرح کے کام اوس مباحات کی جنس سے
 ہیں کہ بعض وجہ سے حرام کاموں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور
 بعضے وقتوں میں بعضے شخصوں کو گناہوں کی طرف کشان کشان
 لے جاتے ہیں مثلاً زور سے علاقہ پکڑنا دل کا راکھ سنے
 پر باجا سنے کی طرف منجر ہوتا ہی اور کثرت سے اختلاط
 کرنا لودن کے ساتھ تہمتیں، میں شہوت کے پیدا ہونے

کی طرف کھینچتا ہی چنانچہ تجربہ والوں اور عقل والوں پر پوشیدہ نہیں ہی اور پرہیز کرنا اس طرح کے کاموں سے متقی اور صالح لوگوں کی نشانی ہی چنانچہ بہتیری حد یشون مین مصرح آیا ہی اور کوئی شخص اپنے تقویٰ اور صلاح پر اعتماد کر کے ایسے کاموں کو کرے نہیں سکتا ہی کیونکہ کلام ہدایت التیام * اِنَّ الشَّيْطَانَ تَجْرِي مِنْ الْاِنْسَانِ مَجْرٰی الدِّمِ * یعنی شیطان بہتا ہی انسان کی رگوں میں * ایسے گمانوں کے دور کر نیے لئے کافی اور شافی ہی اور لیکن متہی لوگوں کو جو مضرت ہی سوراگ سنے کی عادت کرنے میں دوسری مضرت ہوتی ہی اور دل لگانا لوگوں کے ساتھ دوسری مضرت پہنچاتی ہی لیکن مضرت راک سے کی عادت کرنے میں سو تفصیل اوسکی ایک مقدمہ کی تمہید پر موقوف ہی بیان اوسکا یہ ہی کہ ہر انسان سلیم القلب باطن میں اپنے دریافت کرتا ہی کہ کیفیت غصے کی ایک چیز دوسری ہی اور ملکہ شجاعت کا کچھ اور ہی اگر پہ آئنا اور احکام اودن دونو کے ایک ہی طور کے ہوئے ہیں مثلاً مارنا اور قتل کرنا غصے کے عارض

ہونے سے بھی ظاہر ہوتا ہی اور شجاعت کے سبب
 سے بھی صادر ہوتا ہی لیکن غصہ جو ہی سوغارشہ کے قسم
 سے ہی جلدی جاتا رہتا ہی اور جو فعل کہ غصے کے سبب
 سے صادر ہوتا ہی سوجے انتظام ہوتا ہی اور شجاعت
 جو ہی وہ ملکہ کی قسم سے ہی سو پایدار ہی اور جو فعل کہ
 شجاعت کے سبب سے صادر ہوتا ہی سو انتظام
 اور استحکام کے ساتھ ہی یعنی بند و بست کے ساتھ پایدار
 ہی اور غصہ بری کیفیت ہی اور شجاعت بھلی خصلت
 ہی سو نمودار ہوتا غصہ کا اور صادر ہونا اس کے آثار کا اگرچہ
 شجاعت کے آثار کے ظاہر ہونے کو خلل نہیں کرتا بلکہ
 تائید کرتا ہی لیکن غلبہ کرنا اس کیفیت کا نفس پر اور تابعداری
 کرنا اس کے مقتضا کا اس طور پر کہ جو کچھ غصہ چاہے وہی عمل
 میں لادے خواہ عقل اور عرف کے موافق ہو خواہ نہ
 شجاعت کے ملکہ کو لیے رواق کرتا ہی اور جس طرح
 شجاع بھاری بھرکھم باوقار رہتا ہی اسی طرح غصہ ور
 ہما کا بے وقار ہوتا ہی جب یہ مقدمہ ذہن نشین ہوا تو
 اصل مقصود میں کمال غور اور تامل سے نظر کیا چاہئے کہ

برانگیختگی اور جوش کس کے آواز خوش کے سے سے
 انسان کے باطن میں ظاہر ہوتا ہی گو حقیقت میں خدا کے
 امور قدسیہ یعنی پاک کاموں سے نہیں ہی کیونکہ یہی حال
 فاسق اور فاجر اور بدعتی اور کافر بلکہ سارے حیوانات
 کے نفس پر وارد ہوتا ہی لیکن عبادت اور طاقت کی
 روشنی کے ساتھ ملنے اور آسمان اور زمین کے خالق کی
 محبت کے ساتھ بھرنے کے سبب سے ایک گونہ تائید
 سالک کی ظاہر میں کرتا ہی اور بالعرض اچھی حالتوں میں
 گناجاتا ہی لیکن حب ایانی کے آثار اور مقامات کے مقابلہ
 میں مانند اوس غصہ کی کیفیت کے ہی مقابلہ میں شبیعت
 کے اور جیسا سونے روپے کے تکرے کے نیچے جس وقت
 آگ جلاتے ہیں اور آگ کی تیزی کے سبب سے اوس سونے
 روپے کے تکرے میں تغفل اور جوش پیدا ہوتا ہی یہاں تک
 کہ مثل پانی کے ہو کے پھین اور کف اوس کا ظاہر ہوتا ہی
 اور خلاصہ اوس کا تہ میں بیٹھتا ہی سو پسندیدہ چیز حقیقت
 میں وہی ہی کہ تہ میں بیٹھتی ہی اور یہ کف جو ظاہر ہوتا ہی
 کچھ کار آمد نی نہیں ہی * فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذَرُ جَفَاءً وَاَمَّا

مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فِيهِ كُتُّ فِي الْأَرْضِ * یعنی بہر صورت
 پھین سو خشک ہو جاتا ہی اور لیکن جو نفع دیتا ہی لوگوں
 کو سو بیتھ جاتا ہی زمین میں ایسا ہی راک کے سننے کے
 سب سے جو تغفل اور جو شس کہ ظاہر ہو کے سارے
 باطن کو سننے والے کے گھیر لیتا ہی وہ ایک چیز مرغوبات
 نفسانی اور احکام بہیمی سے ہی کہ انوار قدسی کے ساتھ
 ملکر سر بفلک کھیچا ہی اور آثار حب ایمانی کا تہہ پن اوسکے
 چھپ رہا ہی اور یہہ ہیجان اور جو ش اصلاً امر مستحبہ
 اور کار آمدنی نہیں ہی ٹان مثل ایک طلسم کے ہی
 کہ عالم ملکوت کے تماشا دیکھنے والوں کی نظر میں
 ظاہر ہوا ہی سو ایسے کاموں کی تابعداری کرنا اور اوسکے
 حاصل کرنے کے اسباب پر خوگر ہونا اور عادت کرنا حب
 ایمانی کے مقامات کی رونق کو زایل کرتا اور کھودیتا ہی
 کیونکہ کام حب ایمانی والے کا سراسر اطمینان اور تسکین
 اور وقار ہی اور کام وجد والوں کا سراسر اضطراب
 اور بیچینی اور پیچ و تاب ہی لیکن لوندن سے دل لگانا سو
 بیان اوسکا یہہ ہی کہ اگرچہ حظ نفس کو اوتھانا انکے حق میں

ضرر نہیں پہنچاتی ہی لیکن گر جانا ایک چیز کا تہہ دل میں انکی
نسبت کر زہر قاتل ہی اور لونڈوں کے ساتھ دل لگی
جو ہی سو اسی قسم کی ہوتی ہی آخر کو سم قاتل ہی ہو جاتی
ہی چنانچہ جو لوگ سلیم الودعہ ان ہیں اوپر پوشیدہ نہیں
ہی اور اسی مذکور کاموں کے سبب سے انیا اور صیاب
جو راہ حق کے سالکوں کی جڑ ہیں مانند اس امور کے کچھ مستول
نہیں ہی بلکہ جو کچھ کلام ہدایت التیام سے ان بزرگواروں
کے اہل فطانت کے ذکا پر ظاہر ہوتا ہی سو ایک نوع کا
پرہیز اور اجتناب ہی اس امور سے اور کراہیت پر
ان کاموں کے خبر دیتا ہی چنانچہ حدیث کے واقف کاروں پر
پوشیدہ نہیں ہی اور لیکن کھو لکر نہ بولنا دوس جناب کا
ان کاموں کی حرمت کو سوا و سمین ایک چھپی حکمت ہی
بیان اوسکا یہ ہی کہ یہ امور مذکور بالفعل کسی منصف
شرعی پر مشتمل نہیں ہی باوجودیکہ سبب کمال رغبت
نفس کے ان چیزوں کے طرف اور بہت مشہور ہو جانے
ان کاموں کے گروہ خلق اللہ میں اوس سے بچنا ساری
خلائق سے دشوار معلوم ہوتا تھا سو اگر صریح منع ان کاموں

سے شرع میں قطع نظر اوسکی مضرت اور فساد کے
 ظاہر ہونے سے آتا تو بمجرد اس کام کے کرتے ہی ایک گناہ
 شرعی کا کرنا لازم ہوتا اور اکثر امت مرحومہ اس گناہ کی
 شقاوت میں گرفتار ہوتے اس واسطے ایسے کاموں کی
 کراہیت کے اشعار پر اکتفا کیا گیا سو طالب حق کو مناسب
 ہی کہ ایسے کاموں کی عادت نہ کرے اور تہہ دل میں اپنے جگہ
 مذکے اور اوسکی تلاش میں حیران اور پریشان نہ ہو دے
 اور تہہ دل سے اوسکی طرف التفات نہ کرے ہاں اگر
 اتفاقاً ایسے کام پیش آویں تو اون کاموں کے انکار کا اظہار
 ضرور نہیں ہی اور اوسکے کرنیوالے کے حال پر تعرض جائز
 نہیں ہی تا دین میں سخت گیری اور حلال کو حرام سارے
 جاننا لازم نہ آوے اور اگر اپنے مخلصوں پر بلکہ راجع حق کے سارے
 طالبوں پر جنہوں نے حضرت حق کی رضا جوئی میں کمر ہمت
 کی چست باندھے ہیں اس امر کی کراہیت کو اظہار کرے
 اور منع کرے تو بہت اچھا اور اولیٰ ہی اور لیکن جو
 لوگ کہ ایسے کاموں کو قرب الہی کا وسیلہ جانکر عبادت
 شرعیہ میں داخل کرتے ہیں سو دے بلاشبہ بدعتی ہیں۔

✽ ۲ افادہ ✽ اس کتاب میں علیہ اور تخلیہ میں سے لینے
 و ذایل سے پاک ہونا اور فضایل سے آراستہ ہونا جو کچھ
 لکھا گیا دو وجہ سے ثابت ہوتا ہے وجہ اول اصحاب
 الیمین کا طریقہ ہی اوسکا بیان یہ ہے کہ مرد مسلمان اپنے
 قول اور فعل کو شرع کی ترازو میں تول کر تخلیہ اور تخلیہ میں
 سے بقدر ضرورت کے ہاتھ میں لا کر امیدوار اجر جزیل کا
 اپنی سعی جمیل پر رہے اور حظوظ نفسانی اور لذات
 جسمانی میں سے جو چیزیں مباح اور جایز ہیں اوس سے بہرہ
 اوتھاوے اور فائدہ لیوے مثلاً مال اور متاع کے جمع کرنے
 میں سعی زیادہ سے زیادہ بجالادے اور کوشش برہم
 کرے بشرطیکہ نفقات واجبہ کے ادا کرنے میں
 تساہل اور سستی روا نہ رکھے جیسا زکوٰۃ اور صدقہ فطر کا دینا
 اور اپنے اقارب کو نفقہ کا پہنچانا اور علی ہذا القیاس سوسعی
 اس شخص کی مشکور ہوگی اور بقدر اعمال اپنے ماجور
 ہوگا اور ثواب پاوے گا جنت کے درجوں پر اپنی طاعت
 اور عبادت کے موافق پہنچے گا وجہ دوسری اوسکا بیان
 یوں ہے کہ یہ لوگ تخلیہ اور تخلیہ میں سے قدر ضرورت پر

اکتفا نہیں کرتے بلکہ علو ہستی سے عزائم کو اخذ کرتے ہیں اور ماسوی اللہ کے علاقے کو قطع کرتے ہیں یہاں تک کہ مال اور عیال اور ہاتھ اور پانوں اور دوسرے اعضاء اور اعمال اور مساعے سے اپنے بھی علاقہ تو ردا لیتے ہیں اور سبکو از ان منعم حقیقی اور مولا کے تحقیقی کا اپنے سمجھتے ہیں مثلاً اپنے ہاتھ کو اپنا ہاتھ نہیں جانتے اور اپنے سر کو اپنا سر نہیں سمجھتے اور تمامی حشمت اور شوکت اور مال اور منال اور سارے اسباب دنیاوی کو از ان حضرت حق جل شانہ کا سمجھ کر ہرگز اعتماد اس پر نہیں کرتے اور اس کے خرچنے میں خدا کی مرضیات میں دریغ اور قصور نہیں کرتے ہیں اور دوسرے اسباب کا کہ میری زندگی کیونکر کتنے گی اور گزر ان کس طرح ہوگی ہرگز خیال میں انکے نہیں گزرتا ہی مثلاً اگر اونکو احتیاج کھانے کی شدت سے ہو اور اس کا صرف کرنا اپنے مولا کی مرضیات میں سے سمجھیں تو اس کے صرف کرنے اور خرچنے میں کچھ صرفہ نہ کریں یہاں تک کہ مشقت اور کوشش اپنے مولا کی رضا مندی حاصل کرنے میں بحال لے ہیں اسکو بھی از ان اپنا ہرگز تصور نہیں کرتے

ہیٹن مثلاً اگر ان کے سارے اعمال کو خداوند تعالیٰ کسی
 کافر سرکش کو عطا فرما دے یا بلا سبب ضبط کر دالے
 ہرگز گلہ اور شکایت ان کے وہم اور خیال میں نہیں گذرے گا
 کہ یہ اعمال ہمارا مفت برباد گیا اور ایک چیز از ان ہماری
 تھی کہ ہاتھ سے ہمارے گئی بلکہ جانتے ہیٹن کہ مالک
 حقیقی نے اپنے ملک خاص میں تصرف کیا ہی مجھ کو
 اوس امور میں کسی طرح کا علاقہ نہیں ہی بلکہ
 اوس اعمال کا صادر ہونا میرے ہاتھ سے مانند
 اوس چیز کے ہی کہ اوس چیز کو اوس کے مالک نے ایک
 صندوق میں کہ محض ممالک اوسکی ہی رکھا ہو سو اوس
 صندوق کو اوس چیز سے اصلاً علاقہ نہیں ہی مثلاً اگر مالک
 اوس کا صندوق کی ساری چیز کو برباد کرے تو صندوق کو
 ہرگز محمل اعتراض کا نہیں بلکہ بعضے ان بزرگوں کو ایسا مقام عطا
 فرماتے ہیٹن کہ جو شخص اوس مقام میں پہنچے اوس کے لوازمہ
 سے یہ ہی کہ دل سے اوس مقام والے کے رحمت ربانی
 اور ساری خلائق کی خیر خواہی قوارہ صفت جوش مارتی ہی
 بیان تک کہ اگر یہ لوگ اس پر مطلع ہوں کہ ان کے

اعمال کو بھٹے گناہ گار روں کو عطا فرمائے ہیں اور ہمارے ہی
 اعمال کے سبب سے کار و بار انکا درست ہوا اور
 حال بد مال انکا بھلا ہوا البتہ ادن بزرگون کو سبب نجات
 حاصل ہونے عاصیوں کے مہلکہ سے انہیں بزرگون کے اعمال
 کے سبب سے بری مسرت اور فرحت حاصل ہوتی ہی
 اس واسطے کہ ایک بندہ خدا کے بندوں میں سے ہمارے اعمال
 کے سبب سے مہلکہ سے نجات پایا اور ہلاکت سے بچا چنانچہ
 شیخ سعدی شیرازی نے شیخ اشوخ شہاب الدین سہروردی
 قدس اللہ سرہ العزیز کے حال کو نقل کیا کہ وہ بزرگ ایک
 رات مناجات میں اسی بیت کے مضمون کو ادا فرمایا *
 پہ بودی کہ دوزخ ز من پرشے * مگر دیگران را رہائی شہی
 یعنی کیا ہوتا جو دوزخ مجھی سے پر ہو جاتا مگر دوسروں کو رہائی
 ہوتی ! قصہ جب یہ نہری یعنی بیزار ہونا بھٹے امور دنیا اور
 عقبی سے اوسکے دل کے اندر جگہ پکرتا ہی اور اوسکی
 طبیعت میں مستحکم ہوتا ہی اور فنا کے ارادے کا بالکل
 دست دیتا ہی تب عنایت غیبی اوسکو چنکر ماتہ چیلہ خاص
 کے کہ مادہ لوگ بھٹے فرمان بردار کو ساری رعیتوں سے

جہانت کو چیلہ خاص کر کے مقب فرماتے ہیں برگزیدہ کرتی ہی
 پس جیسا چیلہ خاص اپنے مولا کے مال اور متاع کے تعریف کرنے
 جن ماذون مطلق ہوتا ہی اور اسکی ساری سلطنت کو
 اپنے طرف نسبت کرتا ہی یعنی اسکو پروانگی مٹی ہی
 مثلاً ہندوستان کے پادشاہ کے چیلہ خاص کو پہنچتا ہی کہ یون کہے کہ
 ہماری سلطنت کابل سے لیکر شور دریا کے کنارے تک
 ہی اسی طرح یہ منصب والے عالم مثال اور شہادت
 کے تعریف میں ماذون مطلق ہوتے ہیں یعنی انکو تعریف
 کی پروانگی مٹی ہی ان بزرگوار کبار اولوالایہ والابصار
 کو پہنچتا ہی کہ ساری کائنات کو اپنی طرف نسبت کریں
 مثلاً اون کو پہنچتا ہی کہ یو بولیں کہ عرش سے لے فرش تک
 سلطنت ہماری ہی اور معنی اس کلام کا یہ ہے کہ عرش سے
 لے فرش تک ہمارے مولا کی سلطنت ہی اور مجھکو
 ساری چیز دن کے ساتھ نسبت متساوی ہی کسی چیز
 کے ساتھ خصوصیت نہیں ہی تاکہ وہ چیز ہماری طرف
 منسوب ہو اور دوسری چیز ہماری طرف منسوب ہو

سرِ باب راہ ولایت کے سلوک کی طریق کے

بیان میں * اور اوسمیں چار فصل اور ایک تکلمہ ہی

پہلی فصل طریقہ قادریہ کے شغلون کے بیان میں

اور اوسمیں ایک تمہید اور دو ہدایت ہی * تمہید *
خلاصہ طریقہ قادریہ کے شغلون کا تھوڑی سی تقریر اور
سیدیل کے ساتھ جس میں سلوک کی سہولت اور جلد
مطلب یابی کی صورت ہو اور مستہی ہونے کی نشانی ابتدا
میں ظاہر ہو لکھا گیا اور چونکہ سارے اشغال ذکر اور فکر میں
منحصر ہیں اس واسطے یہ فصل دو ہدایت پر منقسم ہوئی

* پہلی ہدایت بیان میں ذکر کی طریقوں کے *

اور اوسمیں چار افادہ ہی * افادہ * پہلے ایک ضربی
ذکر کرنا چاہئے اور طریق اوسکی وہ ہی کہ بطور نماز کے
دو زانو بیٹھ کر لفظ مبارک اللہ کو سینہ کے درمیان سے
بزور چلا کر نکالے اور اپنے مونہہ کے سامنے ضرب کرے
اور جب یہ لفظ نکلے تو یوں خیال کرے کہ ایک نور اس
لفظ مبارک کے ہمراہ مونہہ سے اوسکے نکلا اور جب کہ
ضرب تمام ہوئے ایک آواز دراز بطور آواز گھریاں

کے خیال میں گونجتی رہیگی اور بیان اوسکا یہ ہی کہ جب انسان زور سے چلا کر آواز نکالنے کا قصد کرتا ہی تو اُس کے اوس سے کہ آواز مجموع یعنی جو آواز کہ سنی جائے ظاہر ہو کے ایک جنبش یعنی حرکت پیدا ہوتی ہی اور اوس جنبش کو آواز خیالی کہہ سکتے ہیں اور جب آواز جہر اور شدت کے ساتھ تمام ہوتی ہی اور بعد تمام ہونے اوس کے اور اوس سے پہلے کہ دم اپنے تھکانے پر آوے اور دھن اور لب اور زبان کی شکل اور صورت پہلی حالت پر آجاوے تب امتداد صوتی یعنی ورازی آواز کی خیال میں رہتی ہی یعنی گونجتی ہی مگر کان کو اور اک سے اوس کے نصیب نہیں ہی یعنی اوس کو کان سن نہیں سکتا ہی مان آواز کرنے والا جانتا ہی سو اسی آواز پچھلی خیالی کو زیادہ تر کھیچے اور ہمراہ کھیچے اوس آواز کے نور خیالی کو لبنا اور چوراز زیادہ مثل چادر نورانی کے کر کے اپنے مونہ کے سامنے سے صر پر لا کے سارے بدن کو سر سے پائون تک احاطہ کر کے پھر اوس آواز خیالی سے بھی سکوت اور خاموشی اختیار کر کے ایسا معلوم کرے کہ وہ نورانی چادر بان میں اوس کے

گھس کر ہر طرف سے اُکے سینہ کے بیچ میں مجتمع ہوئی اور بعد
چند بار کے بسبب ٹکرا کر کے یعنی بار بار ذکر کرنے کے وہ نور
تو بتو ہو کے بجائے تمام جسم کے وہی نور فرار پکرتا ہی
اور اس خاموشی میں اپنے لحاظ کو ذاتِ حجت یعنی خدا کی
ذات کی طرف متوجہ کرے اور بعد جمنے اس لحاظ کے
اور مجتمع ہوئے نور کے سینہ کے اندر بھر اسی طور
سے ذکر کرے اور کثرت سے ہمیشہ برابر ذکر کرتا رہے
یہاں تک کہ قابو میں آجائے * ۲۱ افادہ * بعد مضبوط ہونے
اور قابو میں آجانے ذکر ایک غربی کے طریق مذکور کے ساتھ
ذکر ددِ ضربی کو شروع کرے اور اسکی طریق یہ ہے کہ دوزانو
مثل بیتھک نماز کے بیٹھے اور لفظ مبارک اللہ کو سینہ کے
درمیان سے نکال کر زور سے جلا کر داہنے زانو میں ضرب
کرے پھر امتدادِ صوت متخیل یعنی درازی آواز خیالی کو
آہستگی کے ساتھ دینے شانہ تک کھیچ کر سینہ کے بیچ
میں خبے دھک دھکی بولتے ہیں پہنچا دے اور ایسا
خیال کرے کہ نور ہمراہ اس لفظ کے نکل کر بجائے
زانو اور پہلو اور شانہ اور دینے ہاتھ کے تمام وہ نور ہو گیا

یعنی یہ سب اعضا باطل ہو کے بجائے اوسکے میں نور بدیتھا
 ہی پھر تھوڑا سا خاموش رہا اور اوس سکوت میں
 اس نور کے بدیتھنے کو بجائے اعضائے مذکور کے ملاحظہ کرے
 تاکہ ذہن میں اوسکے اوس نور کی صورت بجائے اوس
 اعضا کے خوب بدیتھے بعد اوسکے اسی لفظ کو اوس نور کے
 ساتھ سیر کے اندر سے دینے شانہ تک کھینچ کر زور سے
 چلا کر دل پر ضرب کرے اور ایسا خیال کرے کہ وہی نور جو
 دائرے طرف محیط ہوا تھا اسے ضرب کے ساتھ قلب میں گھس
 گیا ہی پھر تھوڑا سا چپ رہا اور اُس چپ رہنے میں
 ایسا ملاحظہ کرے کہ وہی نور جو قلب میں گھس گیا تھا اس
 شخص کے تمام بدن کے اندر پھیل گیا اسی طرح سے
 اس ذکر کو کثرت کے ساتھ ہمیشہ کیا کرے یہاں تک کہ
 قابو میں اوسے * فادہ * دو ضربی ذکر کے خوب قابو میں
 آنے کے بعد سہ ضربی ذکر کرے سہ ضربی ذکر کا
 طریق یہ ہے کہ چار زانو بدیتھے اور بطریق مذکور کے
 ایک ضرب دائرے زانو میں مارے اور دوسرا ضرب
 بائیں بازو میں اوسی طریق سے مارے اور تیسرا ضرب

قلب میں اوسی طریق سے مارے اور بطریق مذکور کے
 دھننے بائیں عضو کا سنا اور اونکے بجائے نور کا بیتھنا اور
 قلب میں نور کا گھسنا اور تمام بدن کے اندر پھیل جانا ملاحظہ سے
 ✽ فائدہ ✽: سہ ضربی ذکر کے قابو میں آنے کے بعد چار ضربی
 ذکر کرے اوسکی طریق یہ ہے کہ چار زانو بیتھ کے
 بطریق مذکور کے ایک ضرب دھننے زانو میں مارے اور
 دوسرا ضرب بائیں زانو میں اور تیسرا ضرب قلب میں
 اور چوتھا ضرب اپنے سامنے کی طرف مارے تینوں
 ضرب میں بطریق مذکور کے نور کا ملاحظہ کرے اور چوتھے میں
 اس وضع سے ملاحظہ کرے کہ اوس لفظ مبارک کے ساتھ
 جو نور نکلا سو اس شخص کے نیچے سے احاطہ کرتا ہے
 بہان تک کہ اس شخص کے تمام بدن کو گھیر لیا ہے اور یہ
 شخص تمام اوس نور میں غرق ہو گیا بلکہ اس شخص کے بدن
 کے بجائے اوسی نور نے قرار پکرا ✽ فائدہ ✽: اس طریق
 مذکور کے ساتھ اس ذکر کی غایت اور انتہا یہ ہے کہ اسم
 ذات کے ذکر کا اثر تمام بدن پر اجمالا اور زانو اور پہلو اور
 شانہ اور ہاتھ پر تفصیلاً احاطہ کرے اور بشریت کی تاریکی تمام

بدنسے عموماً اور اعضائے مذکورہ سے خصوصاً صالیں جاوے اور تمہید
فنائے جسمانی کی ہو وہ یعنی جسم کے فنا ہو نیکانقشہ بندھے اور ذکر
فکر کے ساتھ مل جاوے اور ذکر سے مراقبہ کی طرف جانا
یعنی جس نام پاک کا ذکر کرتا ہی اوسکے منہوم کی
طرف اپنے لہاظ کو مشو بہ کرنا اور عقل کی آنکھ سے اوس
ذات کی طرف نیکی نگانا آسان ہو حاصل کلام جب ایک
ضربی سے ایکے چار ضربی تک چار و ذکر دن کے آثار ظاہر ہوں
تب فکر میں مشغول ہونا چاہئے فکر کہتے ہیں مراقبہ کو

دوسری ۴ ایت بیان میں اقسام فکر کے

اور اوس میں سات اقسام ہیں

* ۱۱ فادہ * مراقبہ پہلا مراقبہ وحدانیت کا ہی اور اوسکی
طریق یہ ہے کہ وحدانیت حق تبارک و تعالیٰ کو جلا شریک نہ
کے مضمون سے صاف نظر ہی ہر جگہ لہاظ کرے کہ
ہر وقت میں اور ہر مکان میں وہی ایک ذات پاک یگانہ
اور اکیلا موجود ہی اور اس لہاظ کرنے میں تین صورت
خیال میں گذرتی ہیں پہلی صورت یہ کہ ہر چیز کو نفی کر کے اوسکی
جگہ پر حق تعالیٰ کا وجود سمجھے دوسری صورت یہ کہ حق تعالیٰ

کے وجود کو ان چیزوں کا عین خیال کر کے سواس مراقبہ میں یہ
 دونوں صورت مراد نہیں ہی بلکہ ان دونوں صورت
 سے پرہیز کرنا اور بچنا لازم ہی اور تیسری صورت جو
 اس مراقبہ میں مراد ہی سو یہ ہی کہ اوس سبحانہ کے وجود
 کو یگانہ اور اکیلا سارے اشیا کا غیر ہر جگہ میں تصور کر کے
 نہ تو ان چیزوں کو نفی اور نیست کرے اور نہ ان
 چیزوں کو عین حق جانے کہ یہ چیزیں عین اللہ ہیں اسکی مثال
 یہ ہی کہ ہر شخص جانتا ہی کہ فارسی میں ہست کی لفظ
 کے ساتھ اور ہندی میں ہی کے لفظ کے ساتھ جس
 معنی کو بیان کرتے ہیں سو وہ معنی ہر جگہ پر موجود ہی اور وہ
 معنی کسی چیز کا عین نہیں ہی بلکہ ہر چیز کا غیر ہی باوجودیکہ
 کوئی چیز اوس معنی سے خالی نہیں ہی بلکہ جو چیز موجود ہی
 اوس کے ساتھ وہ معنی موجود ہیں * ۲ افادہ * وحدانیت کے
 مراقبہ کے خوب مضبوط ہونیکے بعد مراقبہ صمدیت کا کر کے
 صمدیت کے مراقبہ کا دور مرتبہ ہی ابتدا اور انتہا سوا ابتدا
 سے یہ مراد ہی کہ ہر چیز کی احتیاج کو اوس سبحانہ تعالیٰ کی
 طرف اجمالا خیال کرنا کہ سب اوس کی محتاج ہیں اور

وہ سب چیز سے بے پروا ہی پھر جب یہ مراقبہ خوب مضبوط ہو تب اوسکے انتہا کے حاصل ہونے کی طلب کرے اور انتہا سے یہ مراد ہی کہ نہایت محبت اور الفت اور نہایت تفرع اور عاجزی کے ساتھ دنیا اور آخرت کے کام میں تفصیل کے ساتھ اپنی احتیاج کو اوس سبحانہ تعالیٰ کی طرف خیال کرے یعنی ایسا خیال کرے کہ ہر چیز میں مجھ کو اوس کی طرف احتیاج ہی اور کوئی کام بد دن اوس کی عنایت کے سر انجام نہیں ہو سکتا عمدہ کام ہو یا سہل دنیا کا ہو یا آخرت کا اور اس مراقبہ میں اوسکو ایسی الفت اور محبت اور اللہ سے ایک ایسا علاقہ پیدا ہوا ہو کہ اوس کی مرضی میں اپنے جان اور مال اور اپنی عزت اور آبرو کا فدا کرنا بلکہ اوسکے نام پر فدا کرنا اوس شخص پر سہل اور آسان معلوم ہو بلکہ اوس فدا کرنے کو اپنی بزرگی اور اعتبار اور اپنی عزت اور مرتبہ کی زیادتی کا سبب معلوم کرے اور یہ مضمون اوسکے اعتقاد میں جیسا کہ چاہئے مضبوط ہووے اور قرار پکڑے اوسکی مثال یہ ہی کہ ایک شخص ایک بادشاہ کی طرف سے

اسماعیل اور جاگیرین موروثی ہمیشہ کے واسطے سال بعد
نسل دادے باپ کے وقت سے پاتا آیا ہی اور اسکا
تمام کاروبار اور اسکی گذران اور عزت اور اعتبار کا اوسسی
بادشاہ کے وسیلہ سے ہوتا چلا آیا ہی سو اوس شخص
کو اوسسی بادشاہ کی طرف سے اگر کوئی کام کرنے کا حکم ہو گا
تو وہ شخص بے شبہ اس کام کے سرانجام دینے کی واسطہ
اپنی جان فدا کر لے گا بھی دریغ نہ کرے گا بلکہ اوسمیں اپنا
فخر جانے گا اور اس مراقبہ سے منے * اِیَاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَاکَ

نَسْتَعِیْنُ * کے یعنی تجھی کو ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے
مدد چاہتے بخوبی ثابت اور تحقیق ہو جاتے ہیں اور اس مراقبہ کا
پھل یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کھل جا دیگی کہ باوجود بہت
ہونے فعلوں اور فاعلوں کے اس مراقبہ والے کو ایک
ہی فاعل اور ایک ہی موثر یعنی اثر ظاہر کرنے والا کہ وہ فاعل
اور موثر حقیقی کی ذات پاک ہی ہر فعل اور جنس اور
ہر سکون میں ظاہر ہوتی ہی * ف * یہ بھی ایک قسم کا
مشاہدہ ہی اور مشاہدہ الہیہ میں ہوتا ہی سو اس طریقہ
کے ساتھ ساوک کرنے میں مشاہدہ کا اثر ابتدا میں معلوم

ہوتا ہی اور ابھی انتہا باقی ہی پس اس طرح اسی
 مراقبہ کو انوار کے طے کر لے میں برابر کرتا رہی اب مراقبہ
 کے لفظی معنی بھی سنو مراقبہ معنی دو ان طرف سے نگاہ
 رکھنا یعنی اُس طرف سے تو بندہ پر نگاہ پرورش اور
 رخصت کی ہوتی ہی یہ بندہ غافل بھی اُس کی طرف نگاہ رکھے
 اور حقیقت یہہ ہی کہ کس کا تصور کرنا اسی کو عرف شرع
 میں تذکر کہتے ہیں اور اہل سلاو کی اصطلاح میں مراقبہ اور نگرانی
 بولتے ہیں یعنی کسی طرف چکی لگانا * ۳ افادہ * بعد اوس
 مراقبہ کے شغل دورہ کرے اور ارکان اوسکا اسکے
 حسنی میں سے چار اسم پر مشتمل ہیں یعنی سمیع اور
 بصیر اور قدیر اور علیم پر سوہر ایک کو اسم ذات کے
 ساتھ یعنی اللہ کے ساتھ ضم کرے پھر بطور مراقبہ کے
 بیچھے کر کے اور دل کو جمع کر کے اور حاضر کر کے اپنے خیال
 میں کہے کہ اللہ سمیع اور اوس کو ناف سے کہ لطیفہ نفس کا
 مقام ہی یا یحییٰ بیچ سینہ میں کہ مقام لطیفہ سر کا ہی نگالے
 اور ایسا جانے کہ اوسکی روح کہ دریافت کر نیوالی ہر
 چیز کی ہی جمع ہو کے ذکر مذکور کے ساتھ ناف سے سینہ

کے بیچ بیچ میں پہنچی ہی اور اگر روح کا نام سے سیر
کے وسط میں جانا اور نقل کرنا دشوار ہووے تو اس
خیال کر کے کہ روح ان دونوں اسم یعنی اللہ اور سمیع
کے بیچ میں ایسی وجہ سے ہی کہ اللہ کا لفظ اوپر اور سمیع
کا لفظ نیچے اوسکے ہی پس اس تدبیر کے ساتھ روح کا
نقل کرنا ان دونوں اسم کے انتقال کے ساتھ آسان ہوگا
پھر اللہ بصیر کے ساتھ بطور سابق کے لطیفہ اخفی میں کہ مقام
اوسکا سر میں ماضی تالو کے ہی جس جگہ پر لڑکون کے
سر میں حرکت معلوم ہوتی ہی پہنچا دے اور اللہ قدیر کو اخفی سے
چوتھے آسمان میں پہنچا دے اور اپنی روح کو اوسکے تابع اور
ہمراہ کر کے پھر اللہ علیم کو وہاں سے عرشِ معلیٰ میں پہنچا دے
اور اوسکی ذکر کی استعانت سے روح کو چہارم آسمان
سے عرشِ مجید پر چڑھا دے اور چاہئے کہ تیسری اور چوتھی
منزل میں پہنچی چوتھے آسمان اور عرشِ مجید پر دیر تک
روح کو تھرا رہے ادھی گھڑی یا ایک گھڑی جتنا ہو سکے
اور اوس جگہ روح کو بائیں اور دائیں پھر اوسے اور سیر
کر دے اور کبھی روح کو تھہرنا اور ٹوٹ کر نا اون مقاموں

میں دشوار پڑتا ہی بلکہ وزنی چیز کے طرح خود بخود نیچے گر پڑتی
 ہی اوسکے تدبیر یہ ہی کہ چڑھنے کے وقت ایک راہ بطور
 روزن اور سوراخ کے آسمانوں میں منتخبات ہوگی اون
 سوراخوں کو اور راہوں کو روح کے تھہرانے کے لئے خیال
 کی سعی سے بند کرے تاکہ روح دہان توقف کرے پھر
 اونہیں بدرقون اور ہمارا ہیون کے ساتھ عرش مجید سے
 لطیفہ نفس تک اوسى وضع اور ترتیب کے ساتھ نزل
 کرے یعنی نیچے اترے اے اللہ علیم کے ذکر کے ساتھ
 عرش سے چوتھے آسمان تک اور اللہ قدیر کے ذکر کے
 ہمراہ چوتھے آسمان سے لطیفہ اخفی تک اور اللہ بصیر کے
 ذکر کے ساتھ اخفی سے سر تک اور اللہ سمیع کے ذکر
 کے ساتھ سر سے لطیفہ نفس تک اوسے آہستہ آہستہ
 اس ذکر کو برہا تاجا وے تاکہ آثار ادا کا نمودار ہوے
 اوسکی آثار دن میں سے ذکر کے روح کی اور انیت
 بھی اور انبیا اور اولیا کی ارواح سے اور فرشتوں
 سے ملاقات ہو نا ہی اور بہشت اور دوزخ کی
 اور آسمان کے مکانوں کی مثل سار المستہی اور بیت المعمور

اور لوح محفوظ کے سیر کرنا ہی اور وہاں کے وقایع اور
 رویداد کا کشف ہونا ہی اور انہیں کاموں کے لئے روح
 کو آسمانوں میں تھہرانا اور دور اور سیر کروانا لگنا ہی
 اور وہاں کے عجائب کو دیکھنا مختلف ہوتا ہی ہر شخص
 بموجب قوت اور اہل اور استعداد کے مناسب حال
 اپنے دیکھتا ہی اور ارواح اور ملائکہ کی ملاقات کے ضمن
 میں اون لوگوں کے ساتھ بات چیت ہوتی ہی اور
 کبھی کبھی نیک صلاح پر بھی جو ساک راہ کے حق میں
 منہید ہو یا اوس کا غیر ہوا و سکنو آگاہی بخشتے ہیں اور روح
 کو لطافت اور نزدیکی اور انس خدا کی ذات پاک کے
 ساتھ حاصل ہوتی ہی اور بے گنگی جسم سے حاصل ہوتی
 ہی اور وہ نورانیت کہ شغل نفسی میں اعانت اور مدد
 کرتی ہی اور اوس کو آسان تر کرتی ہی ہم پہنچتی ہی
 اور ہر چند روح بشری عالم پاک اور سموات کے پڑھنے
 کے قابل نہیں ہی لیکن ذکر الہی اوس کے ہمراہ ہوی سو
 جہان طاقت پہنچنے کی نہیں رکھتی تھی اب بدرفہ مذکور
 کے ساتھ پہنچنے سکتی ہی * * * افادہ * * * پھر شغل نفسی

کمر کے بیان اور سکا یہ ہی فرمایا اللہ صاحب نے اتھا روہین
 سپارہ سورہ نور میں * اللہ نور السموات والارض *
 اللہ روشنی ہی آسمانوں اور زمین کی سو اسی اشارہ کے
 موافق انوار الہی ہر مکان میں موجود ہی جس طرح سے
 اللہ کا موجود ہونا اور اس کی ہستی ہر جگہ میں ثابت ہی
 کیونکہ انوار اُس کی ذات پاک سے گناہی اور اس کے
 وجود کو لازم ہی توجہاں اس کی ذات پاک موجود ہی
 وہاں سب کہیں اسکا انوار بھی موجود ہی اور جس طرح
 اس کی ذات نے سب کو گھیر لیا ہی اسی طرح اس کے
 انوار نے بھی سب کو گھیر لیا ہی اور باوجودیکہ انوار سب
 کہیں موجود ہی لیکن قوت دراکہ انسان کی جس قوت
 سے انسان سب چیز کو دریافت کر سکتا ہی اس سبب
 سے کہ کیف اور تار یک چیز ہیں کہ آسمانی اور زمینی
 اجسام ہیں ان کا خیال اس میں بھرا ہی اس انوار
 کے دریافت کرنے سے محروم ہی اور وہی خیال آرہے
 ہیں اور یہ نہیں ہی کہ اس کا انوار غائب اور دور
 ہی اور اس کی ذات پاک کے ماننے کے واسطے انوار

کے پردوں کا طی کرنا ضرور جب وہ انوار کے پردے
 کھل گئے ذات پاک ملی اور اون پردوں کا طی کرنا بغیر
 اون کے دریافت کرنے کے بہت لوگوں سے ہو نہیں
 سکتا اور برے عالی فطرت لوگوں کو جو بغیر انوار کے
 کھل جائیکے وصول ذات بحت کا یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک
 کا ماننا حاصل ہوتا ہی سوا اس بات سے بہت سے
 لوگوں کو انوار کے پردوں کے طی کرنے اور انوار کے کھل
 جانیکی جو احتیاج ہی سوره نہیں ہو سکتی بلکہ اُن لوگوں
 کو اُن پردوں کے طی کرنے کی احتیاج باقی ہی اور پردوں کا
 طی کرنا بغیر اون کے دریافت کر نیکی ہو نہیں سکتا اسی
 واسطے اوس کے دریافت ہونے کے لئے اپنی قوت
 وراکہ کو خیالات مذکورہ سے پاک اور صاف کرنا چاہئے
 تاکہ انوار الہی دریافت میں آدین توجب اوسکی قوت
 وراکہ کا آئینہ خیالات مذکورہ کے رنگ سے صاف
 ہو گیا پس انوار تو ہر جگہ موجود ہی ہیں بغیر رنج اور تکلیف
 کے دریافت ہو جائینگے اور قوت وراکہ کے پاک کرنے
 کی طریق یہ ہے کہ شغل نفسی کا کرے اور خلاصہ شغل نفسی کا

نہیں کہ مناسب چیزوں کا ہی اپنے خیال میں اگرچہ
 نفی الحقیقت کو ہی چیز نہیں ہوگی اور نفی الحقیقت
 سب چیزوں کو نہیں جانتا خیال باطل اور وہم کا ذب ہی
 کیونکہ جو چیز موجود ہی سو موجود حقیقی تبارک و تعالیٰ کے موجود
 کرنے سے موجود ہی اور ہر چیز موجود کو اللہ تعالیٰ کے
 وجود پاک کے ساتھ ایک خاص علاقہ لگ رہا ہی
 تو کسی چیز کے موجود ہونے کی نفی حقیقت میں ہو نہیں
 سکتی اور اس بات کا قصد کرنا گو یا خالق سے مقابلہ کرنا
 ہی اور سب چیزوں کی نفی سچ مچ کرنے سے کچھ غرض
 بھی نہیں کیونکہ غرض اپنے مد رک کے صاف کرنے سے ہی
 جس میں قوت دراکہ یعنی عقل رہتی ہی جب وہ صاف
 ہوا تو نہ عا خود بخود حاصل ہو گا سچ مچ کی نفی سے کچھ کام نہیں
 اور ہر چند نفی تمام عالم کی مشکل بات معلوم ہوتی ہی
 لیکن اس مقام میں نفی کا بس دو ہی مرتبہ ہی ایک تو اپنی
 نفی اور دوسرے تمام عالم کی نفی سو نفی تمام عالم کی
 دشوار نہیں ہی کیونکہ نفی تمام عالم کی اور نفی ایک جزو
 عالم کی برابر ہی انسان کو محصر کے پر سے اپنے خیال کا خالی

رنا اور تمام آسمانوں سے اپنے خیال کا خالی کرنا برابر ہی
 مان نفی اپنے وجود کی البتہ ایک سخت چیز ہی اسی
 واسطے نفی کا دو مرتبہ مقرر کرنا چاہئے * اول * اپنی نفی
 اور * دوسرے * تمام عالم کی نفی اور تمام عالم کی
 نفی کے آسان ہونے اور اپنی نفی کے دشوار ہونے کا
 سبب یہ ہے کہ قوت دراکہ اپنے جاننے سے کہ میں ہوں
 ہر وقت بھری ہوتی ہے اور اپنے غیر کی دریافت اور سمیٹیں
 کبھی کبھی آجاتی ہے تو تمام عالم کی نفی میں ایک چیز کو اپنی
 قوت دراکہ میں آنے سے منع کرنا ہوتا ہے اور اپنی نفی
 جو چیز کہ قوت دراکہ میں بھری ہے اوسکو نکالنا ہوتا ہے اور
 جو چیز کہ قوت دراکہ میں باہر سے آتی ہے اوسکو اپنی قوت دراکہ میں
 نہ آنے دیتے اور جو چیز کہ قوت دراکہ میں بھری ہوتی ہے اوسمیں
 سے اوسکے نکالنے میں جو فرق ہے سو ظاہر ہے کہ اول بہ نسبت
 دوسرے کے بہت آسان ہے یا دونوں بات کا فرق
 یوں سمجھا چاہئے کہ مینہ برستا ہے اُس میں ایک شخص
 کھڑا ہے اور اوسکے بدن پر مینہ کے قطرے پڑ رہے ہیں
 تو اوس شخص کو نفی مینہ کی البتہ مشکل معلوم ہوگی

اور دوسرا شخص ایسا ہی کہ اوسنے کہ پیش کہ پیش میںہ
 دیکھا ہی اسوقت اوسپر میںہ نہیں پرتا ہی تو اوس
 شخص کو نفی میںہ کی البتہ آسان معلوم ہوگی اسی سبب
 سے اپنے نفی کرنے میں نیچے کے بدن کی نفی اور اوس جگہ
 کی نفی جسپر وہ بیٹھا ہی زیادہ مشکل ہوتی ہی اور
 کبھی اپنے سر کی نفی کہ دریافت اور امتیاز کا مقام وہی
 ہی مشکل معلوم ہوتی ہی اور بعض شخص کو جو سانس
 لینے اور دم کے آنے جانے پر خوب خبردار ہوتا ہی
 علق اور سینہ کی نفی سخت ہوتی ہی حاصل کلام کا یہہ ہی
 کہ جس چیز پر زیادہ خبر ہوتی ہی اوسکی نفی بھی زیادہ
 سخت ہوتی ہی تو بس پہلے نفی تمام عالم کی کر کے تب
 اپنے بدن کی نفی کرے اور جس مقام کی نفی مشکل
 معلوم ہوتی ہی اوس مقام سے نفی شروع کرے کہ
 اوس عضو کے نفی سے تمام بدن ایک بارگی نفی ہوگا اور
 نفی کے حاصل کرنے میں صاحب نفی کامل کا تو جہہ اصل ہی
 کہ وہ شخص اپنی نفی کر کے اپنے دل کے قصہ سے متوجہ
 ہو کے طالب میں نفی والے اور اس کام کے مبتدی

ہر نفی کی اثر ظاہر ہونے کا شروع مختلف صورتوں سے ہوتا
 ہی کبھی سینہ اور شکم کے مقام میں پہلے خالی معلوم ہوتا
 ہی کہ گویا اوس مقام میں کچھ نہیں ہی اور کبھی اپنے
 تئیں بے سر اور کہہ ہی بغیر دونوں ہاتھ کے معلوم کرتا
 ہی اور کبھی خیال کرتا ہی کہ میں چھوٹا ہو گیا ہوں اور
 کبھی خیال کرتا ہی کہ میرا بدن لپٹا اور پٹا ہو گیا ہی گویا ایک
 بانس ہی گوشت کا کہ وہ دم بدم دراز اور باریک
 ہوتا جاتا ہی اور بہتہ آسان طریقہ کے تصور کا وہ ہی
 کہ اپنے سینہ یا شکم میں ایک خالی پن خیال کر کے اسطو
 پر کہ گویا توپ کے گولے نے ایک طرف سے آکے
 دوسرے طرف سے پار نکل کے بدن کے اوس
 مقام کو خالی کر دیا ہی اور ایک سو رخی پار دار ہو گیا پھر
 اوس سو رخی کو آہستہ آہستہ زیادہ کشادہ اور
 چورس کر کے یہاں تک کہ گویا سب بدن تمام ہو جاوے اور
 نقی کی صورتوں میں سے بہت مشکل صورت وہ ہی
 کہ ایک غیبی باطنی چیز نے کہرا داسکی دینا ہی عالم
 غیب سے اوس کے طرف متوجہ ہو کے ایک بارگی

اوسکے جسم کو پراگندہ کر دیا مثل سبخت پتھر کے کہ برم
 بھکری پر گر کے اوسکو پاش پاش کر کے چھتر ا دیوے
 * ن * یعنی وہ شخص جب شغل نفی کا شروع کرے تب
 ذات حجت کی محبت کی جوش اور مشاہدہ کے شوق میں ایسا
 غرق اور بیہوش ہو جاوے کہ سیوا کے اوس ذات
 کے اوسکی فہم میں کچھ باقی نہ رہے سب فنا ہو جاوے اور
 ایک بارگی خود بخود اوسکا تمام بدن غایب ہو جاوے
 اور نفی والا چونکہ مبتدی ہی اوسکے واسطے یہ حال مشکل
 ہی کیونکہ یہ حال فنا اور بقا کے مقام والے کا ہی انتہی اور
 کہ میں اسطور سے بھی تصور کر سکتا ہی کہ اوسکی جان
 باہر نکل کے یا اوسکا دل جو ایک گوشت کا ٹکڑا ہی باہر
 نکل کے نیست ہو گیا اور جسم بے جان اور دل کے
 باقی نہیں رہ سکتا ہی سو وہ بھی بے جان ہو کے مٹ گیا
 اگرچہ اس کام کے واقف کار کے نزدیک ان بھانت بھانت
 کی صورتیں طویل طویل کے ساتھ بیان کرنا بیفادہ ہی
 لیکن ایسا بہت ہوتا ہی کہ تیز ذہن والے لوگوں کو بھی
 محکم نفی کہہ دینے سے نفی کی کسی صورت کا نفی کی صورتوں

ہیں سے خیال میں تھہرنا مشکل ہوتا ہی اور کبھی بہت سی صورتوں کے دریافت ہو جانے کے سبب سے کند ذہن اور غافل لوگوں کو بھی ان صورتوں کے سوا کسی دوسری صورت معلوم ہوتی ہی حاصل کلام نفی کی بھانت بھانت کی صورتوں کا دریافت ہونا فائدہ سے خالی نہیں ہی غرض جس وضع کے ساتھ نفی کا شروع نمود ہو اُس کیونچو بی اپنے خیال میں تھہرا کے اس کے زیادہ ہونے کی کوشش کرے اور خیال سے اس کو برہماتا جاوے یہاں تک کہ تمام بدن نفی ہو جاوے اور جس وقت نفی کرنا سخت معلوم ہو اور اس کا خیال درست نہو کے تب

* لَا مَوْجُودَ إِلَّا اللَّهُ لَا فَاعِلَ إِلَّا اللَّهُ * ان دون لفظوں کے تین معنی سمجھ کے اپنے خیال کی قوت سے اس عضو یا اس مکان پر جسکی نفی سخت معلوم ہو سب جگہ ضرب کرے انشاء اللہ تعالیٰ یہہ شغل نفی کے واسطے کافی ہو گا اور دون لفظوں کے معنی یہہ ہیں نہیں کوئی موجود ہی اللہ کے سوا یعنی جتنے موجود ہیں وہ سب پہلے نیست تھے اور پھر بھی نیست ہو گئے تو انکا موجود ہونا متبرہ نہیں

اور ہمیں کوئی کام کر نیوالا اللہ کے سوا اور نفی کے بعد کبھی ایک خالی پن ظاہر ہوتا ہی اس وضع پر کہ خیال کرتا ہی کہ اگر تلو اور کا ضرب اوس کے بدن میں لگیگا تو اوس کے بدن میں تلو اور رکیگی نہیں بلکہ اس کا ضرب جس طرح خالی مکان سے گزر جاتا ہی اسی طرح اوس کے بدن کے درمیان سے بھی خالی گزر جاویگا اور کدھیں کا جل کی سی تاریکی کہ اوس کے چاروں طرف ایک چمک مثل خط باریک نورانی کے ہوتی ہی نمودار ہوتی ہی لیکن وہ خط نورانی میلا تاریکی ملا ہوا ہوتا ہی جس طرح آگ کے شعلہ کا سرکہ دھوان مٹنے کے سبب سے بہت تاریک اور میلا دکھائی دیتا ہی اور وہ خط نورانی اکیلا نہیں دریافت ہوتا بلکہ تاریکی کے شامل معلوم ہوتا ہی اور اگر نظر کو خوب تھرا کے اوس کی طرف متوجہ کریں تو اوس وقت وہ نور مٹ جاتا ہی اور تاریکی کے میوا کے کچھ نہیں دریافت ہوتا غرض اس تاریکی کو نور نفی کا بولتے ہیں اور اس نفی کے شغل کو بخوبی ہمیشہ مشق کرنا چاہئے تاکہ طالب کا شغل دوسرے رے خیال سے کہ مثل خس و غاشاک کے ہی اسی شغل سے

صاف ہو جاوے اور اس راہ کے چلنے والوں کو اکثر
 وقتوں میں اس شغل کی حاجت پرتی ہی ✽ فائدہ ✽
 شغل نفی کے ساتھ شغل یادداشت کا بھی لگا رہا اوسکی
 حقیقت یہ ہی کہ ہمیشہ متوجہ رہنا ذات پاک میچون اور
 بیچگون کی طرف سب وقت بیتھتے اوتھتے کھاتے پیتے
 اور سب کاروبار بازار سے لے تا دربار اور ساری
 مصرتیوں کے درپیش ہونے میں اس طور پر کہ کوئی کام
 اوس متوجہ ہونے کو منع نہ کرے جس طرح سے کسی چیز
 کی محبت یا کسی کام کا اہتمام کسی شخص کے دل میں گر جاتا
 ہی تو دنیا کی ضروری حاجت اور کام کے عین وقت میں
 اوسے محبوب اور امر مرغوب کے طرف دل لگا رہتا ہی
 چنانچہ ہر سلیم العقل اور وجدان پر پوشیدہ نہیں ہی
 چاہئے کہ تمثیل مذکور کو اپنی عقل اور وجدان سے دریافت
 کر کے خدا کی یادداشت کو یوں نہ شمار کرے کہ اس طرح
 کی یادداشت عقل اور عادت کی راہ سے ممتنع ہی
 یعنی ہو نہیں سکتی ہی بلکہ اوس کو سہل اور آسان
 معلوم کر کے اوسکے تحصیل کے لئے کمر ہمت کی جست

باندھے اور بھی جانا چاہئے کہ جیسا کہ بعضے شخص کو بعضے چیز کی یادداشت حاصل ہوتی ہی لیکن وہ اس چیز کی یادداشت کے حصول سے بے خبر رہتا ہی مگر جو وقت کوئی امر ایسا درپیش ہو کہ اس چیز کی یادداشت کے حصول پر خبردار کر کے اس وقت خبردار ہوئے ہیں مثلاً ہر شخص کو اپنے بدن کے طرف التفات اور توجہ دینی یعنی ہمیشگی کی حاصل ہی پر اس التفات کے حاصل ہونے عالم کا علم نہیں مگر مابھی کے بیتھنے کے وقت یا کسی درد کے پہنچنے کے وقت ایسا ہی بعضے سالکوں کو خدا کی یادداشت حاصل رہتی ہی پر اس کے حصول پر شعور نہیں مگر جس وقت یادداشت میں غفلت یا کوئی امر یادداشت کا خلل ابداً درپیش ہوتا ہی اس وقت شعور ہوتا ہی اور بعد قابو میں آجائے یادداشت حق کے دوسری یادداشت کو بھی اس کے ساتھ ملانا چاہئے اور دوسری یادداشت کا بیان تفصیل کے ساتھ دوسرے باب میں گذر چکا ہی

✽ ہ افادہ ✽ جب نفی اپنی اور نفی تمام عالم کی طالب کے قابو میں آتی ہی تب نفی النقی اور فناء الفنا کو شروع کرے

یعنی جس خیال سے کہ اپنے وجود کی نفی اور تمام موجودات کی نفی کرتا تھا اور نیت سمجھتا تھا اور اسکو بھی نفی اور نیت خیال کر کے اور چونکہ نفی النفی نری نیستی ہی شانی اور اسکی غفلت اور بیہوشی اور نہایت بیکار ہو جانا قوت دراکہ کا ہی یہاں تک کہ اگر اسی شغل کو ہمیشہ برابر کیا کر کے تو بدن اور سکائیت ہو جادے اور اسکا کچھ نشان باقی نہ رہے یعنی اس کو خیال بین ایسا معلوم ہو نہ یہ کہ حقیقت میں بدن نیت ہو جادے اور اگرچہ یہ غفلت کی حالت طالب کو خوش معلوم نہوگی لیکن آئندہ کو کام آویگی اور اسکو بے کار نہ سمجھے بلکہ اس شغل کو بھی کرے اور نفی النفی کے ناخوش معلوم ہو بے گاہیہ سبب ہی کہ اس شغل میں اور اک اور دریافت کا دور کرنا ہوتا ہی اور جب کہ دریافت اور اک باقی نہیں رہتا ہی تب کچھ معلوم نہیں ہوتا اور آدمی کی دل لگی سبب دریافت اور اک کے ہی اگرچہ شغل نفی میں بھی ہر چیز کو اپنے اور اک سے دور کرتا ہی لیکن اس کے خیال میں صنائی باقی رہتی ہی اور موجب دل لگی کا ہوتا ہی جیسا کہ صاف طبیعت

والون کو صاف میدان سے اُست اور دل لگی ہوتی
 ہی ویسا ہی نفی میں بھی ایک اُست اور دل لگی ہوتی
 ہی بخلاف نفی النفی کے کہ اوس مقام میں اُست کا
 تھکانا باقی نہیں رہتا * فایده * بعد تمام ہوئے نفی کے ساک
 کو ضرور ہی کہ دو صورت درپیش ہوگی یا توحید صفاتی
 ظاہر ہوگی بحمل اوس کا یہ ہی کہ اس شغل والے کو گمان
 ہوتا ہی کہ عالم میں جو کثرت ہی اوس کے مصدر ہم ہیں یعنی
 محض سے صادر ہوتی ہی تصویر اوسکی اس طور سے
 نمودار ہوتی ہی کہ اوس کے بدن کی فراخی اور پهنائی خیال
 میں آتی ہی اور فراخی اور پهنائی اس مرتبہ کو پہنچتی ہی کہ اوس کے
 خیال میں عالم اجسام کو کہ سب کے اوپر عرش مجید ہی ہر جانب
 سے تجاذز کرتا ہی اور سارا عالم اپنے میں دیکھتا ہی آسمان
 اور عناصر اور پہاڑ اور دریا اور اشجار اور پتھر اور
 حیوان اور انسان سب کو منجملہ اپنے جسم کے جانتا
 ہی اور اس حالت میں آسمان کے مکانوں پر اطلاع اور زمین
 کے بعض مقام کی جواسکی جا سے دور دراز ہو سیر بطور
 کثرت کے حاصل ہوتی ہی اور وہ کشف اوسکا مطابق

واقع کے ہوتا ہی لیکن اپنے کو واقع میں تمام عالم کا ملجائے
 بلکہ اس خیال کو جو واقع کا منہ لہف ہی اس مرتبہ کے آثار سے
 اعتقاد کرے اور اس حالت میں توقف نہ کرے کیونکہ منزل
 مقصود کی سیدھی راہ نہیں ہی ہر چند ایک راہ ہی لیکن
 سیدھی راہ سے دور تر ہی اور سیر کی صعوبت اور
 درازی کو پیدا کرتی ہی اُس راہ سے انوار میں جانے کا قصد
 کرے کہ اوس ذات پاک کے پردے پہن اور کبھی
 رنگ برنگ کے انوار دیکھائی دیتے ہیں اور طالب کے
 مقصود کی حاصل ہونے کی راہ یہی دوسری صورت ہی اور
 وہ انوار اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے پردے پہن بس
 اودن پردوں کو طہی کرنا شروع کرے اور اوسکے طہی ہو
 جانے کی مدت مقرر نہیں ہی اگر عنایت الہی شامل حال
 ہوے تو ایک لمحہ میں ہزاروں پردے طہی ہوتے ہیں
 لیکن پاک کے ایک پردے سے دوسرے میں جانے
 کے واسطے یہ سب مقرر ہی کہ اودن انوار میں سے ہر ایک
 کو یعنی جس رنگ کا نور نظر پرے اوسکو اپنے خیال کی
 قوت سے اس قدر کشادہ کرے کہ وہ نور تمام عالم کا احاطہ

کر کے قید سے مکان کے لامکان کے میدان میں معلوم ہونے لگے یعنی
 معلوم ہو کہ زمین آسمان وغیرہ نہیں ہی بالکل نور ہی نور ہی بعد
 اوس کے اوس نور سے دوسرے نور میں جانے کا ارادہ اور
 ہمت اپنے دل میں کر کے اس بات کی درخواست اللہ تعالیٰ
 کی جناب سے کر کے اپنے خیال کی نظر سے اوس نور میں
 اس حد تک غور کرے کہ اوس نور کی پشت میں سے
 دوسرا نور دیکھائے دے تب اوس نور کو بھی پہلے نور
 کی طرح کشادہ کرے اور اوس طرح غور کرے یہاں تک
 کہ تیرا نظر پرے اور ایسا ہی کرتا رہے اور ایسا
 بہت ہوتا ہی کہ انسان انہیں پردوں میں متوقف ہو کر
 اور اوس کو اصل مقصود کے ملنے کی راہ ماتمہ نہ لگے اور آخر
 ان پردوں کا ایک پردہ ہی لطیف بے رنگ اور
 اوس کو نسبت بے رنگی کہتے ہیں اگر پہ اس پردہ کو
 دریا کے پانی سے جو خس و خاشاک اور ریتی اور
 خاک کی آلودگی سے صاف ہوتا ہی تشبیہ دیتے ہیں
 لیکن خوب غور کرنے کے بعد اوس تشبیہ دینے کے قابل
 کوئی چیز خیال میں نہیں آتی وہاں بھی توقف ہو دیتا ہی اور

کبھی بعض طالبین اوس کو مقصود اصلی معلوم کرتے ہیں اور
وہ ہیں تھہر جاتے ہیں * افادہ * خدا کی عنایت سے اور
کشش غیبی سے جکساں اپردہ طی ہوتا ہی تب ذات
پاک کی معرفت کے مقام میں پہنچتا ہی اوس جگہ میں عمدے
عمدے حالات اور طرح طرح کے اغوار پیش آتے ہیں
اور جو خوض کہ اوس جا پر ہوتی ہی اوس کو سیر فی اللہ
بولتے ہیں اور نہ معلوم کریں کہ اوس مقام میں تنفادت
اور تبدل حالتوں کی نہیں ہوتی بلکہ بموجب مضمون * کُلُّ یَوْمٍ

صَوْفِی شَانِ * کے ہر وقت جدی شان اوس ذات
پاک کی جلو گر ہوتی ہی اور طالب کے دل کے احوال
کے بدلتے ہی غیب میں بھی تبدیلی اوسکی بصیرت کی
انکھ پر نمایاں ہوتی ہی اور جب کہ موافق حدیث نبوی
علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ دل آدمی کا بمنزلہ ایک
پر کے ہی کہ میدان صاف میں اوسکو ہوا زیر اور زبر کرتی
ہی اور انسان کے دل کو قرار نہیں ہی سوا اوس طرف
سے بھی جو شائیں کہ ظاہر ہوتی ہیں اوس میں بھی سکون اور
قرار نہیں بلکہ دم بدم بدلتی ہی اور خدا ہی کی شان بدلتے کے

سبب سے بنی آدم کی استعداد و ن کے موافق مختلف
 معاملہ پیش آتے ہیں اور سیر فی اللہ کی تفصیل ایسی اور
 چوڑی ہی اور سکا گھسان و رفون میں دشوار ہی لیکن
 جو ساوک کہ ساوک کی کتابوں میں مشہور اور منضبط ہی سو مقام
 میں معرفت کے متہی ہوتی ہی یعنی انتہا اس کا معرفت
 تک ہی *

دوسری فصل بیان میں چشتیہ طریقہ کے اشغال

کے ہی اور نئی طرز کے ساتھ جس میں موجب

قوت کا تائید کے اور جلد ظاہر ہونے کا قاید و ن کے

تھوڑے زمانہ میں ہوا اور ریاضتیں اور محنتیں متعارفہ کی

نسبت کر بہت اسان ہو * اور اس میں دو ہدایت ہی *

ہلے ہدایت طریقہ چشتیہ کے اشغال کے بیان میں

* افادہ * اول طالب کو چاہئے کہ با وضو و زانو بطور

ناز کے بیٹھے اور اس طریقہ کے بزرگوں کے نام پر یعنی

حضرت خا جہ معین الدین سنہری اور حضرت خواجہ قطب الدین

بختیار کاکی اور غیرہ کے سورہ فاتحہ کو پڑھ کے حضرت ایزد

پاک کی جناب میں التجا کر کے اور برکے رزوا اور بہت

راری کے ساتھ اپنے کام کی کشود کی دعا کر کے ذکر و
 ضربی شروع کرے اوسکی طریق وہ ہی کہ لفظ مبارک
 اللہ کو دو بار لگتا ہے اور دونو کو ملانے کے لئے پہلے کے
 اخیر حرف کو پیش پڑھے اور اس دو بار کہنے کو ایک
 ذکر قرار دیوے اور دونو ذکر کے امتیاز کے لئے لفظ اللہ کو
 کہ دوسری بار دونو ذکر میں کہے گا وقف کے طور پر کہے
 یعنی حرف ہا کو جزم پڑھے اور برے زور کے ساتھ
 سینہ سے نکالے اور جہر اور ثبات اور مد کے ساتھ کہے
 اور آخر کو اول سے جہر اور ثبات اور مد اور قوت میں
 زیادہ برہا دے اور اول کے ہمراہ خیال کرے کہ ایک
 نور سینہ سے اوس کے نکل کر اوسکے لب پر پہنچ کر تھہر گیا
 دوسرے بار میں وہاں سے نکل کر قوت اور کثرت کے
 سبب سے جو دونو ایک دیکھتے ہوئے مونہہ سے اوسکے نکل کر
 اوسکے سر پر پہنچا سو اوس نور کو بلند تر بقدر ایک ہاتھ کے
 تصور کرے اسی ذکر کو حضور دل سے بار بار کرے اور
 حضور دل کے لئے اتنا بھی کافی ہی کہ یہ اسم مبارک اوس
 ذات پاک کا نام ہی اور اپنے نام کے ساتھ ہر وقت

اور ہر جگہ موجود ہی اس اسم مبارک کا غائب ہونا
 اس ذات پاک سے ممکن نہیں ہی فضل کامل سے اس
 کریم مطلق کے امید واثق وہ ہی کہ جلد تر ذکر کرنے والے
 کو ایک نور معلوم ہو سو اس ذکر کو اس قدر کرے کہ وہ
 نور مثل چتر کے اوسکے سر پر ہو گیا پھر بسبب زیادہ
 ہوئے اور تہہ بہ تہہ ہوئے اوسکے سارے بدن پر پہنچ کر
 اوسکے بدن کو اندر اور باہر کھیر لے اور اوسکا بدن اس
 نور میں گم ہو جاوے * ۲ افادہ * جب یہ معنی بخوبی
 حاصل ہو اور مشق اور مکہ اس کا اس وضع پر رودیوے
 کہ ہر وقت بے رنج اور کلفت اسی طور پر کرے اور قابو
 میں ذاکر کے آدے تب دوسرا ذکر شروع کرے اور
 وہ ذکر لفظ * لا اللہ * کا ہی قوت اور شدت اور جہر
 اسی طور پر ہی کہ مذکور ہو لیکن اتنا فرق ہی کہ اس کلمہ کو
 نیچے کے جانب اپنے دوزانو کے درمیان ضرب کرے
 اور نور کو جس قدر کہ ذکر اول میں اوپر کے جانب بلند
 خیال کیا تھا اوتنا ہی نیچے کے جانب خیال کرے اور اوسکو
 نیچے سے اوپر لاوے تاکہ اوپر کا نور اور نیچے کا نور بمنزلہ

ایک نورانی سون کے کہ اوس نور میں اوس گاہ بن گم
 گیا ہو ثابت ہو دے * ۳ افادہ * پھر نرمی اور آہستگی
 سے تیسرا ذکر شروع کرے اور اس ذکر میں بطور اول
 کے صرف لفظ اللہ کا کہہ بہ دن ضرب اور شت اور جہر
 مفرد کے یعنی غرب نکرے اور زور سے چلا کر نہ بولے اور
 اس لفظ مبارک کو اپنے خیال میں اوس نور میں کہ اوس کے
 بدن کے بجائے وہی نور ہی گردش دینے کے مانند جھارو
 دینے اور صیقل کرنے کے کہ اگر میل کچیل بدن کے خیال کا
 یا اوس کے غیر کا ہو دے تو صاف اور مصقل کرے اور سارا
 اوس نور کا صاف تر اور درخشان زیادہ ہو جاوے
 اور چمکنے لگے * ۴ افادہ * جب یہ نور ایسا صاف ہو کر
 کشتہ عاوس کا ہر طرف سے اوس سے دور تر پڑے اور
 اوس کا صاف کرنا اور صیقل کرنا بھی قابو میں ذاکر کے آدے
 چوتھا ذکر شروع کرے اور وہ نفی اور اثبات ہی یعنی
 * لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ * پس لا کو اپنے خیال میں کھینچے زمین اور
 آسمان کو احاطہ کرے اور تمام دورہ کو لیکر الہ کو اپنے میں
 تمام کرے اور طریقہ لا کے کھینچنے کی یہ ہے کہ اپنے مونہ

کے آگے دراز اور خواہ خیال کرے یہاں تک کہ عرش
مجید پر پہنچے اور اوسکو حرکت کرنیوالا تصور کرے کہ سارے
عالم میں حرکت اور جنبش کر کے اپنے مقام میں پہنچا اور
الا اللہ کے لفظ کے ساتھ بلند ہی عرش مجید کے اوپر کے
جانب میں ضرب کرے اور لا الہ میں نفی ہر چیز کی حقیقت
میں اور فی الواقع اور نفی وجود کی اپنے اور سارے
اشیا اور کائنات کی اپنے خیال میں درست لفظ اور
صحت تصور کے ساتھ تھہرا دے اور مستحکم اور
مضبوط کرے اور الا اللہ کی ضرب میں اشارہ ذات پاک
میں کرے کیونکہ کلام مجید ناطق ہی یعنی ✽ اَلرَّحْمٰنُ عَلٰی
الْعَرْشِ اسْتَوٰی ✽ اس ذکر کو بار بار کرنے سے نور
اوس پاک ذات کا عرش کے اوپر سے اوس کثرت اور
وسعت کے ساتھ دریاے زخار کے مانند آدے گا کہ
سارے عالم کو احاطہ کرے گا بلکہ تمام عالم اوس میں گم ہو گا
جیسا کہ اول میں فقط ذکر کا جسم گم ہوا تھا اور اس طور
پر ذکر نفی اور اثبات کا طالب صادق کو واسطے حاصل
ہونے کے لایات مقصودہ کے کافی ہی فہم تھی چاہے اور

اس ذکر کو کثرت اور مبالغہ کے ساتھ کرے عنایت
ایزدی سے ترقیات میں کوئی دوسرے شغل کا محتاج نہ ہوگا
* ہ افادہ * طریق انتقال کی اس ذکر سے بمنزلہ مقصود کے
وہ دہی کہ بعد مستقر ہوئے اوس نور کے کہ عرش کے اوپر
سے قایض ہو کے سارے عالم کو گھیر لیا اوسی نور میں

مراقبہ کرے اور ذکر کو چھوڑ دے اور طرز مراقبہ کی یہہ ہی
کہ اپنی نفی اور تمام عالم کی نفی کہ نور مذکور کے احاطہ کرنے
سے حاصل کیا قصد کے لحاظ سے ملاحظہ کر کے نفی مذکور کو اوس
دھب سے اپنے قابو میں لاوے کہ اول بدون لحاظ نور کے

بھی اپنی نفی اور تمام موجودات اور کائنات کی نفی اوس
سے آسان ہو گو کہ نفی اوس نور سے جدا نہیں ہوتی ہی

اور اس شخص کو چاہئے کہ نفی کو بذاتہ مقصود ذکر کے شغل
نفی کو مضبوط کرے اور بعد مستحکم ہونے نفی کے یا توحید
صفاتی ظاہر ہوگی یا انوار ظاہر ہونگے اور ثانی راہ مطلب یابی
کی ہی پس جس طریق سے کہ پہلی فصل میں مذکور ہوا
اوس نورانیت کے پردوں سے تجاوز کرے تاکہ آخر
ردہ میں کہ حاکم نسبت بے رنگی ہی پہنچ جاوے

اگرچہ اس طریقہ کی نسبت کی شبیہ چاندنی کے ساتھ
دیتے ہیں لیکن حقیقت میں بے رنگ ہی ایک گونہ یہی
رنگ معلوم ہوتا ہے اور سمیں جو غور کر کے دیکھا جائے تو
کوئی رنگ خیال میں نہیں گذرتا جبکہ اخیر کے پردے سے
بھی گزر جائے گا ذات پاک میں واصل ہو ناکہ انتہا سلوک
متعارفہ کا ہی مستحق اور ثابت ہوگا

* دوسری ہدایت بیان میں فائدہ مشرق کے *

اور اوس میں دو افادہ ہی * افادہ * واسطے کھانے حالات
آسمانوں کے اور ملاقات ارواح اور ملائیک کے اور
صیرجست اور نار کے اور مطلع ہونے حقیقتوں پر اوس
مقام کے اور دریافت کرنے وہاں کے مکانوں کے اور
منکشف ہونے امر لوح محفوظ کے ذکر * یا حی یا قیوم *
کا ہی یا حی کو ذکر خیالی کے ساتھ اپنے سینہ کے درمیان سے
لب تک لاوے اور اپنی روح کو ہمیشہ نیچے ادرے
کرے اور پھر لفظ یا قیوم کو سینہ سے نکالے اور چونکہ بولنا
اس لفظ مبارک کا لفظ اول کے تلفظ کے ساتھ متصل
واقع ہوتا ہے اور ضرور اثر اس دونوں اسم مبارک کا

ہونے کے وقت انسان کو ابی طرف متوجہ کرے اور
 پچھوڑے کے بالکل اوس سے غفلت کرے پس
 اوس حرکت کو نام پاک الہی کے ذکر کا مقارن جانے باہین
 طور کہ اس حرکت کے ساتھ اللہ اللہ کہتا ہی اور
 حضوری اور اُلفت اس نام کے مسمی کے ساتھ
 پیدا کرے پس اس لطائف کے اذکار کو جدا جدا موازات
 کر کے ایک بارگی سب سے ذکر کرے تاکہ ذکر اودن سمجھو نہا
 ایک ہی وقت میں ملاو ہو وے اور اس لطائف کے
 ذکر کو مضبوط اور استوار کرے اور ادنی مرتبہ مضبوطی کا
 وہی کہ جس وقت چاہے اس طرف مشغول ہو سکے
 اور سکھانے والا اگر ادا سکوزیادہ کر نیاو فرماوے اوسکے حکم
 کو بجلائے اور چھ لطیفون میں سے ہر ایک کے لئے ایک ایک
 نور ہی الگ الگ کہ ان بزرگوار دن کے کتابوں اور
 رسالوں میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہی * بسبب کثرت
 اذکار لطائف کے ہر ایک کو نور سے اوسکے منور کرنے
 میں ہر چند یہم تنویر بہتر اور خوبتر ہی لیکن سلوک کی راہ میں
 مہول پیدا کرتی ہی اور وہ مہول چند ان ضرور نہیں ہی کیونکہ

حسان اور ایت کے پردون میں پہنچتا ہی خود بخود
 لطیفوں کے انوار کو دیکھتا ہی اور بعد مرادلت کے ہر
 لطیفے کو ادسے نور کے ساتھ بلکہ جس نور کے ساتھ چاہے
 رنگین کرنے سکتا ہی اور لطیفوں کے اذکار کے وقت
 میں سعی اور محنت سے یہی مطلب سرانجام قبول کرتا ہی
 اور بعد ادسے نور ایت کے پردون کے مقام میں بے
 سعی اور محنت کے وہ مقصد پر آتا ہی موسمی کرنا
 لطائف کے رنگین کرنے میں ادسے انوار کے رنگوں
 کے ساتھ ابتدا میں بمنزلہ سکندر نامہ کی تقریرون کی تعلیم
 کے ہی کرپا پڑھنے والوں کو سو مناسب وہ ہی کہ ادنے
 مرتبوں میں سے بقدر حاجت کے استعمال کر کے وقت
 کو سیف قاطع جان کے جلدی سے جلدی طی کرین اور
 مقامات بلند میں بقدر استعداد اور آسودگی روح کے
 توقف کریں * ۱۲۰ فادہ * بعد ادسے جس نفس نفی اور
 اثبات کی کر کے طریق ادسکی وہ ہی کہ بعد ادسے مود
 دوزانوقیلہ کی طریف منہ کر کے بیتیکے اپنے دم کو بند کر کے
 زبان کو تالو میں ستا کے لفظلا کو لطیفہ نفس سے کھینچی اور

لطیفہ، سر پر تھوڑا سا توقف کر کے پھر لطیفہ، خفی پر بھی تھہر کے
 لطیفہ، اخفی میں پہنچے حاصل کلام ایک حرکت خیالی لطیفہ، نفس
 سے لطیفہ، اخفی تک کرے اور اس حرکت کی مدت
 کے درمیان لطیفہ، سر اور لطیفہ، خفی کے مقام میں لحاظ کو
 مستقل ہو کے متوجہ کر کے واسطے امتیاز اذن لطیفوں کے
 تھہرا دے اور لفظ اذن کو لطیفہ، اخفی سے کھینچ کر کے لطیفہ،
 روح کی طرف متوجہ ہو کے الا اللہ کو لطیفہ، قلب میں ضرب
 کرے اور اس حرکات خیالی میں کسی طرح کی حرکت
 ظاہری کسی عضو پر بیان تک کہ سر اور مہرہ اور ہونٹ
 اور زبان پر بالکل نہو دے اور پھٹتے دے کے ساتھ اسکو
 عمل میں لاوے ایک بار ذکر کر کے اپنے دم کو چھوڑ دے
 اور بعد اطمینان اور چین پکارتے نفس کے دوسری بار
 ذکر کرے جب جس دم کی برداشت زیادہ ہوے ذکر
 کے بعد دین زیادتی کرے ادنی مرتبہ زیادتی کا اوسکے اکیس
 بار ہی جب کہ اکیس بار میں پہنچے گا اور مزا و لذت اوسکی
 کریگا اور ایک مجلس میں سیکر دن کی کتنی میں پہنچے گا تب
 گرمی اور صفائی لطیفوں میں اوسکے البتہ پیدا ہوگی اور اس

ذکر سے ایسا معلوم ہو گا کہ ایک شعلہ جو الہی کہ اوس کے
سارے لطیفوں کو احاطہ کر کے مثل خط آتشین کے دراز ہو گیا
* ن * شعلہ جو الہ اوس کو کہتے ہیں جیسا ایک لکڑی کو جلا گئے
چار و طرف گھما دے اور گھمانے کے وقت میں بیچ میں
خالی رہے گا اور چار و طرف ایک خط آتشین دراز مثل
دائرے کے پیدا ہو گا * ۳ افادہ * بعد مراد لت اور قابو
میں آجانے نفی اور اثبات کے سلطان الذکر کو عمل میں لاوے
بیان اوس کا وہ ہی کہ ہر تکرارہ کہ انسان کا ہی اوس کے لئے
ایک وحدت ثابت ہی اور علامت وحدت کی اوس
تکرارہ کی یہ ہی کہ ہر ایک کی شناخت کے لئے ایک نام معین
ہی واسطے اوس تکرارہ کے الگ نام سے کل کے سودہ
تکرارہ ایک وجہ سے سائر اجزای انسانی پر مشتمل ہی اس
واسطے اوس کے لئے ایک زبان بھی مقرر ہی اور بموجب
ارشاد حضرت حق تبارک و تعالیٰ کے یعنی * وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ
اِلَّا يَسْبِغْ بِحَمَلِهِ وَلٰكِنْ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيحَهُمْ * ترجمہ *
نہیں ہی کوئی شے مگر پاکی بولتی ہی اوس کی خوبیاں کی لیکن
نہیں سمجھتے ہو تم اوس کی تسبیح کو * وہ سارے تکرارے

انسان کے ذکر الہی کرتے ہیں لیکن انسان کی دریافت میں نہیں آتا سو سلطان الذکر یہہ ہی کہ اپنے سارے تکرارے کے ذکر کو ایک طور کی دریافت سے معلوم کرے اور اس کی ذکر پر شہر دار ہو اور سنی راہ یہہ ہی کہ اپنے تمام بدن کی سب جگہ کو چھو لطینوں کی طرح پر سمجھے اور یہہ بات ظاہر ہی کہ آدمی کی نظر میں چھو لطیفہ اور تمام بدن برابر ہی جب چھو لطینوں کے مقام سے ذکر کو پہنچایا اور اس کی کیفیت پر اطلاع پاتا بس اسی طور سے تمام بدن سے ذکر کرے اور تلقین کرنے والے کو چاہئے کہ آپ سالمان الذکر کر کے جس طرح طالب کے لطینوں میں ذکر دالنے کا مذکور اوپر ہو چکا اسی طرح سے اس ذکر کو بھی طالب کے تمام بدن میں دالنے کا قصد کرے اور اس کا اثر یہہ ہی کہ کبھی بدن میں جنبش ظاہر ہوگی یہاں تک کہ اس کے ہاتھ اور پاؤں یا دوسرے بدن اس کے بغیر ارادے کے اپنی جگہ سے تل جاوین گے اور کبھی ریشہ کی سی حرکت ظاہر ہوتی ہی اور کبھی بطور فشرہ یعنی بدن پر رونگتے کھڑے ہو جانے کے معلوم کرتا ہی یا بطور

چوتیوں کے کہ اس کے تمام بدن پر ریختی ہیں اور تھندہ ہک اور
 ہلکا پن اس کے تمام بدن میں معلوم ہوتا ہی اور کبھی اس
 قدر تھندہ ہک ڈاکر کے بدن میں سماتی ہی کہ سخت گرمی کے
 وقت میں اس کو سردی معلوم ہوتی ہی اور ایسا ہلکا
 ہو جاتا ہی کہ گویا اس کے بدن سے آلائش کو دور کیا ہی جیسے
 کسی شخص نے کیسہ مانی کر کے حمام میں غسل کیا ہو لیکن
 ظاہری غسل میں یہ ہلکا پن صرف اس کے چمڑے پر معلوم
 ہوتا ہی اور سلطان الذکر میں اندر سے صفائی معلوم ہوتی
 ہی اور خرق عادت یعنی کرامت کے قسم سے ہی کہ جس
 طرح کسی کا بدن برے زور سے پھرتا ہی اس طرح
 اس کا تمام بدن قابو میں نہیں رہتا اور بے اختیار پھرتا ہی
 اور نرمی کرامت ہی کہ تمام بدن اور دو دیوار اور خس
 و خارا رو پتھر اور کوڑے میں سے ذکر جہر کی آواز بلاشبہ
 سلطان الذکر کرنے والے کے کان میں سنائی پڑے اور اس کے
 ہم نشینوں کا سنا دس کرامت میں زیادتی ہی اور کبھی
 ایک نور سلطانی الذکر کرنے والے کو معلوم ہوتا ہی
 ✽ فایده ✽ طالب میں لطیفوں کا ذکر اور سلطان الذکر وغیرہ

کے حاصل ہونے کی دریافت کرنے کا طریقہ صاحب تائقین
 اور ارشاد کے واسطے یہ ہی کہ صاحب تائقین جو ذکر کر رہے
 ہی اوس سے اپنی تئیں خالی کر کے طالب کی طرف متوجہ
 ہوئے اوس وقت جو کچھ اپنے اندر پاوے اوس کو جانے
 کہ یہ جو معلوم ہوتا ہی سو طالب کے اثر کا عکس ہی اور جو
 کچھ صاحب تائقین میں ظاہر ہو وہی طالب میں ہی تمام شغل
 جس قدر اور جیسا ہو گا اوس کا عکس صاحب تائقین میں پرے لگا
 * * * افادہ * جب سلطان الذکر اپنے قابو میں آوے اور
 جس وقت اوس کا ارادہ کرے اوس وقت بلا تکلف
 ظاہر ہو تب شغل نفی کے ساتھ شغل یادداشت کا بھی
 لگا رہے اور شغل یادداشت کی حقیقت اوپر مذکور ہو چکی
 اور بعد اوس کے شغل نفی النفی کرے سو ضرور بالضرور
 سالک پر یا توحید صفاتی منکشف ہوگی یا نورانیت کے
 پردے ظاہر ہونگے اور امر ثانی یعنی نورانیت کے پردوں کا
 ظاہر ہونا وہی مطلب یابی کی طریق ہی پس سالک کو
 چاہئے کہ اودن پردوں سے اوس طریق کے ساتھ کہ پہلی فصل
 میں مذکور ہوا تجاوز کرے اور پردوں کے طے کر کے

در میان مراقبہ صمدیت میں فراوانت کرے تاکہ اخیر پر دے
 مین جگہ نام نسبت پیرنگی ہی پہنچے اگرچہ اس طریقہ کی
 نسبت کو آب وریا کی ساتھ جو کورے کرکت ریتی
 اور خاک کی آلودگی سے پاک ہو تشبیہ دیتے ہیں لیکن
 نظر جو بھا کر دیکھنے میں کسی چیز کی ساتھ تشبیہ دینے کے
 قابل نہیں معلوم ہوتی ہی اور بعد تجاویز کرنے کے نسبت
 بے رنگی سے ذات پاک کی معرفت حاصل ہوتی ہی اور
 سلوک جو لوگوں میں مشہور اور متعارف ہی سو تمام
 ہو جائے گی اور سیر فی اللہ پیش آویگی اور اس درمیان
 میں نادور نادور حالتیں اور عجیب و غریب مقامیں ظاہر ہونگے
 اور جس مرشد کے پاس طالب کو سیر فی اللہ میں ترقی ہو
 گی وہی مرشد اسکو وہاں کے مقامات کی حقیقتوں پر مطلع اور
 آگاہ فرما دے گا ✽ فائدہ ✽ اس طریقہ کے امام یعنی خواجہ
 بہاؤ الدین نفیس بندہ قدس سرہ نے فرمایا ہی ✽ بیت ✽
 اول ما آخر ہر منتہی است ✽ آخر ماجیب تمنا تہی است ✽
 اول میرا آخر ہر منتہی کا ہی آخر میرا جیب تمنا کا خالی ہی
 سچے طالب کو چاہئے کہ اوسے امر کا متلاشی رہے جس

رکھو اور جناب نے ساتھ لفظ جیب تمنا تھم کے بیان فرمایا
 ہی بھل اوسکا طالب کا خالی ہونا ہی ارادہ دن اور
 قصہ دن سے اپنے * انشاء اللہ تعالیٰ جو تھے باب میں اس
 رسالے کے تفصیل اسکی مذکور ہوگی *

* دوسری ہدایت قایدہ متفرقہ کے بیان میں *

اور واح اور فرشتے اور اون کے مقاموں کے کشف اور
 زمین اور آسمان کے مکانوں کی اور حنت اور دوزخ کی سیر
 اور لوح محفوظ پر مطلع ہونے کے لئے مشغل دورہ کرے
 اور مشغل دورہ کی طریق پہلی فصل میں منبصل مذکور ہوئی پس
 اسی مشغل کی استعانت سے زمین اور آسمان اور
 بہشت اور دوزخ کے جس مقام میں چاہے متوجہ ہو
 کے اوس مقام کی سیر کرے اور احوال وہاں کا دریافت
 کرے اور اوس مقام کے لوگوں کے ساتھ ملاقات کرے
 اور کبھی کبھی اون کے ساتھ بات چیت بھی ہوتی ہی
 اور دینی اور دنیاوی کاموں سے جو گزر گیا ہی پانے والا
 ہی اوسکی صلاح اور مشورت بھی معلوم ہوتی ہی
 * ۲ افادہ * جانا چاہئے کہ آنی والی خبروں کے کشف کے

لئے اس طریقہ کے بزرگوں نے بہتیری طریقین لکھے ہیں اور
 اولیٰ اور احسن وہ ہی کہ تیسرے پھر رات سے بیدار ہو کے
 کمال آداب اور نہایت حضور قلب سے طہارت
 بجلاوے اور جو دعائیں ماثورہ کے بعد طہارت کے گناہ اُترنے
 کے لئے معین فرمائے ہیں گناہ جھرتے کی نیت سے زمین اور
 آسمان کے خالق کی جناب میں کمال التبتجا کر کے پڑھے اور
 بعد اوسکے صلوٰۃ التبییح کمال آداب اور مستحبات
 کے ساتھ قلب اور قالب کو تطہیر کر کے کمال خشوع
 اور خضوع سے ادا کرے اور ساری نماز میں برائی اور
 سیئات اُترنے کی دعا اور گناہوں کی معافی کی التبتجا
 کی جناب میں تہہ دل میں ملحوظ رکھے بعد اوسکے تو باہ تہامی
 گناہوں سے تہہ دل سے کرے اور اس قدر التبتجا کرے کہ
 اوسکے دل میں تو باہ کے قبول کا اور گناہوں کے عفو کا یقین
 پیدا ہو اوس وقت جس شغل میں کہ مہارت رکھتا
 ہو اوس شغل میں مشغول ہووے اور تہامی شغل
 میں حق کی جناب میں واسطے کشف ہونے اور
 کھلنے واقعہ مطلوب کے التبتجا اس طور سے کرے کہ ساری

ہمت اوسکی اوس واقعہ کے کھلنے کی طرف متوجہ ہو
 عدہ کی جناب سے امید قوی یوں ہی کہ کشف ہونا اور معلوم
 ہونا اوس واقعہ کا بطور نازل ہو پنے الہام کے اوپر سے
 یا بطور ظاہر ہونے اوس واقعہ کے تہہ دل سے متحقق ہوے
 اور فرق درمیان وارد ہونے و سوے کے اور نازل ہونے
 الہام کے یہی کہ الہام ایک امر ہی کہ دل میں اتر کے قرار
 پکرتا ہی اور مستحکم بیتھتا ہی اور دوسو اس کو قرار اور
 ثبات نہیں رہتا ہی اور دوسو اس کے آنے جانے کی
 کوئی راہ معین نہیں ہی بطور چوتے اور گزہ کت کے ایک
 طرف سے آتا ہی اور دوسری جانب سے نکل جاتا ہی
 ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا کہ ایک چیز ہی کہ ایک جانب
 میں دل کے گھس گئی اور دوسری مرتبہ دوسری جانب میں
 و اگر طریق مذکور سے واقعہ کا انکشاف نہ تو چاہئے کہ کمال
 التبیان کے ساتھ حضرت حق کی جناب میں دعا کرے کہ الہی
 میں جاہل ہوں اور تو سب چیز کو جانتا ہی میں اس طریق
 سے فلانی خبر کے کھلنے کے لئے سعی کیا اور مقصود حاصل نہوا
 سو اپنے کسی بندہ کی زبان پر کوئی بات ایسی جاری

کر دے کہ اوس سے اپنا مطلب دریافت کر لوں بعد اوسکے
اپنے کان کو اوس آواز کی طرح منہ کے آدمی سے نیند کی
حالت میں یا بیداری میں صادر ہوتی ہی لگا دے اور بطریق
قال کے اونکے کلام سے غرض اپنی سمجھ لے اور اگر اسطور
سے بھی اپنا مطلب نکالے تو چاہئے کہ تیسری پہر رات میں
دور کعت نماز واقعہ مطلوبہ کے کھانے کی نیت سے ادا کرے
اور ہر رعت میں تین بار الحمد اور تین بار آیت الکرسی اور
پندرہ بار قل ہو اللہ پر ہے بعد اوسکے سر کو سجدہ میں رکھ
کے کمال خشوع اور خضوع کے ساتھ ایک سو ایک
بار * يَا خَبِيرُ أَخْبِرْنِي * کھانے کی نیت سے کہے بعد اوسکے
استکشاف یعنی کھانے کی نیت سے دعا کر کے خواب میں
جاوے انشاء اللہ تعالیٰ خواب میں کسی نہ کسی طور سے
اوس واقعہ کا حال ظاہر ہو گا خواہ کھو لکر خواہ اشارہ سے
* فایده * جو اشغال کہ بدعت ہیں اور نہیں میں سے شغل برزخ
ہی کہ متاخرین میں بہتیری طریقوں سے شہرت مایا ہی
بلکہ بے بزرگوں کا کلام بھی ادسپر مشتمل ہوا ہی اور
شغل مذکور کی تصویر یہ ہی کہ واسطے دور کرنے خطر و

کے اور جمعیت ہمت کے شیخ کی صورت کو جیسا چاہئے
 تعین اور تشخص کے ساتھ خیال میں حاضر کرتے ہیں اور
 جماتے اور تھہراتے ہیں اور خود ادب اور تعظیم تمام
 کے ساتھ اپنی ساری ہمت سے شیخ کی صورت کے
 طرف متوجہ ہوتے ہیں گویا کہ برائے ادب اور تعظیم کے
 ساتھ شیخ کے روبرو بیٹھے ہیں اور دل کو بالکل اسی
 طرف متوجہ کرتے ہیں اور حال اس شغل کا احوال سے
 تصویر کے منام کیا چاہئے کیونکہ بنانا تصویر کا گناہ کبیرہ ہی
 اور اوس کو دیکھنا خصوصاً تعظیم اور توقیر کے ساتھ البتہ
 حرام ہی اور حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
 کا قول جو اپنی قوم کو خطاب فرماتے * مَا هَذِهِ اَلْتَمَانِيْلُ النَّبِيِّ
 اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ * کیا ہیں یہ مور تین جنکے سامنے تم
 اعتکاف کرتے ہو یعنی ادب سے مر جھکائے بیٹھے ہو
 یہ آیت مطلقاً دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ مور تین
 کے سامنے اعتکاف کرنا ممنوع ہی اور عکوف کے
 معنی تصور کا لزوم بیٹھکے یا کھڑے ہو کے تعظیم اور ادب
 اور محبت کے ساتھ ہی اور شک نہیں ہی کہ جو شخص ظاہری

صورت کے نزدیک یہ کام کرتا ہی البتہ آثم اور گناہ گار
 ہی اور اس گناہ گار کے عمل میں اور اس ساکب
 طالب راہ حق کے شغل میں تفاوت اتنا ہی کہ اول میں
 تصویر رنگین کاغذ یا اسکے مانند پر ہوگی اور ثانی میں تصویر
 پوری صورت چترے کے رنگ اور بال اور خط اور
 خال کے ساتھ خیال کے ورق پر رہے گی ہر چند ظاہر میں
 صورت پرستی نہیں ہی لیکن باطن میں صاف صورت
 پرستی ہی تصویر قرطاسی یعنی جو تصویر کہ کاغذ پر رہتی ہی
 تصویر کی باریکیوں کو جس قدر حکایت نہیں کرتی ہی
 اس قدر صورت خیالی کرتی ہی باوجودیکہ دونوں بے جان
 ہیں پس حقیقت میں صورت خیالی زیادہ تر ہی صورت
 قرطاسی سے کیونکہ فرق درمیان دونوں کے نہیں ہو سکتا
 مگر اس طور سے کہ پہلی صورت میں ظاہر شرع کی بند
 بست میں تخلل راہ پاتا ہی اور دوسری صورت میں
 ظاہری شرع کی انتظام میں کچھ نقصان نہیں پہنچتا ہی لیکن
 جو قباحت اور برائی بہ نسبت اسکی تاثیر کے اس کام کے
 کرنے والے کے نفس میں ہوئی ہی سو دوسری صورت میں

پہلی صورت سے زیادہ تر ہی پس اس وجہ سے
 چاہتا ہی کہ حرام ہووے اور قطع نظر اس معنی کے رواج
 شغل برزخ کا ناقصون کو پہلی صورت یعنی صورت قرطاس
 میں پہنچاتا ہی اور تصاویر ظاہری بنا کے جو حرکتیں تنظیم
 کی کہ آگے صورت والے کے کرتے ہیں وہی تنظیم اُن
 تصویرون کے روبرو بجالاتے ہیں اور صاف بت
 پرست ہو جاتے ہیں اور کھچ جانے میں شغل برزخ کے
 اس عمل کے طرف کہ صریح حرام ہی شبہ نہیں ہی پس
 یہ بھی چاہئے کہ حرام ہو اور شریعت محمدیہ میں واسطے پیش
 بندی صورت پرستی کے تصویر سازی اور صورت
 بنانی مطلقاً منع ہوئی اور دوسری شریعتوں میں بعضے غرضوں
 کے لئے درست تھی مثل دریافت کرنے حال شکل اور
 شامل مردہ کے یا زندہ غائب کے پس جس وقت کہ
 شارع نے تصویر بنانے میں اس قدر احتیاط فرمایا ہو شریعت
 کے تابعداروں کو چاہئے کہ وہی طریقہ احتیاط کو پیش نظر کر
 کے شغل برزخ کو حرام اور قبیح معلوم کریں اور جو شخص
 مفسد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر آگاہ ہی رکھتا ہی

حان لیگا کہ اگر اس امر کا استفادہ مانہ متبرک مین آپ کے
ہوتا اور کوئی فتویٰ پوچھتا تو البتہ اس سے آپ منع فرماتے
اور حرمت اسکی ظاہر ہوتی *

چوتھی فصل طریقہ محمد دیہ قدس اللہ سرہامہا

کی اصطلاحات کے حل مین

اور اس مین ایک تمہید اور ایک مقصد ہی * تمہید *

جاننا چاہئے کہ مقامات لطیفہ کا طریقہ محمد دیہ کے بزرگوار دن
کے نزدیک مثل شیخ عبد اللہ اور غیرہ قدس اللہ امرارہم
کے اس طور پر ہی کہ مقام لطیفہ قلب کا بائیں پستان کے نیچے
اور لطیفہ روح کا لطیفہ قلب کے برابر دہنے پستان کے نیچے
ہی اور لطیفہ سر کا بائیں پستان کے اوپر بقدر دو انگلی کے
بھکا ہوا بیچو بیچ سینہ کے طرف اور لطیفہ اخفی کا درمیان
سینہ کے ہی اور لطیفہ نفس کا مبدع مین پیشانی کے ہی
اور جس جا پر کہ لطیفہ خفی جمہور کے نزدیک اوسی جگہ ہی
اول چاہئے کہ لطیفون کو ذکر کے ساتھ جاری کرے اور
ادون لطیفون کو ذکر کریں اور اوسکی طریقہ وہ ہی کہ طالب
مودب ہو کے وضو کے ساتھ خضوع اور خشوع اور

التجائے تمام سے روبرو مرث کے بیٹھے اور خاموش ہو دے اور اپنے دل کو جمع رکھے اور خیالات کو دور کرے اور بالکل زبان اور سارے اعضا کو حرکت سے باز رکھے کے دل سے اسم مبارک یعنی لفظ اللہ کو بولے اور مرث کو چاہے کہ برے خشوع کے ساتھ طالب کے تلمیذین کی طرف متوجہ ہو دے اور لطیفون میں ذکر کر کے درست ہمت کے ساتھ طالب کے لطیفون میں داخلے اور جب چھوٹے لطیفون کا ذکر معلوم ہوے تب واسطے حاصل ہونے سلطان الذکر کے لطیفہ نفس پر توجہ بہت کرے لطیفہ نفس پر کثرت سے توجہ کرنے میں سلطان الذکر حاصل ہوتا ہی اور بعد ذکر ہونے لطیفون کے اور حاصل ہونے سلطان الذکر کے اوس حد کے ساتھ کو غفلت روندیوے ذکر * لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ * کو کہ نفی اور اثبات ہی عمل میں لاوے اور مقصود اس ذکر سے اپنے بدن کی نفی ہی لیکن ہر گاہ نفی سارے عالم کی اوس سے زیادہ آسان ہی اور بدن کی نفی میں ایک دخل رکھتی ہی اول سارے عالم کی نفی کو اپنے خیال میں سمجھرایا چاہے اور بعد

اوسکے بدن کی نفی کے طرف * لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ * کے ذکر کے ساتھ متوجہ ہونا چاہئے اوسکی طریق وہی کہ لفظ لا کو نام سے کھینچکر دماغ میں پہنچا دے اور جس موضع پر بدن کے لاگنہ رکھے اوس جگہ کی نفی کو خیال کرے اور لفظ لا کو لطیفہ روح میں پہنچا کے * لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ * کو قلب میں ضرب کرے اور مقام لطیفہ روح اور اوس جانب کے سرے بدن کو ساتھ لفظ لا کے نفی کرے اور ساتھ لفظ * لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ * کے مقام لطیفہ قلب کو اور تمام باقی بدن کی نفی کر کے حضرت حق کی ذات کے اثبات کو ملاحظہ کرے اور یہہ ذکر اور نفی دو کو قوت خیالی سے عمل میں لاوے اور اصلاً زبان سے تلفظ نہ کرے اور اس ذکر کو ہمیشہ بار بار نفی کے خیال کے ساتھ کرنے سے قوت خیالی میں انشاء اللہ تعالیٰ مضبوط اور مستحکم ہوگی اس وجہ سے کہ اپنے تمام وجود کی نفی بلکہ تمام عالم کی نفی قوت خیالیہ میں علی الدوام تھہری رہیگی اور جس وقت مشغل نفی کا طالب کے خیال کے اندر مستحکم ہوتا ہی درویشی کے معاملے ظاہر ہوتے ہیں خصوصاً دوایر کا منکشف

ہونا کہ بدن مشغول نفی کے انکشاف اور اس کا حلقہ ممکن نہیں ہی اور جتنا نفی کا مستر ہوگی انکشاف زیادہ تر ہوگا تو چاہئے کہ مراقبہ و دایرے سے پہلے تکمیل اور ترقی میں نفی کے سعی کرے اور بدن کا مطلقاً نہایت جانا کمال نفی ہی اور کمال نفی ہونے کے وقت سیوا اور سچیز کے کہ انوار کو دایرے کے دریافت کرنے والی ہی باقی نہیں رہتی ہی بعد اس کے نفی الہی اور فناء الفنا حاصل ہوگی اگرچہ نفی اور نفی الہی اس طریقہ کے بزرگوں کے کلام میں مصرح نہیں ہی لیکن واسطے انکشاف دایرے کے اور ظاہر ہونے معاملات کے اور مضبوط ہونے انوار کے ضروری ہی لیکن تصریح نہ کرنا بدن بزرگوں کا اس طرح کے مشغولوں کو سبب اس کا وہ ہی کہ ان بزرگوں کی تاثیر کی قوت کے سبب سے مستفید بدن پر نفی اور نفی الہی ظاہر ہوتی تھی سو فقط توجہ ان بزرگوں کی ان مشغولوں سے بے پرواہ کرتی تھی لیکن بدن حاصل ہونے نفی کے خواہ وہ نفی شیخ کی تاثیر سے ہو خواہ کرب کرنے سے ہو بہت دشوار اور مستعذر دیکھلاتی ہی اور حقیقت حال کو خدا ہی خوب

جاتا ہی ✽ مقصد ✽ تفسیر میں اور ن لفظوں کے جو اس طریقہ کے
 بزرگوں کے نزدیک مستعمل ہی احدیت کے مراقبہ سے شغل
 و دایرہ کا شروع ہی اور طریق اور سکی یہہ ہی کہ حضرت
 حق تعالیٰ کی ذات پاک کی وحدانیت کو جو سارے کمال
 کی صفتوں کا مستجمع ہی ملاحظہ کرے اور اس لحاظ کو قلب
 سے نکال کر اوپر کے جانب متوجہ کر کے عرش مجید سے
 گزرا لے تاکہ اثر اور اس کا ظاہر ہوے اور اثر اور اس کا ایک
 نور کا ظاہر ہو نا ہی دل کے اوپر کے جانب سے دراز اور
 طولانی مثل ستون نورانی کے ہو کے عرش مجید میں پہنچے
 اور شعلہ اور ستون کا تمام عالم کو احاطہ کرے
 پس جوہر اور اس نور کا وہی ستون ہی کہ جبر اور اسکی دلی
 اوپر کی جانب میں ہی اور سر اور اس کا عرش مجید تک
 پہنچا ہی اور شعاع اور اس کا سارے آفاق میں پھیل گیا ہی اور ظاہر
 ہو نا اس نور کا دایرہ امکان کا شروع ہی اور پہنچنا اور اس
 نور کا عرش مجید تک نصف دایرہ کے حاصل ہو پنے کی
 علامت ہی اور عرش مجید سے گزرتا ہوا اور دایرہ کے
 نور سے ہونے کی نشانی ہی اور فقط ظاہر ہو نا نور دراز

کا طولانی کے ساتھ دایرہ امکان کا نہیں ہی کیونکہ وسعت اور کشادگی اوس وضع کے ساتھ کہ ابتدا اور انتہا کی تمیز نہو حقیقت دایرہ کی ہی پس دایرہ نہو گا مگر جسوقت کہ شعاع نور ہر طرف سے پہنچا رہو کہ عالم کو کھیر لیکے عالم امکان سے تجاوز کرے اور حد اور اندازہ اوسکا نہوے اور اس دایرہ کو بسبب اسکے کہ عالم امکان کو کھیر لیتا ہی دایرہ امکان بولتے ہیں اور سیر قلبی کے دائروں میں سے یہ دایرہ دایرہ اول ہی اور دوسرا دایرہ ولایت قلبی ہی جسکا نام ولایت صغرا ہی اور اس دایرہ میں مراقبہ اقریبیت کا ہی اور اس دایرہ میں قلب کے نیچے کا دور وازہ بھی کھلتا ہی اور تمام قلب مثل آفتاب کے ہو جاتا ہی کہ تمامی جہات اور ہر جگہ سے اوسکے انوار چمکتا ہی اور انوار کہ ہر جہت سے پیدا ہوتے ہیں بدستور دایرہ اول کے موجودات امکانی سے تجاوز کر کے لامکان کے حد میں پہنچکے غیر متناہی ہوتے ہیں اور اصل قلب باقی رہتا ہی نہ یہ کہ قلب پز مردہ اور پاش پاش ہو کے خالی انوار باقی رہتے ہیں مگر شاذ نادار بلکہ تمام جہت سے

قلب کے انوار صا و ر ہوتے ہیں اور فرق اس دایرہ میں اور دایرہ سابق میں دو وجہ سے ہی اول وجہ وہ ہی کہ دایرہ سابق میں صرف قلب کے اوپر کے جانب چشمہ نور کا ہی اور اس دایرہ میں سارا قلب ہی دوسری وجہ یہ ہے کہ جو نور کہ دایرہ سابق میں منبسط اور پھیلا ہی سو نور و راز فوقانی کاشعاع ہی اصل اسی قدر ہی کہ مانند ستون کے قلب سے اوپر گیا ہی اور سب دایرہ بطور شعاع آفتاب کے اسی ستون سے پیدا ہوا اور اس دایرہ کا نام نور اصلی ہی کہ قلب سے نکل کر احاطہ کیا ہی بلکہ عالم امکان سے تجاوز کیا ہی اور اس دایرہ میں کبھی سر توجید کا ظاہر ہوتا ہی یعنی وجود منبسط کہ تمام ممکنات اوس سے قائم ہی اوس وضع کے ساتھ دریافت ہوتا ہی کہ سارے ممکنات کے وجود کو واحد جانتا ہی اور کثرت کے سبب ہے جو ممتاز اور الگ الگ معلوم ہوتا ہی سو اوس کے نظر میں مضمیں معلوم ہوتے ہیں اور اوسکی بصیرت کی آنکھ اوس ذات منبسط پر پرتی ہی اور اوس وقت میں قلب بالکل مضمیں اور نیست و نابود ہو جاتا ہی

اور طرف نور معلوم ہو مابقی تیسرا دائرہ ولایت
 کبریٰ ہی اور اس ولایت میں تین دائرہ اور ایک قوس
 ہی پہلے دائرہ میں اوس سبحانہ تعالیٰ کی ذات پاک کی معیت
 کا مراقبہ کرے اور اس طور سے شروع کرے کہ اوس
 ذات پاک کو باوجود بیچونی اور بیچگونگی کے اور مکان اور
 جہت سے پاک ہونے کے نزدیک اور ہمراہ اپنے جانے
 اور اپنے کو اوس سے غائب اور دور نہ معلوم کرے بلکہ
 شریک اور شامل اپنے کاموں میں سمجھے اور معیت کو
 اقریت لازم ہی اور اقریت کو معیت لازم نہیں ہی کیونکہ
 معیت کے واسطے باوجود قرب اور نزدیکی کے اعانت اور
 مددگاری بھی ضرور ہی جب تک ایک دو عمرے کا مددگار
 نہو گا تب تک یہ شخص دو عمریکا ساتھی نہو گا گو کہ بہت
 نزدیک ہو اس جگہ سے معلوم ہوا کہ اقریت اور نزدیکی
 سیراؤر سلوک میں معیت اور سنگت پر مقدم ہی اور
 جس نے معیت کو اقریت پر مقدم کیا سو قرب اور معیت
 کے ظاہر معنی کو ایک یا قریب قریب سمجھنے کی بلیغ زیادت
 اقریت کے اس ترتیب کو اختیار کیا لیکن حقیقت میں اقریت

اثر نزدیکی سلوک میں معیت سے پہلے حاصل ہوتی ہی اس واسطے مراقبہ اقربیت کا اول چاہتا ہی اثر معیت کے صرف نزدیک اور ہمراہ ہونا نہیں ہی بلکہ اس لفظ سے اعانت اور مدد کرنا اور کاموں میں شامل ہونا اور ایک ہی رنگ میں رنگین ہونا سمجھا جاتا ہی اور طرفہ یہ ہی کہ لفظ ہمراہی کا فارسی میں اور ساتھی کا ہندی میں بھی اوس معنی اخیر دیتے ہیں اور کلام مجید کی آیتیں گواہ عادل ہیں اور یہ وہ ہیں کہ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ وَ اِنَّ رَبِّیْ سَهْلٌ یِّنْ وَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ﴾ ترجمہ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہی اور بیشک رب ہمارا ہمارے ساتھ ہی اب راہ بتا دیگا وہی مجھ کو اور بیشک اللہ ساتھ ہمارے ہی ﴿ حضرت موسیٰ اور حضرت پیغمبر ہمارے درود اللہ کا دن و دنوں پر اور سلام مدد مانگنے اور استعانت کے وقت لفظ مع کا جس کے معنی ساتھ ہی فرمائے سو ظاہر ہو کہ معیت میں اعانت اور مدد ضرور ہی اور اقربیت اور نزدیکی بدو اعانت کے مستحق ہوتی ہی پس مراقبہ اقربیت کا معیت کے مراقبہ سے پہلے چاہئے بہر حال اوس وضع کے ساتھ مراقبہ کیا کرے یہاں تک کہ اس

مرتبہ کو پہنچے کہ لحاظ اوس سببانہ کی معیت کا طالب کے ذہن میں
 راسخ اور مضبوط ہوئے اور علامت کمال استواری
 اور مضبوطی کی وہ ہی کہ خلوت میں اپنے کو تنہا بنانے مثلاً اگر
 فرض کیا جائے کہ تنہائی میں کوئی گناہ آگے آدے تو جیسا کہ آدمی
 کے حضور خجل اور شرمندہ ہو کے طاقت گناہ کی نہیں پاتا
 ہی اور ہاتھ اور پانوں خود بخود گناہ کی حرکت سے باز
 آتے ہیں اور سست ہو جاتے ہیں اسی طور سے اوس تعالیٰ
 شانہ کی قرب اور معیت کے ملاحظہ کا اثر جلوہ گر ہو دے *
 اور جو روک کہ گناہ کے قصد کرنے میں سبب حضور می
 دوسرے کے پیش آتی ہی وہ انجیہم اور روک حسب
 حال اوس دوسرے کے کم اور بیش ہوتا ہی ملا ایک
 شخص بازار می نا آشنا آدے اور انسان گناہ کرنے
 سے باز رہے یا کہ باپ یا استاد یا مرشد لازم التعظیم یا
 بادشاہ یا اقتدار عادل بدلائینہ والا آدے اور انجیہم اور
 شرم و دیوے تو ہر کوئی جانتا ہی کہ انجیہم اول اور انجیہم ثانی
 میں تفاوت بے شمار ہی بلکہ باپ کے دیکھنے سے گناہ
 سے بچنے کی طرز جو ہوتی ہی سوا لگ ہی اور استاد

سے الگ اور علی ہذا القیاس پس حضرت حق کہ طرح طرح کی عنایات اور کمالات کا جامع ہی اور جو ادعائے کہ مخلوقات میں ہیں ادس ادعائے کو خدا کی ادعائے کے ساتھ اصلاً نسبت نہیں ہی اگر شفقت پوری سے شرمندہ ہوتا ہی تو خدا کی عنایات کو پایاں نہیں ہی اور اگر تعظیم مرثیا اور سجاد کی آراء کی ہی تو ادس سببانہ کی تعظیم کو خیال کیا چاہئے کہ کتنی چاہئے اور اگر ہیبت بادشاہی روک پڑی ہی تو پادشاہ حقیقی عادل مطلق کی ہیبت کو سمجھا چاہئے کہ ادس بادشاہ ظاہری کے ساتھ کیا نسبت رکھتی ہی اور علی ہذا القیاس اگر صحرا اور میدان میں ہوئے اپنے کو تہمانجائے اور اگر طاعت کی خلوت میں ہو تو محبوب اور مطلوب کو اپنے اپنی آنکھ کے سامنے رکھے بلکہ بہ نسبت اپنے سب چیزوں سے قریب تر اپنے دل میں نہایت اعتقاد سے ادس حد کے ساتھ رکھے کہ سراسر الفت اور اُنس پاوے اور وحشت اور نکرت کا اثر ہو جب یہ آثار مرتب ہووے تب معیت کے معنی حاصل ہو سہل پر شا کر ہووے اور یہ معیت دلایت کبریٰ کی علامت ادس وقت

ہی کہ نور اس دائرہ کا مثل انوار و دایرے کے مذکور کے بہت صفائی کے ساتھ سابق سے زیادہ پرلے درجے میں ہمراہ اوسکے رہے اور حقیقت یہ ہی کہ انوار رنگ رنگ کے ذات پاک کے پردے میں اون کا طے کرنا ضروری ہی پس طالبین کے کمال اور خوبی مشغل اور تفاوت دایرہ اور اختلاف عزت اور قرب کے موافق وہ پردے طے ہوتے ہیں ایک دائرہ میں کم اور دوسرے دائرہ میں زیادہ یہاں تک کہ دریافت ذات بحت میں پہنچے اور ظاہر ہونا دائرہ کے آثار کا مثل لحاظ اقریبیت کے اوس حد کے ساتھ کہ آثار اوسکا بموجب بیان سابق کے واضح ہوئے محبت اور غیرہ کے ساتھ دوسرے دایرون میں سوا دس دائرہ کا اکمال نہیں ہی کیونکہ حاصل ہونا دس آثار کا ایک کمال ہی بس عجیب اثر غریب اور نہایت مرغوب سو لیکن معنی ولایت کا کہ مقصود سلوک سے ہی بدون کھلنے انوار اور دایرون کے حاصل نہیں ہوتا ہی اور حقیقت دائرہ کی اپنے کمال کو نہیں پہنچتی ہی پس تکمیل دایرون کی دونو چیز سے ہی اول انکشاف اور دریافت انوار کا اور

دوسرے حاصل ہونا آثار کا کہ قرب اور معیت اور محبت وغیرہ ہی اور ہر دایرہ والا موافق عزت اور سعی اپنے مطالب یاب ہونے سکتا ہی لیکن پہلے دایرہ والا بطور پر لے دایرہ والے کے مطابق مین فایز ہونے نہیں سکتا ہی مثلاً ہر چند دایرہ قلبی والا ایک مطلب کو پہنچتا ہی لیکن اوس شان کے ساتھ کہ دایرہ محبت والا فایز ہوتا ہی دایرہ قلبی والا نہوگا بعد اوس کے مراقبہ * یسبہم ویسبوا نہ * گا ہی یعنی محبت اپنی اوس ذات پاک کے ساتھ اور محبت اوس سبحانہ کی خاص اپنے لئے اور اس مقام میں دایرہ اور ایک قوس یعنی نصف دایرہ ہی اور وجہ اوسکی یہہ ہی کہ محبت کے تین مرتبے ہیں پہلا مرتبہ ابتدا کے محبت گا ہی بمنزلہ مبادی آشنائی اور دوستی کے یعنی وہ معاملہ کہ لوگ ابتدا کے آشنائی اور شروع دوستی میں کرتے ہیں اور ابتدا محبت میں محب یعنی محبت کرنے والا نفع اور فائدہ اپنا اور محبوب کی خوشنودی اور رضاد و نو کو ملاحظہ کرتا ہی اور پاس اپنی اور پاس محبوب کی دونوں کو ہاتھ سے نہیں دیتا ہی اور یہ دایرہ اول ہی اور جب

محبت کے ترقی کی اور محب کے جانب کو اضمحلال اور
 ہر مردگی پیدا ہوئی اور فنا ہو گئے نگائب دائرہ ادل تمام
 اور دوسرا دائرہ شروع ہوا اور اس دائرہ میں جانب
 داری حق کی اپنی جانب داری پر بلکہ ساری مخلوقات
 پر ضرور غالب ہو گئی لیکن مراد اس ترجیح سے ترجیح عظمیٰ
 عملی نہیں ہی کہ نفع اور نقصان تول کے اور سمجھنے کے ترجیح
 دیا کے بلکہ مراد وہ ترجیح ہی کہ تہہ دل سے ادب کے فوارہ
 صفت جو شہ مار کے اور جب اضمحلال اور فنا علی
 مرتبہ میں پہنچا اور محب کے جانب سے کوئی نشان نہایت
 دوسرا دائرہ تمام اور قوس شروع ہوا اور اسی
 جہت سے قوس ہی کہ نصف ثانی یعنی محب کی جانب
 اس مقام میں اصلاً نہیں ہی جب سے کہ ابتدا قوس کا ہی
 اس وقت سے خیال اضمحلال اور فنا ہو گئے کہ محب
 کے جانب کا سیما منسیا ہوتا ہی پس کمال قوس کا
 محبت ہی اور اس مقام میں فناء الفنا حاصل ہوتا ہی
 اور بعد ادب کے مراقبہ اسم پاک ✽ اَلْظَّاهِرُ ✽ کا ہی ادسکا
 بیان یوں ہی کہ اللہ تعالیٰ کو دو نام پاک ہی ✽ ظاہر اور

✽ باطن ✽ اور ہر نام کے مظاہر بے شمار ہیں اور مصداق ہر نام کا اوسکی پاک ذات میں موجود جس قدر عرفان باریک تر ہوگی اوتنا ہی مظاہر کی شناخت زیادہ تر اور مصداقوں کی استیلاز اوسکی ذات پاک میں بہتر اور کاملتر ہوگی اور اسم ظاہر کا مظاہر سارا عالم اور اجسام اور انفعال اور احکام ہی کہ تکوین اور تشریع میں ظاہر ہوتا ہی اور جو کارخانے اوسکی رزاقیت سے علاقہ رکھتے ہیں ایک مظہر ہی اوسکے مظاہر سے اور ایسا ہی جو کارخانے کہ اوسکی ہدایت کی شان سے علاقہ رکھتے ہیں کتاب اوتارنے اور رسولوں کو بھیجنے سے لیکر نصیحت آمیز کلمہ کی توفیق تک کہ ہر مسلمان سے صادر ہوتا ہی ایک مظہر ہی دوسرا اور ایسا ہی مظہر اضلال یعنی گمراہ کرنے کا ابلیس سے لیکر مرد دسرا ہی اور راگ باجہ تک ایک مظہر دوسرا ہی اور دو مظہر دوسرے کہ ان دونو مظہر مذکور یعنی ہدایت اور ضلال پر مترتب ہوتے ہیں سو ثواب اور عذاب ہی کہ بہشت اور دوزخ اور حالات گور اور جان کنہ اور آتش اور راحت اور خوف اور دہشت کہ

نیک اور بد کو خواب میں ظاہر ہوتا ہی حاصل کلام کا یہہ ہی کہ
اسم ظاہر کے مظاہر کو ملاحظہ کر کے اس اسم مبارک کے
مسمیٰ کو کہ ذات پاک اوسکی ہی اس عالم بيشمار کے ظہور
کی جہت سے ملاحظہ اور مراقبہ کرے اور نہ جانے کہ یہہ
ملاحظہ ممکن نہیں ہی بلکہ اجمالاً نہایت سہل اور آسان ہی
اور جب کہ بصیرت کی آنکھ تیز زیادہ ہوتی ہی تب اوسکی
تیزی کے موافق ملاحظہ تفصیلی آسان تر ہوتی ہی اور اس
دقیقہ سے ہی کہ تسبیح اس صیغہ کے ساتھ ﴿سُبْحَانَ اللَّهِ﴾
عَلَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ زِنَةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ مَلَأَ كَلِمَاتِهِ *
پاک ہی اللہ اپنے مخلوق کے گنتی کے برابر اور اپنے عرش
کے وزن کے برابر اور اپنے کلموں کی درازی کے برابر
صاحب معرفت کی زبان سے برابر بلکہ زیادہ تر ہوتی ہی غیر عارف
کے ہزاروں مرتبہ کی تسبیح خوانی سے بیان اوسکا وہ ہی
کہ تسبیح پر ہم نے والا اوس صیغہ مذکور کے ساتھ جب
عارف وسیع المعرفت ہو اور لفظ اوس کا خالق کی
وسعت کو گھیر لے تو اپنے لفظ کے موافق مستحق ثواب
کا ہوتا ہی بخلاف غیر عارف کے کہ اوسکے لفظ کو وسعت

نہیں ہی حاصل کلام اس مراقبہ کی مزا و لذت جیسی چاہئے کرے جس وقت اس مراقبہ کے فیض کے موارد یعنی اوتار گاہ کہ وہ بالا صالۃ لطیفہ نفس ہی اور سارے لطیفے بالتبع ہیں اس مراقبہ کے فیض سے جیسا چاہئے مستفیض ہوں گے تب آثار اس مراقبہ کا ظاہر ہو گا اور منجمد آثار سے اذکے نفس کا فنا ہونا ہی یعنی نیست اور نابود ہونا و انست اور عام سے اپنے اؤر نسبت کرنے سے فعلوں کے اپنی طرف اور آراستہ کرنے سے اخلاق کے عبارت و ذایل کی تبدیلی سے ہی فضایل کے ساتھ اور وجہ اصالت کی لطیفہ نفس کے اور وار د ہونے کی اس مراقبہ کی فیضوں کے وہ ہی کہ عقل اسم ظاہر کے مظاہر کو دریافت کرے سکتی ہی بخلاف مظاہر اسم باطن کے کہ دریافت کرنے میں اس کے بغیر کشف اور الہام کے دوسری راہ نہیں ہی اور چونکہ محل لطیفہ نفس کا کہ سر ہی عقل اور ادراک کا محل ہی اس واسطے اس لطیفہ کو اسم ظاہر کے مراقبہ کی فیض کے ساتھ خصوصیت زیادہ حاصل ہوئی اور اس آثار کے مترتب ہونیکا سبب یہ ہی کہ اس مراقبہ کی جہت سے تمام عرکات اور

سکنت اور اسباب اور سببیت کا عباد رہو ناپاک
 ذات حضرت حق کی طرف سے دل میں اوس کے اوس
 وجہ کے ساتھ منتقل ہو گا کہ تاثیر واحد سے غفلت ہرگز
 اوس کو درپیش نہوگی اور امید اور خوف اور محبت
 اور خشیت صرف اوس ذات پاک میں لگی رہیگی
 اور اوس کے غیر کا کچھ اعتبار ساک کے نظر میں نہ ہو گا
 اور غیر کو قلم کے مانند ہاتھ میں کاتب کے معانوم کر لیا پس
 عالی ہمت کریم الطبع کو صرف بسبب محبت اور الفت
 اوس ذات پاک کے کہ اس قدر کمالات کے ظاہر ہو ناپاک
 موجب ہیں آثار مذکور بالکل مرتب ہو گا اور جو شخص
 عالم ہستی اور کرامت طبعی میں ادنیٰ مرتبہ رکھتا ہی تر بھی
 بعض آثار بسبب محبت کے اور بعض آثار بسبب خوف
 کے حاصل ہو گا اور بموجب ❁ کَلَّا وَعَلَّمَ اللّٰهُ اَلْحُسْنٰی ❁
 کے معنی ہر ایک کو وعدہ دیا اللہ نے بھلائی کا ہر ایک کا پیاب
 مطابق کا ہو گا اور اس دائرہ میں بھی اتمام اوس وقت
 ہو گا کہ باوجود ظاہر ہونے اوس کے آثار کے انوار میں بھی ترقی
 جیسی چاہئے ظاہر ہو کے جیسا سابق بیان ہوا اور اگر

دایرہ محبت کے دایرہ پر مقدم ہوتا تو بہتر ہوتا کیونکہ یہ دایرہ محبت کے دایرون کو برسی برسی مد و بخشش ہی سوا چھی ترتیب یون نقصان کرتی تھی کہ محبت کے دایرون پر مقدم ہو کے پھر سیر نام پاک الباطن کا کیا چاہئے اور کیا بیان یون ہی کہ ان ظاہر چیزوں کا باطن ہی اور وہ باطن نام پاک باطن سے حضرت حق تعالیٰ شانہ کے مستفیض ہی اور سکی مثال یہ ہی کہ مملکت کا انتظام جو ہی سو ظاہر ہی اور اور اس کا باطن عقل اور تدبیر بادشاہ کی ہی پس موافق اور اک اور دریافت اپنے چاہئے کہ باطن کے مظہر کو دریافت کر کے اسم پاک باطن کے مسمیٰ یعنی ذات کو باعتبار سرایت کرنے اور ذات کے مظاہر میں اس کے مراقبہ کرے اور اس ولایت کو ولایت علیا بولتے ہیں اور اس جہت سے کہ ولایت ملاء اعلیٰ کی ہی اور مراد ملاء اعلیٰ سے وہ فرشتے ہیں جو کام کی تدبیر کرتے ہیں اور احکام الہی کو تلقی کرتے ہیں جو حکم کو نافذ ہوتا ہی اول وہی فرشتے تلقی فرماتے ہیں پھر عالم میں ظاہر ہوتا ہی اور وہی فرشتے سارے عالم احسام کے اور سارے ارواح کے جو مدبر احسام

کے ہین باطن میں اس واسطے کمال انکا اسم باطن سے علاقہ رکھتا ہی اور اس مراقبہ کے فیض کا مور و عینے اور ترے کی جا آگ اور پانی اور ہوا ہی اور یہ تینوں حیرانسانی کے اجزاء ہین کیونکہ یہ تینوں عنصر عینے آگ اور پانی اور ہوا انسان کے و ہر کے باطن ہین اور خاک و سمیں ظاہر ہی اسی جہت سے اس مراقبہ کے فیض کے یہ تینوں مور و ہین اور اثر اس فیض کا بدیل ہونا دن تینوں گاہی آثار کے صادر ہونے میں کیونکہ آگ اپنی حقیقت سے متبدل نہیں ہوتی ہی بلکہ اپنی طبیعت کے مقتضایہ ہی سوا اسکی طبیعت کا جو مقتضا اور خواص ہی سور غنامندی میں حق کے ظاہر ہوتی ہی مثلاً مقتضاناں کا غلہ اور علو ہی کہ انسان میں نخوت اور کبر پیدا کرتی ہی اور گبھی تالہ میں پختائی ہی اور آگ ہی کی مقتضائے ایس کو طوق لعنت کی دوا یا اور درگاہ عمیم الرحمت سے مطلقا مایوس کروایا اور جب کہ اس مراقبہ کے فیض سے مستفیض ہو گاتب فرمان برداری میں احکام الہی کے عزایم باندہ اور سعی سبقت کرنے اور سرعت اور جلدی کرنے میں ادسمیں پیدا ہو گئے

اور مقتضا ہوا کی انسان کے اخلاق میں حرص اور خواہشیں
 بیٹن اور بدل جانا ہوا کے مقتضا کا حرص اور خواہش کا مصروف
 ہونا ہی مرضیات الہی میں اور منحرف ہونا ہی مضر فائدہ
 و نیادی سے اور پانی کا اثر انسان میں کسالت اور افتادگی
 اور نیچے دھانا ہی اور اصلاح اور سکی کسالت اور مستی
 ہی گناہوں سے اور افتادگی اور عاجزی ہی بارگاہ الہی
 میں اور حضرت رب العزت کی عظمت کے حضور
 پست ہونا اور نیچے دھانا ہی اور تجلیات نام پاک الباطن
 کی اس سیر میں زود کھلاتی بیٹن اور اتمام اس سیر کا بھی
 یاد دہانہ کے آثار کے ساتھ طے کرنے اور انی پر دون کے
 اس سیر کے موافق ہی پھر تجلی ذاتی و ایہی کی سیر ہی
 اور تجلی ذاتی کے معنی ظاہر ہی یعنی جس تجلی کے پیدا ہونے
 کی جگہ نفس ذات ہی اور غرض و ایہی سے وہ ہی کہ ایک
 تجلی مستقر اور ثابت مانند آسمان اور زمین کے ہی اور
 تجلی موصوف کے ثبوت اور استقرار یعنی ثابت ہونے
 اور تھہرنے میں اگرچہ تماوت ویشمار ہی لیکن و ایہی سے
 بحر معنی ظاہر کے کوئی امر دوسرا مراد نہیں ہی اور اسی

تجلی سے ہی ظاہر ہونا کمالات انبیاء اور مرسلین اور اولوالعزم
 کا پس اس سیرکاتین درجہ ہی اول بلیاظ اسکے کہ انبیا
 کی کمالات کا منشا ہی ورود اللہ کا دن پر اور سلام یعنی
 ظہور ہوا است کے عاوم کا اس وجہ کے ساتھ کہ غلطی کو
 کسی وجہ سے او سمیں راہ نہیں ہو کے اور یہہ معنی
 انبیا علیہم السلام میں ہمیشہ علی الہ و ام ثابت رہتا ہی حتی
 کہ خواب کی حالت میں کیونکہ وجود باجوہ انکا ہدایت کے فیض کا
 سد چشمہ ہوتا ہی اور منافع انکا خلاق کو پہنچتا ہی گو کہ انکو
 خبر نہو پس ذات بابرکات انکی بمنزلہ پر اغ کے ہی کہ
 اوسکی ارادشنی سے فایہ حاصل ہی گوچر اغ کو خبر نہو پس
 انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ کار و بار میں اپنے بیٹن
 اسو اسطے ان کے فیض کو علاقہ تجلی ذاتی و ایہی کے ساتھ
 رہتا ہی بخلاف ملائکہ کے کہ ہمیشہ کام میں مستغرق نہیں
 رہتے بیٹن بلکہ بروقت پہنچنے حکم اور فرمان کے ایک کام
 بخالاتے بیٹن اور پھر بیکار اور مستظر اور مستعد رہتے
 بیٹن اس واسطے ملائکہ کے کمالات کا منشا تجلی ذاتی
 و ایہی نہیں ہوتی ہی اور روشنی اور تجلی کہ پیغمبر خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور پیروی کا ثمرہ ہی اس میں حاصل ہوتی ہے اور اس سیر کے فیض کا مورد عنصر خاک ہی دو سبب سے اول تو وہ ہے کہ استقرار اور ثبات خاک کی خاصیت ہے اس واسطے اس سیر کے مناسب ہے دوسرے وہ ہے کہ تجلی موصوف میں ظہور کا معنی ہی کیونکہ ایک وجہ سے کہنے سکتے ہیں کہ عالم سب تجلی ذاتی و ایہی ہے اور ظہور عالم کا جو ہے سو ظاہر ہے اور عالم کے ظہور سے اس تجلی کا ظہور سمجھا جائے اور عنصر خاک بھی انسان میں ظاہر ہے اور اثر ظہور کا اس سیر کے فیض کا عنصر خاک میں تواضع اور فرد تنی ہے انسان کے اندر اور مقصد اس تواضع اور فرد تنی سے اپنے مالک کے آگے فرد تنی اور تواضع کرنا ہی اور قبول فرمان سے مالک کے سرکشی نہ کرنا گو کہ اپنے مالک کے حکمون کو بجالانے میں اس کے اعدا پر ایک طرح کی تجلی مستحق ہو اور جو تسفل اور پستی کہ پانی کی جہت سے ہے سو اس تواضع کا غیر ہے کیونکہ تسفل میں ملتا اپنی پستی ہے اور تواضع کے معنی بازو کو پست کرنا مقابلہ کے وقت سواور ہے سو تواضع جس وقت

میش آتا ہی سو امر جدید ہی بخلاف تسفل کے کہ ایک امر لازم ہی چھوٹ نہیں سکتا اور جیسا کہ سابق مذکور ہوا اس آثار کے ظہور کو امتیاز کیا جائے کیونکہ کبھی انسان عاقل صفات نفسانے میں سے کسی صفت کی تصور کو ادس صفت کا حاصل ہونا معلوم کرتا ہی حالانکہ تصور اور چیز ہی اور حصول اور شئی ہی سو جو گفتگو کہ ایک حکیم فیلسوف اور ایک عارف کامل السمعت کے درمیان جاری ہوئی سو تصور اور حصول کے فرق کے لئے ایک تمثیل کافی وافی ہی نقل ہی کہ حکیم اور عارف دو دو باہم ملاقات کیے بعد ملاقات کے ایک شخص نے حکیم کا احوال عارف سے غایبانہ دریافت کیا عارف نے فرمایا کہ وہ اخلاق نہیں رکھتے ہیں یہ بات حکیم کو پہنچائے حکیم نے ایک کتاب اخلاق کی تہذیب کے بیان میں تالیف کر کے بھیج دیا عارف نے فرمایا کہ میں نے کہا ہی کہ اخلاق نہیں رکھتا ہی نہ یہ کہ اخلاق نہیں جانتا سو جانتا اور کجا ہی اور حصول اور کجا ہی اور کبھی عبادت کے سبب سے اور کبھی نفس کے کید اور شیطان کی مکر کے سب سے کالون کو

جانتا حاصل ہونے کے ساتھ مشتبہ ہوتا ہی عینے کمال کے تصور اور حصول میں فرق نہیں رہتا ہی بلکہ دونوں جاتے ہیں اور انسان جہل مرکب کی بیماری میں رہتا ہی اور یہ خود محدودی اور حرمان صریح کا نشان ہی اور حصول جو ہی سو وہی معتبر ہی کہ فخر دل سے جوش مارے نہ کہ زور سے اپنے اوپر باندھے * دوسرا درجہ تجلی موصوف کے سیر کا باطنی منشائیت کہلات رسالت کے ہی رسولوں کی خصایص کو سمجھ کے اوسکے منشا کے طرف یعنی جگہ پیدائش کے انتقال کرے اور حضرت ذات کو اوسکے منشائیت کی جہت سے مراقبہ کرے رسالت اور نبوت سے جو فرق اور تمیز ہی سو بسبب ظہور وساطت اور ایلیچی کرے کے ہی درمیان حق اور خلق کے خاص کر اور ناصح اور واعظ ہونا اور حجب اور دلائل میں کوشش بلیغ کرنا اور معجزات کو قائم کرنا اور مناظرہ اور محاصہ اور مقابلہ کرنا خاص کر رسولوں کو لازم ہی بخلاف انبیاء کے کہ ان کو مقابلہ کرنا لازم نہیں ہی اور رسول کا قول اوسکے حق میں جس کے طرف بھیجا گیا ہی مقبول ہی اس وضع سے کہ رسالت کے منصب کا لازم

ہی اور وجہ اوسکی ظاہر ہی کیونکہ ایلیچی متہم اور صادق
 کو جب کسی قوم کی طرف بھیجتے ہیں تو اوسکی بات
 حق میں اوس قوم کے مقبول ہوتی ہی * تیسرا درجہ *
 مراقبہ ہی باہظ منشائیت کمالات الوالعزم کے اور الوالعزم
 اور رسولوں کے درمیان جو امتیاز اور فرق ہی سبب
 ہمت قویہ کے ہی کافردن کے ہلاک کرنے اور مو
 منون کے اصلاح کرنے میں پس ہلاک کرنے میں کفار کے
 اولوالعزم رسول کی ہمت قویہ کو بھی دخل عظیم ہی
 بخلاف رسول غیر صاحب العزم کے کہ فقط امتون کے
 احوال کو ظاہر کرتے ہیں اور بمنزلہ ہاتھ کے اعضاء انسانی
 میں سے بہ نسبت ارادہ قہریہ الہی کے کہ کافردن کے
 ہلاک کرنے کی طرف متوجہ ہوتی ہی نہیں ہوتے ہیں
 بخلاف اولوالعزم کے کہ بلور ملائیک کے جارہ یعنی ہاتھ
 کے مانند ہوتے ہیں اور شاید یہ جارہ تین صورت پر
 منتہی ہوتا ہی * اول * یہ کہ ملک اور انسان یعنی رسول
 ذوالعزم وساطت میں برابر ہوں * دوم * یہ کہ ملک
 اصل ہو اور انسان تابع * تیسرے * برعکس اسکے

ہو یعنی انسان اصل اور ملک تابع ہو اور یہہ تیسری صورت ایک شان عظیم ہی کہ خاتم الانبیا کی جناب کے ساتھ مختص ہی درود اللہ کا اون پر اور سلام اور ظہور اوس شان کی جیسی چاہئے بدر کے دن ظاہر ہوئی اور صی بہ حضار بدر کو راضی ہو اللہ اون سے بطفیل میوت اور ہمراہی خاتم المرسلین کے نصیبہ وافر حاصل ہوا حاصل کلام رسولون کا امتیاز ہونا نبیون سے اور الوالغزم کا رسولون سے ساتھ خصایض اون بزرگون کے واسطے مراقبہ اس سیر کے اور حاصل ہونا دیکے آثار کا غروری ہی اور بقیہ کلام کا حصول آثار میں کہ دلیل وصول اور پہچنے کی انہما کے سیر میں ہر مقام کے ہو کے وہ ہی کہ تین چیز لابی اور ضروری * اول * تبدل انوار کا کہ مکرر سم کر مذکور ہوا * دوسرے تبدل صفات کی جیسا کہ یہہ بھی بیان کیا گیا اور تازہ یہہ ہی جو منجمہ تبدل صفات کے ہی سو حاصل ہونا ہی پارہ ایک اوس صفت اور شان سے کہ ادھمیں مراقبہ کیا جا کے سو جو کوئی مراقبہ ذات کا نبوت کی کمالات کی منشائیت میں کر کے گا البتہ اوس کو کوئی

معنی میں نبوت کے معانی سے کہ ادا نا دس کا ایک خواب
 ہی فایز کریں گے اور ایسا ہی دوسرے درجہ میں معنی رسالت
 کا ادسپر فایض ہوگا اور واسطے سمجھانے اور تعلیم کرنے اور مناظرہ
 کرنے غافلون کے اور جاہلون کے اور معاندون کے ماہم ہوگا یعنی
 اوسکو الہام ہوگا اور تیسرے درجہ میں عاصیون اور
 سرکشون کے ہلاک کرنے میں اور تابعہ اردن اور مخلصون
 کے انعام اور اکرام دینے میں ہمت قویہ اوسکو بخشینگے
 اور اس مدعا کو غمو ما جانا چاہئے اسما کے الہی میں جس
 اسم کو کہ مراقبہ کرے گا ایک نصیبہ اوس سے پادے گا
 جو کوئی اوسکی رزاقیت کا مراقبہ کرے اور اس مراقبہ
 کو کمال میں پہنچا دے تو ایک شان رزاقیت کی اوسمیں
 جلوہ گر ہوگی اور وجہ اوسکی کمال کرم اوس کریم مطلق کی
 ہی کرم کرنے والون کی عادت ہی کہ جو کوئی کھانا کھانے
 کے وقت مثلاً روبردان کے آدے اور آنکھ طمع کی
 ادسپر نگا دے البتہ کوئی لقمہ اوسکو دینگے اور اسی
 تمثیل سے اس کلام کے مقصد کو سمجھا چاہئے یعنی جو شخص
 کے مراقبہ اسم محی کا مثلاً کرے گویا اوسکے احیائی کی شان

کے مقابل کھڑا ہوا پس اس سبحانہ تعالیٰ کی گروم کا مقتضاً وہ ہی کہ البتہ احیائی کی شان سے کوئی اثر اس شخص کو از زانی فرما دے * تیسرے * ایک عنایت خاص حضرت حق کی ہی حضرت حق کی طرف سے اس کا بیان یوں ہی کہ کوئی بندہ مقبول جب کسی کام کو خدا کے کاموں سے سرانجام دیتا ہی تب دو چیز کا مستحق ہوتا ہی ایک تو اجر یعنی مزدوری ہی دوسرے انعام اجر ہر چند بے پایاں ہو لیکن بمنزلہ مزدوری کے ہی اس کام کے مناسب اس کام پر مرتب ہوتی ہی اور انعام بمنزلہ خلعت فاخرہ کے ہی کہ سب اس کا مولا کی رضا ہی انسان جب اس میں قایز الامرام ہوتا ہی تب دونوں کے درمیان تمیز کا مینبغی کرتا ہی انعام کی مثال استجاب الدعوت ہونا ہی یا ملاذ اعلیٰ اور غیر ہم میں وجاہت کا پانا ہی اور انعام ایسی چیز ہوتی ہی کہ ہر کام میں کار آمدنی ہی اور بہشت میں جو ردیت یعنی دیدار ہی سو انعام ہی اور جو ر اور قصور اور غلبان اجرت ہی * قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ﴿۱۹﴾ فرمایا اللہ تعالیٰ نے واسطے اُن لوگوں کے

جنہوں نے نیکی کی بھلائی ہی اور زیادتی ہی زیادتی کی
تفسیر ویت ہی بموجب روایات صحیحہ کے اور دو
درجہ اخیر کے فیض کا مور و انسان ہی بیت وحدانی کے
ساتھ کوئی عنصر اور کوئی لطیفہ اس فیض کے وار د ہونے
کی خصوصیت نہیں رکھتا ہی اور سبب او سکا یہم ہی کہ
الوالعزم رسولان کی کمالات کا منشا حضرت ذات
ہی جامعیت کی شان کے ساتھ اور مقصود اصلی ان کمال
والون کو جو ہی سوسار کے انسان کے اجزا کی اصلاح اور سد ہمار
ہی بیت وحدانی کے ساتھ اس واسطے اس دو درجہ کے
فیض کا محل ہیات وحدانی ہوتا ہی پھر حضرت ذات کا
مراقبہ ہی باعتبار ظہور حقیقت کعبہ کے اور وہ سجدیت
ہی حضرت ذات کی خلائق کے لئے اور یہ منہ پر ظاہر ہی
اور اثر مناسب اس مراقبہ کے اس سیر کے سیر کرنے
والے کے حق میں منظم ہونا ہی حتمائیت کے ساتھ اور
اہل حق اس کی تعظیم بہت کریں اور تعظیم کو اس کے موجب
رضا اور خوشنودی کا اللہ تعالیٰ کے جانین اور یہی سبب ہی
کہ دل میں بعض صحابہ کے گزرا تھا کہ جناب رسالت ماب کو سجدہ

عالم کو گھیر لیا ایسا ہی میچون کی اداسکی بھی وسعت رکھنی
 ہی اور یہ بیان ایک شمسہ ہی اداسکی میچون سے *
 دوسرے میچون کی وسعت سے ایک اثر ہر کلام
 میں سمجھا چاہے بسبب اسکے کہ کلام ہر چیز کی حکایت کرتا
 ہی ایسی وسعت اور کشادگی رکھتا ہی کہ جو چیزیں
 موجود اور معدوم ہیں سب کو گنجائش کرتا ہی اور بسبب
 اسکے کہ جس چیز سے حکایت کرتا ہی اسکے خواص
 سے کوئی اثر اداسمیں پایا نہیں جاتا ہی میچون کہہا چاہئے اور
 قرآن مجید بسبب شامل ہونے اسکے ساری حقیقتوں پر
 عالم کے اور مہمیں ہو نیلے ایسی لہنی اور چوڑی وسعت
 رکھتا ہی کہ عالم بشر اسکے انتہا کو پہنچنے نہیں سکتا ہی
 اور چونکہ ظہور حقیقت ازلی کی ہاتھ سے میچون کے ہی
 اور میچون سے اسکے ہی کہ باوجود تالیف اسکے
 حروف اور کلمات متداولہ عرب سے ایک جملہ
 کی ترکیب مثل اسکے غیر خدا سے بن نہیں سکتی بسبب
 اداسکا یہ ہی کہ اوس کلام کی ترکیب میں ذات میچون
 نے ایک امر میچون دویت فرمایا ہی کہ ہزاروں بلیغ اور

فصیح اور سکی کہہ میں پہنچنے نہیں سکتا ہی اور انسان
 صفت کلام کا مظہر خاص ہی اور ابوالبشر بسبب اسی
 صفت کے تمام ملائکہ میں معزز ہوئے ہر گاہ مثل اور سکے
 ایک جملہ کی تالیف سے عاجز ہوا تو انسان کا غیر کہ مقابل اور سکے
 گو نگاہی ہرگز سمرانجام نکرے گا اور تیسرے وجہ مبدہ ہونے کی
 قرآن مجید کے معلوم کیا چاہئے ہر چند قرآن مجید غایات اور نہایات
 پر مشتمل ہی لیکن شروع معرفت کے لئے کوئی راہ نہیں
 ہی مگر قرآن مثلاً نوکری کہ سارے بادشاہی مناسب کی
 مبدہ ہی مثل بخشنی گرمی اور وزارت اور صدارت اور
 امارت وغیرہ کے سو یہی نوکری ہی کہ وزارت ہوتی ہی
 اور یہی نوکری ہی کہ خدمت گاری ہوتی ہی اسی طرح
 قرآن مجید میں ابتداء وسعت میچون کی بھی ہی اور انتہا
 بھی اور سکی ہی اس واسطے مبدہ ہونے کے مناسب ہوا
 جب یہ تینوں باتیں ذہن نشین ہوئیں تب معنی مبدہ وسعت
 میچونی کا کہ منشأ حقیقت قرآنی کا ہی خیال میں آگیا پس مراقبہ
 ذات کا باہظ وسعت میچونی کے کہ منشأ حقیقت قرآنی
 کا ہی مزاد است کر کے اور ظہور آثار اور تبدل انوار کو

اپنے میں دریافت کر کے وسعت بیچون کے کمال کا مشاہدہ
 ہو اچاہئے یعنی وہ ہوتا ہوا چاہئے اور آثار سے اس کے
 صفائی اور ستھرائی ہی کہ اس کا سیر کر لے والا ہی
 ذات میں پاتا ہی اور وہ صفائی مناسب بیچون کے ہی اور
 کمال وسعت بیچونی منشاء حقیقت رکھتا ہے شکر کا ہی
 کہ نماز اور سب چیزوں کی جامع ہی اشارہ کرتی ہی
 ساتھ کمال مذکور کے بعد مراقبہ کرنے باطن منشیئت
 حقیقت قرآن کے باطن منشیئت حقیقت صلوات کے مراقبہ
 کر کے اور اثر اس کا کمال صفائی اور ستھرائی مراقبہ
 کرنے والے کی ہی پس عین ملامت ہونے میں نجاسات
 ظاہری کے ساتھ مثل بول اور براز یعنی پیشاب اور
 حاضر و ر کے اپنے میں صفائی پاوے کے بعد اس کے محض
 معبودیت کا مراقبہ کر کے قطع نظر اس سبجو دیت کے
 کہ نماز کے اندر مقید ہوتی ہی اور تصویر اس کی یہ ہی
 کہ نماز مثلاً باطن اس بات کے کہ منعم حقیقی اور حاکم
 تحقیقی نے مجھ پر فرض کیا ہی اور امر مستقیم کیا ہی سو وہ
 معبودیت مقیدہ ہی اور اس منی کو نظر کر کے کہ عین ذات

اوسکی مستحق اس تعظیم کی ہی سو وہ معبودِ دستِ ہر فرد
یعنے محض نرمی معبودیت ہی اور اثر اوسکا عظمت اور
بزرگی ہی اپنی کہ اپنے نفس میں پاوے گا بے جہت اور
بے سبب بخلاف اوس عظمت کے کہ کعبہ کی حقیقت
کے مقام میں پایا تھا بعد اوسکے مراقبہ ذات کا باحفاظ منشاءیت
یعنے ظاہر ہونے حقیقت ابراہیمی کے ہی اور باتِ محمل
اوسمیں یہ ہی کہ ہر کامل کو اپنی کمال کے نظر کر کے اپنے
ساتھ الفت رہتی ہی صورت اوسکی یہ ہی کہ صاحب
کمال کو اکیلے میں کبھی وحشت پیش آتی ہی وہ کامل چونکہ
ملاحظہ اپنے کمال کا کرتا ہی بغیر اوس کے کہ عجب اور تکبیر
ظاہر ہو اپنے میں ایک مونس اور رفیق معلوم کرتا ہی اور
اپنے ساتھ مافوس رہتا ہی اس طور سے کہ جو انت کہ
جناب حضرت حق کو اپنے ساتھ ہی تصور کریں اور منشاء
کمال ابراہیمی کو کہ وہ الفت حضرت ذات کو اپنی ذات
کے ساتھ ہی ملاحظہ کر کے مراقبہ کریں اور جب یہ مراقبہ
اپنے کمال کو پہنچے گا ایک اثر خلعت کی اس مراقبہ والے میں
منکشف اور ظاہر ہوگی اور دوسرے آثار کے مذکور

ہو کے ہر جگہ جانا چاہئے بعد اوسکے مراقبہ حضرت ذات کا ہی
 بلیظ منشائیت حقیقت موسویہ کے اوسکے صاحب پر صلوٰۃ
 اور سلام اور وہ محبت ذات کی ہی اور محبت کو
 ہر کوئی جانتا ہی ابتدا میں کہ مراقبہ محبت کا ہوتا ہی بلیظ محبت
 ساک کے غاص حق تعالیٰ کے لئے اور محبت حق تعالیٰ کی
 اس ساک کے واسطے اور اس سیر میں مراقبہ محبت
 ذات کا ہی خاص ذات کے لئے اور یہی ہی منشأ حقیقت
 موسویہ کا جانا چاہئے کہ خلت عبارت ہی اوس علاقہ سے کہ
 درمیان دو شخص کے ہوتا ہی اور محبت ایک طرف
 سے ہوتی ہی لیکن خلت سے قویتر ہوتی ہی پس خلت
 بمنزلہ آشنائی کے ہی کہ ہر ایک کو ہر دو آشنا سے دوسرے
 پر اعتماد کلی ہی اور عزت اور وجاہت ہر ایک کی
 دوسرے کے دل میں مضبوط ہی اور یہ خلت عمدہ عمدہ
 کاموں کے توسط کا موجب ہوتا ہی مثل وزیر دن اور
 امیر دن کے نسبت کر بادشاہوں کے اور محبت کاتین
 مرتبہ ہی اول یہ کہ محبت نرمی ہو اور سرحد محبوبیت میں
 نہ کھینچے یہ محبت باعتبار عزت اور وجاہت کے خلت

کے مرتبہ سے کم ہی اور باعتبار نزدیکی اور دوام حضوری کے زیادہ تر ہی مثل خواص کے کہ نہایت خیر خواہ اور دل سوز خدمت گاری میں ہوا و سکو نزدیکی اور دوام حضوری بہ نسبت امیر کبیر کے زیادہ ضرور ہوگی دوسرے وہ کہ سزا محبوبیت میں پہنچے لیکن محبوبیت میں نکھیچے اور اوپر کے درجہ کی محبت میں پہنچے پھر اس مقام سے کہ انتہا سے محبت کا ہی اگر آگے برآئے تو محبوبیت میں پہنچے تیسرے وہ محبت کہ محبوبیت میں پہنچی ہو یہ خود خلت سے باند تر ہی بلا شک اور وہ منشا حقیقت محمدیہ کا ہی اس کے صاحب پر درود اور سلام جیسا کہ آگے آتا ہی اور چونکہ اس مقام میں دلالت کے مرتبوں کا بیان ہی اور مدار دلالت کا نزدیکی اور ہمیشگی کی حضوری پر ہی اور یہ معنی محبت میں خلت سے زیادہ ہی گو کہ کاموں کے سرانجام کرنے میں اور برے برے کاموں کے واسطہ ہونے میں خلت زیادہ ہوا سو واسطے محبت کو بعد خلت کے فرما سے ہیں اور اگر یہ وجہ محبت کے تقدیم کی ہو تو حقیقت ابراہیمی حقیقت میں افضل حقیقت موسویہ سے

ہی بعد اوسکے مراقبہ حضرت ذات کا ہی بلایہ محبت اور
 محبوبیت ملی ہوئی کے کہ منشاء حقیقت محمدیہ کی ہی اوسکے
 صاحب پر صلوٰۃ اور سلام بعد اوسکے مراقبہ حضرت
 ذات کا ہی بلایہ محبت محض کے بدون ملنے محبت کے
 کہ حقیقت احمدی ہی بعد اوسکے مراقبہ حب صرف کا ہی
 بدون تعلق اوسکے محبوب یا محب کے ساتھ بعد اوسکے
 مراقبہ لائقین کا ہی اس معنی کر کہ اوسکی ذات پاک میں وہ
 مرتبہ ہی کہ ساری تعبیریں اور بیانیں اوس سے کم
 ہیں کوئی تعبیر اور بیان اوس مرتبہ میں نہیں پہنچتی ہی
 اور اللہ زیاد جانتا ہی حقیقت حال کو

نکھ راہ ولایت کے سوا ک ثانی کے بیان میں

اور اوس میں ایک تمہید اور ایک مقصد ہی

✽ تمہید ✽ طالبانِ مافہم جب معرفت ذات کے مقام میں
 پہنچتے ہیں اور سواک متعارف یعنی جو سواک کہ
 معروف اور مشہور ہی اوسکو اختتام میں پہنچاتے
 ہیں تو جانتے ہیں کہ میں ہم پایہ اور ہم مقام اولیائے عظام
 کے ہوا مثل حضرت غوث اور حضرت خواجہ بزرگ نایب

رسول اللہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت
 قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بخیار کاکہی
 اور پیشوا کے شریعت اور طریقت کے حضرت
 خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور حضرت امام ربانی قیوم زمانی
 حضرت شیخ احمد محمد دالہ ثانی اور غیر ہم کے پاک کرے
 اللہ تعالیٰ اور ان سب کے اسرار کو اور یہ صریح مغالطہ اور
 فبیح عقیدہ ہی کیونکہ اس مقام میں ممکن ہی کہ اہل
 ضلالت اور بطلان یعنی برے لوگ اور جھوٹے لوگ
 بھی پہنچیں اور جن رسائی اور دن کی بھی ہوئے تو کس
 طور سے اس مرتبہ کو بارگاہ قبولیت ایزدی کے چوکھٹہ
 اور مہاک عنایت سرمدی کے سلطان کے کمال کا مستہا
 سمجھیں * شعر * وَسَوْفَ تَرَوُنَّ إِذَا انْكَشَفَ الْغُبَارُ * اَفَرَسَّ
 اَتَحْتَ رِجْلِكَ اَمْ حِمَارُ * اور اب دیکھ گاتو جب غبار
 دور ہوگا یا گھوڑا تیرے پاؤں کے نیچے ہی یا مہار یعنی
 گدھا ہی ہر چند سلوک متعارف جس وجہ کے ساتھ
 اس کتاب میں لکھا گیا ہی اہل ضلالت اور بطلان کو
 اسمیں رسائی اور پہنچ نہیں ہی کیونکہ اکثر اشغال اور بہا

د اب شرعیہ اور تعظیم شرع کے ساتھ ہمزوج اور ملا
 ہوا ہی لیکن اس جگہ بیان حال نفس اوس اشغال کا
 ہی قطع نظر مانے سے آداب شرعیہ کے پس حقیقت
 یہہ ہی کہ بلا ریب معرفت ذات میں داخل ہونا حاصل
 ہوا لیکن مردود ہونا اور مقبول ہونا ایک چیز ہی سوا کے
 اس وصول کے مردود دان خدا کو اس مقام میں پہنچانا
 ماننداد کے ہی کہ ایک قزاق سعی کوشش کر کے بادشاہی
 محل میں پہنچا نزدیک ہی کہ غضب سلطانی میں گرفتار
 ہووے اگر فعل شنیع سے اپنے توبہ نکرے اور بغاوت
 اور عناد سے دور نہوے قبل حکم سلطانی کے مقابل ہوئے
 اور محکمہ شاہی میں ظاہر ہونے کے اور یہی ہی حال طالب
 بیدین کا کہ مقام معرفت ذات میں پہنچا ہی مان حق میں
 طالب متشرع کے کہ فی الحقیقت ترقی اور کمال کا ابتدا
 اسی مقام سے ہی اور اس مرتبہ میں بمنزلہ الف بے
 پرہہ نے والے کے ہی اور جو مراتب کے ابتدا کے ذکر
 سے اس جگہ تک ہوا اوس کمال میں کہ مقصود اور
 مطلوب ہی گنا نہیں جاتا اور حقیقت اس امر کی اوس

تمثیل کے ضمن میں کہ آئندہ افادہ میں مدرج ہی انشاء اللہ
 تعالیٰ ظاہر ہوگی پس لابد کہ اس اساطین بارگاہ قبولیت
 ایزدی کے لئے سوائے سوک متعارف کے وہ ترقیات
 اور مقامات ہیں کہ بسبب اس ترقیات اور مقامات
 کے مقبولون کے زمرہ سے ہوا بلکہ بسبب امتیاز انکے
 اوسى مقامات سے امتیاز سب مقبولون سے حاصل
 کئے ہیں سوا اوسى ترقیات کا سوک ثانی نام رکھتا
 ہوں اور اس مقامات کے لئے صوفیوں کی زبان میں جو
 القاب مقرر ہیں منہما و سکا قطب ارشاد ہی کہ واسطہ
 افاضت کار حمت الہی کے ہوتا ہی جو کچھ فایض ہوتا ہی
 بواسطہ اسکے ہوتا ہی اور اکثر نادانف لوگ کہ
 سوک اول اور ثانی میں امتیاز نہیں کرتے بلکہ سوک
 ثانی سے محض بے خبر ہیں جانتے ہیں کہ سوک اول میں
 کمال تام ہوتا ہی اور نہیں جانتے ہیں کہ سوک اول
 کا انتہا دوسرے سوک کا ابتدا ہی کہ مقصود اصلی وہی
 ہی اور کبھی بعض مقبولان بارگاہ الہی کے بدون سیر اور
 سوک اول کے سوک ثانی کے مدارج پر ممتاز اور سرفراز ہوتے

ہیٹن نمونہ اور ان کا یہ ہی کہ ایک شخص صاحب عقل اور
ہمت کو کہ بادشاہ کے حضور سے دور ہی امر سلطانی پہنچا
اور وہ شخص اور ان کے سر انجام میں ایسا
کوشش کیا کہ ساتھ لقب نمک حلالی اور فدیت اور
جان نثار ہی بارگاہ سلطانی کے خاص اور عام رعا یا اور
سپاہ میں مشہور ہوا ایسی طرح سے کہ بہتر کے مقربان
حضور ہی اس سے دل و دل حسد کرنے لگے جس وقت
کہ ایسے شخص کو حضور ہی میسر ہوگی ایسی عزت اور
امتیاز میں قایم ہو گا کہ اکثر سالکان سلوک اول کو حاصل ہونا
اوسکا متعذر ہی اور احیاناً اول ہی سلوک میں درجہ
سلوک ثانی کا حاصل ہوتا ہی اور ایسا شخص سلوک اول
میں صوفیوں کے نزدیک سالک اصطلاحی ہی اور باعتبار
ہمارے سلوک ثانی کے حال اوسکا مانند اوس شخص
صاحب عقل اور ہمت کے ہی کہ آگے اسکے شمر
اوسکے مابرا کا ذکر ہوا اور سبب اوسکا خلوص نیت
اور صفائی طوہت ہی بموجب شرع شریف کے کہ سلوک
اول کے مشغولان کو محض عبادۃ شریعت کی راہ سے

اللہ کی مرضی دھونڈتے ہوئے نہ کرنا ہی جتنا اس کام میں بیت اوسکی صافی تر ہوگی سلوک ثانی کے مدارج کا حاصل ہونا جلد تر ہوگا اور اللہ زیادہ جانتا ہی حقیقت حال کو اور سلوک ثانی ہرچند مقصود شرع کا ہی اور قرآن اور حدیث سے ظاہر ہی لیکن سلوک اول کی طرز پر ضبط نہیں کیا گیا ہی اس واسطے ایک طرز کے ساتھ مضبوط اور مخلص کر کے لکھا جاتا ہی مدد سے اللہ تعالیٰ کے اور حسن توفیق سے اوسکے

مقصد سلوک ثانی کی راہ ولایت کے بیان میں جانا چاہئے کہ راہ ولایت میں دوسرا کمرتب ہوتا اور پایا جاتا ہی اول ضبط اور ربط کے ساتھ جمع ہی اور دوسرا مضبوط نہیں ہی باوجودیکہ اصل مقصود منتہا کا یہی سلوک ہی اہل ولایت ہمیشہ اوس سلوک کو کئے ہیں اور اوسکو سیر فی اللہ بولتے ہیں اور کبھی نادانوں پر سبب مضبوط ہونے ثانی کے دونوں سلوک آپس میں مشتبہ ہوتے ہیں اور ہر ایک کو دوسرے سے الگ نہیں معلوم کریتے ہیں اس واسطے ہر ایک کی تمثیل تفصیل کے ساتھ سنا جائے تا دوانوں الگ ہو جاوے اور کھل جاوے کہ اصل

مطلوب سدا ک ثانی پر موقوف ہی پس مثال مقصود
 کی یہہ ہی کہ ایک شخص ر عایا سے ہی کہ وطن اوسکا
 دار الخلاف سے دور ہی منصب بادشاہی کا شوق
 اوسکے دل میں جگہم پکرا اپنے مطلب یا بی کی طریق کو حضور
 بادشاہی میں منحصر جان کے حضور بادشاہی میں پہنچنے کی
 سعی اور کوشش کرنے لگا اور اصل مطلوب کو کہ مرکز
 خاطر ہی چھپا رکھ کے حضور ہی کو مطلوب اپنا اظہار کرتا
 ہی اور اصل مقصود کو بادشاہ کے حضور میں پہنچنے سے
 آگے مخفی اور چھپا رکھتا ہی اور واسطے ادون مفسدون
 کے کہ اظہار میں اوسکے لوگ وہم کرتے ہیں یا بالفاظ اس
 کے کہ ظاہر کرنے میں اوسکے فی الحال فایہ نہیں ہی اظہار
 کرنے سے اوسکے خاموش رہتا ہی پس منزل مقصود
 میں پہنچنے کے لئے تدبیر سفر کی کرے گا اور رستے اور
 رفیق کے حال اور مزاون کے نام کو تفتیش کر کے سیدھی
 راہ تھہرا کے اسباب سفر کو جمع کرے گا اور بعد جمع لانے
 اسباب کے خویش اور تبار سے رخصت ہو کے
 اور وطن اور دیار کو چھوڑ کے ادون سب کی محبت کو دل

سے قطع کر کے اور سبھون کو پس پشت دال کے راہ کا تاشہ دے کرے گا اور اٹنا سے راہ میں دھنہ بائیں راہ کے شہرین اور باغین اور نہرین اور عجایب اور غرایب چیزیں کہ کبھی دیکھا نہ تھا نمودار ہونگے کسی غرض کے واسطے مثل سیر اور تاشے اور دریافت کرنے احوال اد میں اور شہرون کے اور حاصل کرنے تجربہ سفر کے اد نہیں شہرون اور غیرہ کی طرف متوجہ ہو گا اور راہ راست سے انحراف کر کے درنگی راہ کو اپنے دل پر گوارا کرے گا اور دور دور نہیں ہی کہ اس حالت میں ایسا سیر اور تاشے اور سیاحت میں مشغول ہووے کہ اپنے مطاوب کو بھول جاوے یا یہ کہ یا جو دیا درکھنے کے منزل مقصود میں نہ پہنچے تمامی عمر کو اپنے اسی سیر اور سپاٹے میں برباد دیوے اور اتنا تو مقرر ہی کہ بعد گزرنے مدت دراز کے بڑی سختیوں کے ساتھ منزل مقصود میں پہنچے گا * اور اگر راہ راست سے منحرف نہیں ہوا اور منزل سیدھی راہ کو طی کرنے لگا تو البتہ آثار اور علامات دار الخلافت کی روز بروز نمودار ہو کے مزہ قرب اور حصول مطلب کا کان میں ادا کے

پہنچیکا اور جسدِ نزدیک تر ہو گا آثار خاص دار الخلافت کے مثل فیل خانے اور رشتہ خانے اور اصطبل کے نمودار ہو گئے یہاں تک دار الخلافت میں پہنچ کر ایک وجہ سے مقصدِ یابی حاصل کر کے مظہر میں ہوا اور ماندگی سفر سے آرام اور استراحت میں پہنچا بعد اوسکے کہ دیوان خاص میں پہنچا اوس مکان کو تجمل اور آرایش کی نظر کر کے حسب حال فخر اور اجلال اور شوکت اور اقبال شاہی کے پاکر حقیقتِ سلطنت سے حاکی یعنی حکایت کرنیوالا پایا اور بعض وجہ سے حضوری میں پاؤ شاہ کے فایز ہوا پھر حضوری میں پاؤ شاہ کے پہنچ کر مقصودِ اولِ ظاہری میں داخل ہو کے مقصودِ ثانیِ اصلی کے حصول کی طریق میں تجسس کر کے گاسو مطلوبِ اولِ سلوکِ اول کا منتہا ہی اور طریقِ حصولِ مطلوبِ دوم کا سلوکِ ثانی ہی اور اس تمثیل کی مطابقتِ سلوکِ اول پر ابتدا سے انتہا تک ظاہر ہی کیونکہ تجسس اور تلاشِ مرثہ اور طریقہ کی اولیاء اللہ کی طریقوں میں سے پہنچتے تک کسی مرثہ کے پاس اور معین کرنے تک کسی طریقہ کو بمنزلہ تفتیش کرنے کے حال رفیقوں کے

اور راہوں کے اور معین کرنے ایک کے ادن سمیعوں
 سے ہی اور ذکر جہری ہو یا سری زبان سے ہو یا لطیف سے
 یا سلطان الہ کر سے بہ منزلہ جمع کرنے اسباب سفر کے ہی
 او خورش اور خاندان اور وطن اور دیار کو چھو رہا ہے
 منزلہ شغل نفی کے ہی اور بائیں دہنے کا جھکنا بمنزلہ استغراق
 کے ہی کثرت توحید صفاتی میں اور احیانا توحید صفاتی کے
 وقایع میں ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ ذات بحت میں مانے
 سے غافل ہوتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ باوجود زیاد
 واست وصول کے اوسے وقایع اور رویداد میں رہ جاتا
 ہی اور اوسے نہیں لگتا اور دشواری کے ساتھ
 دیری سے البتہ پہنچنا ہو گا جو شخص کہ اپنے ہمت کے موہم
 کو توحید صفاتی سے باز رکھتا ہے سو راہ راست پر منزل مقصود
 کے بدون انحراف کے چلتا ہے اور آثار اور علامات
 وار الخلافت کے بمنزلہ ذات بحت کی نورانیت کے
 پردہ کے ہیں اور وہ ہزاروں ہیں اور پچھلا پردہ بمنزلہ
 دیوان خاص کے ہی اڈر وہ نسبت بے رنگی ہی اور
 چونکہ ذات مقدس حضرت حق جل شانہ کی بیچون و بیچگون

ہی اور یہ حجاب اس ذات پاک کے ساتھ زیادہ
 خصوصیت رکھتا ہی اس واسطے نہایت لطیف بے
 کیف ہی اور اس واسطے اسکا نام بیرنگی ہو اور معلوم
 کیا جائے کہ پردے نورانیت کے ملے ہوئے ایک دوسرے
 کے ساتھ نہیں ہٹن بلکہ ہر ایک پردے دونوں جانب
 سے ایک حد معین رکھتے ہٹن کہ اس حد تک علاقہ اوس
 پردہ کا ہی اور مثال اوسکی پادشاہی مکانوں کے
 دروازوں کے پردے سے معلوم کرنے سکتا ہی مثلاً جو پردہ
 کہ راہ میں دیوان خاص کے ہو گا علاقہ اوس پردہ کا دونوں
 جانب سے حد معین تک ہو گا اور خادم اور دربان لوگ
 اوس حد کی نگہبانی کے متکفل ہونگے اور آنے والے کو
 اس حد کی اجازت یا ممانعت سے آگاہ کریں گے اور آنے
 والے کو دوسرے حد تک اپنی اجازت کے ساتھ پہنچا
 دیں گے تاکہ اندر دیوان خاص کے نگہبان اس آنے والے
 کو اجنبی نہ معلوم کریں اور آنے والے اس کے فراہم نوین اور
 دیہات کے صحرا کی حدیں اطراف اور جوانب سے بھی
 مثال اسکا ہونے سکتا ہی پس نسبت بیرنگی کو اسی

وضع پر ممتد یعنی دراز تصور کیا چاہئے اور مثال مذکور
 میں ابتدا اوسکا دار الخلافت سے سمجھا چاہئے کیونکہ
 خصوصیت دار الخلافت کی بھی بادشاہ کے ساتھ پر ظاہر
 ہی اور لیکن انتہا نسبت پیرنگی کی سو مشاہدہ اور
 اصل ہونا ذات بحت میں ہی یہ ہی تطبیق تمثیل کی
 سلوک اول پر ابتدا سے لے کر انتہا تک اور لیکن تمثیل
 ساوک ثانی کی پس وہی شخص بعد پہنچنے کے حضوری
 میں بادشاہ کے ہر گاہ چاہے کہ کسی خدمت اور کسی
 منصب کے حاصل ہونے کی اور ملازمان شاہی میں منسلک
 ہونے کی سعی اور کوشش عمل میں لاوے اوسکو لازم
 ہی کہ حصار دربار کو ہر گاہ سے لیکر وزیر اعظم تک اپنے
 سے راضی کرے تاہر وقت حاجت کے کلمہ خیر زبان سے
 ان کے حضور میں بادشاہ کے صادر ہوے اور ہر یک
 حسب مرتبہ اپنے سعی اور سفارش کریں اور مرضیات
 میں بادشاہ کے بہت سرگرم اور چالاک رہے اور آمد
 و رفت میں دربار کے اور سیر و شکار کے اور ملاقات
 میں حصار دربار کے سستی اور غفلت نہ کرے مبادا اوس

دربار میں گاہلی کے داغ سے داعدار ہو کے نظرا اعتبار سے
 گر کے لایق حضور بادشاہ کے نہ رہے اور یہ معنی اوس
 مقام سے اوس کے نکلوانے پر منجر اور باعث نہوا اور بھی
 خبردار ہوا چاہئے کہ ارضایعی راضی کرنا حسب مرتبہ کے
 متفاوت ہوتا ہی راضی کرنا اوس کا جب تک اپنے
 وطن میں تھا اسیتد رہی کہ چوری اور قزاقی اور سرکشی
 اور مانند اسکے عمل میں نہ لاوے اور اگر مال گزار
 ہی تو مال واجب سرکار کا بلا حیلہ اور تکرار کے ادا کرتا
 رہے اور جب کہ اس مقام میں پہنچے تب ارضایعی
 راضی کرنا اوس کا یہ رہی کہ حقوق کی رعایت اور آداب
 اور تنظیمات شاہانہ جیسی چاہئے بجالاتا رہے اور مال
 خطیر کے بدل کرنے اور خرچنے کو اوس مقام والوں کی
 رضامندی میں مثل گذراننے نذر اور تواضع کے اور
 دینے ہئے اور تحایف کے برابر گھاس کے شمار کرے
 اور ان کی رضامندی کو جان اور مال سے اپنے بہتر معلوم
 کرے اور حاضر باشی کے بھی مرتبہ ہین مثلاً رہنے والے
 دارالخلافہ کے سن وجہ یعنی بعض وجہ سے سلطنت

میں حاضر ہیں اور حاضران قلعہ خاص کے ان سے اوپر اور ملا زمان خاص دیوان خانہ کے ان سے برتر اور جو لوگ خدمت میں مستعد در اور دیوار کے پیچھے کھڑے رہتے ہیں ان سے زیادہ تر اور جو لوگ روبرو رہتے ہیں ان سے فوق تر اور جو شخص اپنی نگاہ کو بادشاہ کے چہرے پر چکی لگا کر حضور میں کھڑا ہو کے دوسرے جانب ہرگز نہیں تاکتا ہی سب سے بالاتر پس ان مرتبوں سے اعلیٰ مرتبے کو اختیار کر کے اوس قدر ہمیشگی کرے کہ دل میں بادشاہ کے ایک الفٹ اوسکے ساتھ پیدا ہوا اور قدر اور وقعت اوس شخص کی دل میں بادشاہ کے جگہ پکڑے اور بادشاہ کو معلوم ہو کے کہ یہ شخص نہایت محب اور فدوی میرا ہی اور اسی وسیلہ سے اوسکو اوس مقام کی اقامت یعنی تھہر نامی سر آیا کیونکہ ہر گاہ ہمیشہ بادشاہ پر نگاہ لگائے ہوئے رہے گا اور التفات بادشاہ کی جو اوسکے طرف ہی اہل دربار کو معلوم ہوگی اور خود اہل دربار بھی اوس سے رضامند رہینگے رہنے کو اوسکے اوس مقام میں جایز رکھینگے بعد اطمینان کے رہنے سے اوسمقام کے اوسکو

لازم ہی کہ علی الدوام حاضر رہے بادشاہ کے چہرہ کو جیسا چاہئے خور اور تان سے ملاحظہ کرتا رہے اور وقایع اور اخبار کہ دربار میں گزرتے ہیں اوسکو بھی سن کے بادشاہ کے چہرہ کی حقیقت کو کہ بعد ہر خبر خوش کے یا ناخوش کے کیونکر متغیر ہوتا ہی وقت اور باریکی کے ساتھ نظر دوبا کر دریافت کر کے متغیر ہونے کی وضع کو اپنے قوت حافظہ میں رکھے اور بعد ہر تغیر کے جو حکم انعام یا تعذیب اور سزائے کا یا صلح اور جنگ کا یا بند دست کا حضور سے بادشاہ کے صادر ہوئے اوسکو بھی دریافت کرے اور اس وقایع اور اخبار میں سارے کام چھوٹے اور بڑے کو نگاہ رکھے خوش خبریوں میں ایک ذلیل غلام کی صحت سے لیکر خوش خبری صحت وزیر اعظم تک اور بری خبروں میں ایک چارپائے کے مرنے سے لیکر وزیر اعظم کے مرنے تک اور علی ہذا القیاس ایک کیمبر کے گرفتار ہونے سے لیکر دشمن زور اور صاحب ملک اور شکر کے گرفتار ہونے تک اور میدان دور دراز میں ایک بیٹے کے لوٹے جانے سے لیکر قلعہ خاص پر دشمن کے ہجوم لانے تک * حاصل کلام

سبھوں کے احاطہ کرنے کا قصد کرے اور بہتیری چیزیں ہوتی ہیں کہ اوس پر ایک جزایا یا سزا مرتب ہوتا ہی اور اوس تغیر کے سبب سے چہرہ بادشاہ کا متبادلت نہیں ہوتا ہی پس نہ معلوم کرے کہ ہر خبر اور واقعہ میں ایک تغیر جد اگانہ ہوگی بلکہ اگر دو بار تغیر چہرہ کو یکساں پاوے تو معلوم کرے کہ یہ دو دنوں خبر ایکساں ہیں اور اسکے جزایا سزائیں کچھ تفاوت نہیں اسی عمل کو ہمیشہ برابر کیا کرے تاکہ اوس کے ذکا اور فطانت کے موافق بادشاہ کی مرضی شناسی کا ملکہ اور سمیٹ پیدا ہو اور مراد پر بادشاہ کے وقایع اور سانچے میں آگاہ ہوے اور یہ آگاہی اوس حد کو پہنچے کہ تغیر چہرہ سے مراد بادشاہ کا خلاف لغوی معنی اصلی کے کہ کلام میں بادشاہ کے ہی اوس کے دریافت میں آوے مثلاً کبھی بادشاہ فرماتا ہی کہ خدمت گزار ہی اس چور کی بخوبی چاہے کرنے اور غرض وہ ہی کہ اس کو کما حقہ تعزیر کیا چاہئے اور ہر گاہ ملکہ مرضی شناسی کا حاصل کر سکے کسی کام کو سلطنت کے کاموں سے سرانجام کریگا عنایت شاہی دو نادون زیادہ سابق سے اوس پر خوش بین آویگی

اور سعی اور سفارش اہل دربار کی مددگار اسکے
 رہیگی لہذا بادشاہ کسی خدمت اور منصب پر اسکو نوازے گا
 اور اصل مقصود میں اپنے جسکے لئے یہ سب رنج اور
 محنت اور شیب اور فراز کھینچا تھا انشاء اللہ تعالیٰ فائز
 ہوگا اور بعد اسکے حسب حال اپنے اوسى خدمت پر
 سدا رہے گا یا ترقی کر کے ایک منصب سے انتقال کر کے
 منصب اعلیٰ میں پہنچے گا ایسا ہی حال دوسرے سلوک
 کا * ساک کو لازم ہی کہ بعد پہنچنے مشاہدہ کے مرتبہ میں
 اور تمام کرنے سلوک اول کے سلوک ثانی کرے اور اختیار
 کرنا عزائم شرع کا مورا ت اور منہیات کے باب میں
 اس سلوک کے لوازم سے ہی اسکا بیان وہ ہی کہ اتباع
 شرع شریف کا ایمان کو لازم ہی اور ساک کو لازم
 ہی کہ ہمیشہ شرع شریف کا تابع رہی اور شرع مقدس
 کے کمال اتباع کے ساتھ سلوک اول کو تمام کرے اور
 سلوک ثانی میں عزائم شرع کو جیسا چاہئے مضبوط پکڑے اور
 یہ عزیمت کبھی دل سے ہوتی ہی اڑ کبھی ہاتھ پانوں سے
 مثلاً ادب مصحف کا اس قدر کہ بے وضو نہ چھوئے شرع

شریف کلازم ہی ہر مسلمان کو چاہئے کہ لیے و غنومس
 نگرے یعنی نچھوے اور سلوک ثانی کے سالک کو آداب
 برہمہ کر چاہے اور وہ یہہ ہی کہ مصحف لینے کے وقت
 دوسرے کام کی طرف متوجہ نہوے اور ادب کی نشست
 بیتھے اور دل میں اپنے کلام الہی کی عظمت کو حاضر کو کے اور
 مصحف کی عظمت کی طرف اس سے انتقال کر کے اپنی
 ادناپن اور ذلت کو خیال کر کے اس نعمت عظمیٰ کی قدر
 کو پہچھانے کہ مجھ بیچارہ ذلیل اور خسیس کے ہاتھ میں
 یہ چیز منظم اور پاک محض خدا کے فضل سے پہنچا ورنہ آپ
 ہرگز لیاقت اس نعمت کی نہ رکھتا تھا میں اور اس قسم
 کی تصور سے سینہ اور کا خوشی سے مالا مال ہوئے اور
 کمال عظمت مصحف کی اور کی آنکھوں میں چوبھی رہے
 اور یہ معانی اگر خود بخود ذہن میں آسکے آوے تو سب
 سے ادنیٰ اور اصل نہ عاہی والا تکلف سے اس معانی کو
 ذہن میں اپنے جماوے اور علیٰ ہذا القیاس عظمت ہر
 سورہ کی سمجھے اور شافع ہو ناہر سورہ کا حضرت حق جل شانہ
 کے حضور میں یاد لاوے اور عظمت نماز اور زکوٰۃ اور روزہ

اؤر حج اور جہاد اور سارے شعائر شرع کی اسی
 طور پر اعتقاد کرتا رہے اور اسی سے ہی تنظیم شرع
 شریف کی مطلقاً اور تعظیم کعبہ کی اور انبیاء کی اؤر رسولوں
 کی اؤن پر صلوٰۃ اور سلام اور بذل کرنا اور خرچنا اموال
 کا عظمت سے ہی اور اختیار کرنا طریقہ خیرات کا بقدر
 زکوٰۃ کے اپنے شریعوں کے ساتھ ہر مسلمان پر فرض
 ہی اور حضرت حق جانشین کی رضا میں اموال کا خرچنا وہ
 عزیمت ہی کہ سوا ک ثانی کے سالک کو لازم ہی اور اہتمام
 سارے نوافل کا مثل تہجد اور غیرہ کے بھی اسی باب
 سے ہی اور منہیات سے بچنے کو بھی دوسرے رنگ
 پر اپنے اوپر لازم شمار کر کے تاکہ صاحب عزیمت اور ارادہ
 والا ہو جائے مثلاً اگر زنا کا دوسوہ اوکے دل میں گزرے
 تو ایسا متنفرد ہو کہ گویا نجاست کو کھانے کے لئے اوکے سامنے
 رکھے بیٹن اور اسی پر قیاس کیا چاہئے سارے منہیات
 کو اور بھی اس سوک کے سالک کو چاہئے کہ انبیا اور اولیا
 بلکہ سارے مومنین کے حق ادا کرنے اور ان کی تعظیم
 کرنے میں کوشش بلیغ کرے کہ سب کے سب اوکے لئے

سفارش اور سعی کرین اور سعی اور شفاعت انبیا
 اور اولیا کی خوب ظاہر ہی لیکن سعی مومنین کی سودا
 خیر ہی پس دعا خیر کے توقع پر کہ اوستقام میں کار آمدنی ہی
 تقصد اور خاطر داری ہر مسلمان کی کرے اور سب حقوق
 اور تنظیم شرع شریعت کے عزائم کے اتباع میں گنا جاتا ہی
 چنانچہ قریب ہی معلوم ہو چکا ہی اور قرآن اور سورہ
 اور کعبہ اور نماز اور روزہ اور غیرہ سب شفاعت کا
 مرتبہ رکھتے ہیں سو سارے کو اپنے سے راضی کرے اور
 مرتبہ رضا کا اس مقام کے سابق کے بیان سے ظاہر ہوا اور
 اصل اور مدار اس سلوک کا مراقبہ وجہ اللہ ہی اور معنی
 وجہ اللہ کا لغت کے موافق حق تعالیٰ کی توجہ ہی بندہ کے
 طرف اور اس کو آثار سے اس کے دریافت کرنا چاہئے
 اور آثار اس کا بموجب اس کریمہ کے * فَاَیْنَمَا تَوَلَّوْا فَوَجَّهَ اللَّهُ
 یعنی جسطرف مومنہ کرو وہیں متوجہ ہی اللہ ہر جگہ موجود ہی
 مثلاً اگر بندہ آنکھ اور بینائی میں اپنے غور کرے تو بالیقین
 معلوم کرے کہ یہ نعمت عظمیٰ مجھ کو محض وجہ اللہ کی جہت
 سے ہی یعنی حق تعالیٰ اس کے حال پر متوجہ ہوا اور مومنہ

اوسکے طرف لایا کہ یہ نعمت اوسکو حاصل ہوئی والا یہ بندہ بیچارہ کسی وجہ سے اوس نعمت کی استحقاق نہیں رکھتا تھا اور نہ مانگا تھا اور اس نعمت کا تقاضا اور خواہش اصلاح اوسمیں مستحق نہوئی اور نہ کوئی حق تعالیٰ کے حضور میں اس نعمت عظمیٰ کے بخشنے میں سفارش اوسکا ہوا اور نہ اس در ماندہ محض نے کس چیز کے ساتھ توسل اور وسیلہ پکڑا سوا اس قسم کی نعمت عظمیٰ نہیں حاصل ہوئی مگر محض فضل شاملہ اور رحمت کاملہ سے اوس جل شانہ کے اور علیٰ ہذا القیاس ہزار ان ہزار نعمت ہی اور ہر نعمت کا ہی حال ہی بلکہ حقیقت میں جو چیز کہ عالم میں موجود ہی اگر بخوبی اوسمیں غور کیا جائے تو ظاہر ہوے کہ ساری چیزیں حق میں اس بندہ کے ایک نعمت جلیل القدر ہی پس ہر چیز آسمان اور قرشتے سے لیکر کورے اور کرکت تک اوسکی نعمت ہی اور اوسکی کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہی باوجودیکہ استعداد اور سعی اور خواہش کو اوسکے اصلا اسمیں دخل نہیں ہی پس نعمتوں میں اللہ کے خوض کرے اور ہمیشہ پیش نظر

اپنے رکھے کہ رحمت الہی اوس مرتبہ مین کہ شکر ادا سکا ہو
 نہیں سکتا ہی بلا سبب اور بلا جہت حال پر ہمارے متوجہ
 ہی اور سارے خالق اللہ اوس رحمت سے فایض
 ہیں کوئی شخص ایسا نہیں ہی کہ جس میں نعمتیں بہت
 ساری موجود نہیں ہیں اور اگر ایسا شخص ہوئے کہ سبب
 کثافت طبع کے ایسی نعمتوں کو اپنے مین لپیٹ کر نہ سکے
 تو چاہئے کہ اپنے غیر مین لپیٹ کرے اور سب سے اعلیٰ اور برتر جناب
 رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پس حالات کو
 اوس جناب کے پیدا ہونے کے وقت سے بلکہ جس وقت
 سے اپنے ما کے پیرت مین رہے اوس وقت سے لیکر آخر تک
 یاد کرے کہ ایسی نعمتیں جلیلہ بے گنتی اور شمار محض دریامے
 بیکنار رحمت الہیہ سے کس قسم بلا درخواست اور دعا
 اور بے استحقاق اور استعنا کے اور بغیر سعی اور سفا
 رش کسی کے کیونکر اوس جناب پر فایض ہوتی تھیں بمجہد
 پیدا ہونے کے کس قسم کی برکتیں اور عنایتیں اوس
 جناب کے وجود باوجود پر منظم کیا کہ وہ برکات شامل حال
 ایک جماعت کثیرہ کے ہوتی تھی اور موجب محبت اور

اعتقاد کا ہوتا تھا اور یہ نعمتیں کہ لڑکائی اور چھوٹ پن میں
 اور حضرت صلعم پر فایض ہوتی تھیں دوسری نعمتوں کے
 قیاس کر بہت اسان امر ہی چند ان وقعت نہیں رکھتی
 ہیں باوجودیکہ اپنی ذات میں نعمتیں جلیل القدر ہیں حاصل
 کلام ایسی نعمتیں جلیلہ کو تصور کر کے کہ یہ سب بلا سبب
 اور بلا وجہ محض رحمت کاملہ ذاتہ سے حضرت حق تعالیٰ کے
 ہی جب کہ وجہ اللہ بندہ کی طرف ہوتی ہی تو اسی قسم
 کی انعامیں کھائی ہوئی بلا استحقاق اور بغیر دعا کے بن مانگے
 فایض ہوتی ہیں سو خلاصہ معنی وجہ اللہ کا ایک شان ہی رحمت
 الہی کی شانوں میں سے کہ بلا سبب اور بے جہت اور
 بے سابقہ استحقاق کے اور بے استدعا اور دعا کے اور
 بغیر شفاعت اور وسیلہ کے انعامات کثیرہ اور جلیلہ کی
 مقتضی ہوتی ہی اور مراقبہ وجہ اللہ کا ملا حظہ اسی شان کا
 ہی اور اصل اور انعاموں کا موجود اور ہست کرنا ہی
 پر وہ نیستی سے اور یہ منفی وجہ اللہ کا عام اور شامل ہی
 تمام موجودات کو لیکن یہ جہت تفاوت اور تفوق بعض
 کے بعض دوسرے پر انعام کی وجہوں میں بہ نسبت

ہر کسی کے معنی وجہ اللہ کا علاحدہ ہوتا ہی اور گمان نکر میں کہ اس صورت میں حق تعالیٰ کے فعل میں عبث لازم آدینگا اور عبث جو ہی سو سفاهت اور نادانی ہی اور خدا کی ذات اس سے منزہ اور پاک ہی اس واسطے کہ حکم یعنی حکمتیں اور افعال الہیہ کے مصالح یعنی مصلحتیں دوسری چیز ہی اور ابستحقاق اور استہداس شخص کی جسر انعام ہوتا ہی دوسری چیز ہی اگر فی الواقع حکم اور مصلحتیں منظور ہیں تو پیدا ایش میں مطابق اشیا کے ہی اس شخص کے ساتھ کچھ خصوصیت نہیں ہی مثلاً پیدا کرنا رباب دانش اور صائب کمال کا بنظر حکمت اور مصاحت کے ادس حکیم حقیقی کو منظور ہی لیکن علم اور دانش اگر اس شخص کو نہ دیتا اور غیر کو اس کے عطا فرماتا بلکہ حیوانوں میں یہ کمال دیتا تو کوئی شخص اور کوئی امر ایسا نہ تھا کہ خدا جاشانہ کے ہاتھ کو اس طرف سے باز رکھ کے اس طرف متوجہ کرے اور اس نعمت کو ان کی طرف پہنچا دے سو محض عنایت اور نری رحمت اس کی ہی کہ ہر شخص کو کھلی ہوئی بہتیری انعامات کے ساتھ نوازا ہی

اور اکثر نعمتوں سے ہر ایک کو تخصیص فرمایا ہی اسی
 شان کو کہ چشمہ خدا کی رحمت کا ملہ کالالغرض ہی وجہ
 اللہ بولتے ہیں اور آثار وجہ اللہ کی تمام ظاہر اور باطن کی
 نعمتیں ہیں کہ لالغرض خالص ہوئی ہیں اور وجہ اللہ اسی آثار
 سے پہچانا جاتا ہی اور مقابلہ اسکے وجہ العبد ہی یعنی مونہ لانا
 بندہ کا طرف خدا عزوجل کے اور بیان اور سکا یہ نہی کہ ہر
 بندہ خواہ پست ہمت ہو خواہ عالی ہمت کسی چیز کے
 حاصل کرنے کے لئے خدا کی عبادت کرتا ہی اور حکمون کو
 بجالاتا ہی لیکن پست ہمت سود و زخ کی در سے اور
 بہشت کی لالچ سے اور لیکن عالی ہمت سو خدا کے پاس
 عزت اور وجاہت حاصل ہونے اور مقبولون کے زمرہ
 میں داخل ہونے اور ملازمان خاص کے سک میں پروئے
 جانے کی تمنا سے ہر چند دوزخ سے بچنا اور جنت کے
 درجات میں پہنچنا بر تقدیر حاصل ہونے عزت مذکورہ کے
 یقیناً مترتب ہوتا ہی بلکہ اوسکے آثار اور توابع سے
 ہی لیکن بلند ہمتوں کو ان امور کے طرف التفات نہیں
 ہوتی ہی بلکہ آرزو ان کی خاصوں میں داخل ہونا ہی اور

س ضرر دل میں ہر اکب کے اون دو فریق سے ایسے
 اُنت اور الفت اپنے خالق کے ساتھ پیدا ہوتی ہی اور
 و نودن برہم قی جاتی ہی یہاں تک کہ حق میں بعض بندوں کے
 شہ شہ سارے مراتب ارزو اور طمع اور خوف کے
 دل سے اوسکے فراموش ہو جاتے ہیں اور محبت اور
 الفت خدا کی ایسا دل میں اوسکے مستحکم اور مضبوط ہوتی
 ہی کہ حکمون کو بجالاتا ہی اور حاصل ہونا کسی مرتبہ کا اور
 کسی ثواب کا مثل قرب اور جنت کے ہرگز خیال میں اوسکے
 نہیں گذرتا ہی ہرچند حاصل ہونا عزت اور اعتبار کا اوسپر
 یقینی ہی جیسا کہ حاصل ہونا ثواب کا بر تقدیر حاصل ہونے
 عزت اور اعتبار کے اوسپر یقینی ہی سو لیکن ادا کرانے
 میں حکمون کے دل سے اوسکے عزت اور اعتبار کے حصول
 کا تمنا اور ثواب کا تصور بالکل جاتا رہتا ہی اور ایسا ہی
 منہیات سے پرہیز کرتا ہی اور صرف منع کو اوس تعالیٰ
 کے ملحوظ رکھتا ہی ہرچند محفوظ رہنا رسوائی سے ملا اعلیٰ
 میں اور گرہ پڑنے سے اہل عزت کے مرتبے سے اور محفوظ رہنا
 دوزخ کے عذاب سے مقرر اوسپر مترتب ہوتا ہی

لیکن اس بندہ کو ہرگز خیال نہیں ہی صرف رضا اور نارضا
 حق تعالیٰ کی اوسکو مقصود ہی اور یہہ جو جانتا ہی کہ بجالانے
 میں امرحق کے خدا کی رضا ہی تو اوسکی رضا کو بہتر ہزاروں
 طرح کی ترقیات سے قرب اور عزت کے مدارج میں اور
 جنت کے ثواب کے درجوں میں حق میں اپنے شمار کرتا
 ہی اور ہر گاہ نارضا مندی اوس تعالیٰ کی کسی کام میں تصور
 کرتا ہی تو اوس نارضا مندی کو بدتر ہزاروں رسوائی سے
 یعنی گر پڑنا اہل عزت اور اعتبار کے مرتبے سے اور داخل
 ہونے سے زمرہ میں ذلیلوں کے بلکہ ہزاروں عذاب
 سے دوزخ کے ملامت کرتا ہی پس جیسا کہ وجہ اللہ خدا کی
 رحمت کا بندہ کیطرف لالغرض متوجہ ہونا ہی ایسا ہی
 وجہ العبد رولانا ہی بندہ کا خدا تعالیٰ کی طرف محض اوسکی
 رضامندی کے لئے نہ تو کسی عزت اور دجاہت کی تمنا
 رکھتا ہی اور نہ جنت کے ثواب کے حصول کا توقع اور
 نہ عذاب سے دوزخ کے پچنے کا امید چنانچہ ایسی مضمون
 کا اشارہ ہی ان آیتوں میں ✽ اَلَمْ يُجِدْكَ يَتِيْمًا فَاَوْحٰى
 وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰى ✽ کیا پایا

بھکومتیم پھر جگہ دیا اور مایا بھکومت گمراہ پھر راہ
 سو جھایا اور پایا بھکومت مفلس پھر تو نگر کیا یہ تینون آیت
 اشارہ ہی وجہ اللہ پر اور تین آیت اخیرہ اشارہ
 ہی وجہ العبد پر اور جب وجہ اللہ کو آثار سمیت اور
 وجہ العبد کو پہنچا نا سو طریق وجہ العبد کے مراقبہ کی یہہ ہی
 کہ اپنی نظر کو اوسکس شان کی طرف کہ منشای رحمت
 لا لغرض گا ہی متوجہ کرے اور ہمیشہ اپنی نگاہ اوسکی
 طرف کر کے زبان حال اور قال سے التجا اور سوال
 کرے کہ بار خدایا جب اس قدر بری بری نعمتیں مجھ کو اور
 میرے غیر کو بے استحقاق اور استدعا کے تو نے مرحمت
 فرمایا پس فلا نی نعمت عطا فرما ہر چند بری بھاری نعمت
 ہی اور میں نہایت نالایق اور عاجز لیکن انعام عام کو تیرے
 کچھ نہیں چاہتا ہی اور موقوف کسی امر پر نہیں ہی اور
 یہہ مراقبہ کبھی بلا جہت ہوتا ہی اور کبھی کسی جہت
 کے ساتھ فوق اور تحت سے یعنی اوپر اور نیچے سے موافق
 تو وجہ باطنی مراقبہ کرنے والے کے متصور ہوتا ہی اور اس مراقبہ
 کے سبب سے عنایت خاصہ حق تبارک و تعالیٰ کے

جانب سے مراقبہ کرنے والے کے حال پر متوجہ ہوتی ہی اور
 عنایت خاص کی ایک صورت خاص ہوتی ہی مثل
 خلقت حضرت آدم کے یا وہ کہ تمام مخلوق حق تعالیٰ کی
 قدرت سے پیدا کیا گیا لیکن جب عنایت خاص پیدا کرنے
 میں حضرت آدم کے مصروف ہوئی تب صورت خاصہ
 اس کی ظاہر ہوئی اور اسی خصوصیت پر اشارہ ہی
 حق تعالیٰ کے قول میں کہ ﴿ خَلَقْتُ لَّيَلًى ﴾ یعنی پیدا کیا ہمیں
 اپنے ہاتھوں سے اور ایسا ہی حضرت ختم المرسلین
 کی خصوصیت ہی معراج کے ساتھ اور اختصاص حضرت
 موسیٰ کی کوہ طور پر کلام کرنے کے ساتھ اور اسی
 عنایت خاصہ کے سبب سے بارگاہ ایزدی کے عظام زیادہ
 ترادس سے راضی ہوتے ہیں اور وہاں مقام کرنے میں
 مانع نہیں ہوتے ہیں اور عزت اور وقار کے ساتھ اوس کو
 جگہ دیتے ہیں پس اس مراقبہ کو ساتھ التزام عزائم شرع
 شریف کے اور ساتھ راضی رکھنے عظام سے بارگاہ الہی کے
 ہمیشہ برابر کیا کرے اور یہہ بمنزلہ راضی رکھنے اہل
 دربار کے اور ملاحظہ کرنے چہرہ بادشاہ کے ہی لیکن

بادشاہ کو سبب جہل کے کہ بشریت کلازم ہی حال
 اور مال پر کسی کے اطلاع نہیں ہوتی اس واسطے باوجود
 حاضر باشی اور خوشنودی خاطر بادشاہ کے اس شخص
 سے بحر تجویز حاضر رہنے کے کسی منصب پر بد طینتی اور
 خیانت اور خباثت کے اندیشہ سے اس کو نہیں نواز
 تے ہیں تاکہ بعد گزرنے ایک زمانہ کے خوبی جبلی اس کی
 تجربہ میں آوے اور اس کے طرف سے امن حاصل ہو سکے
 بخلاف عالم الغیب کے کہ علم اس کا ظہر اور باطن کو ہر کس
 اور ناکس کے گھیر رکھا ہی اس کو سب بارگاہ میں بخود
 اس بات کے کہ مراقبہ وجہ اللہ کا بندہ سے بخوبی سرانجام
 پایا اور جیسا چاہئے درست اور تھیک ہوا اور مقبول
 بارگاہ ایزدی کا ہوا اور حقیقت باطن کی اپنے بندہ کی
 اس بارگاہ میں خوب ہویدا اور پیدا ہی پس وہ اور
 پاک ازل کی ازل میں ہر مومن کا نصیبہ مقدر ہوا اس کو
 مرحمت فرماتے ہیں اور وہ نور عقل کا تخم ہی اور عقل
 و رخت اس کا ہی اور ایمان پھل اس کا اور یہ آیت یعنی
 ﴿وَبَنَّا آدَمَ لَنَا نُورًا﴾ ای رب ہمارے پورے نور کو

ہمارے اسی نور کا اشارہ کرتی ہی سو اس وجہ اللہ کے مراقبہ کرنے والے کو وہ نور مثل ستارہ روشن اور تابان کے دور سے ظاہر اور نمایان ہوتا ہی اور آہستہ آہستہ نزدیک ہوتا ہی یہاں تک پیشانی پر سجدہ گاہ کے مقام پر پہنچے تمام بدن میں پھیل جاتا اور گھس جاتا ہی مانند نور بصری کے جو رنگ اور روشنی کو دریافت کرتا ہی خاصہ اوس نور کا حق تعالیٰ کی مرضیات کو دریافت کرتا ہی مانند شجاعت کے کہ جنگ کے انصرام کے لئے مخلوق ہی اور سنّت کے کہ خلائق کے نفع پہنچانے کو مجبور ہی یہ نور واسطے دریافت کرنے رضا اوس تعالیٰ کے ہی اور طریق اوسکی وہ ہی کہ ہر گاہ قصد کسی کام کا کریگا یا کسی امر کے طرف متوجہ ہو گا ایک تغیر نمایان اوس تجلی میں کہ اوسکے کمال کے محاذی ہی ظاہر ہو گی اور اس قسم کی تغیر ہو گی کہ اوس سے رضایانہ رضا کو سمجھنے سکتا ہی بعض شخص ایسے ہوتے ہیں کہ معاملہ الکا قلب سے تجاوز کر کے انکو اوسکی راہ سے رضایانہ رضا پر آگاہ کرتے ہیں مثلاً جب قصد کرتے ہیں کہ کوئی کام عین کو عمل میں لادیں اگر رضا اوسکے

سانچہ متعلق ہی تب بشت اور شگفتگی دل میں
 ان کے اور زیادہ رغبت اور کام کے طرف دل میں
 ان کے پیدا ہوتی ہی اور اگر نارضا مندی اور سپر متعلق
 ہی تب ملال اور بستی اور نصرت اور گریز لاحق حال
 اور ان کے ہوتی ہی اور وہ لوگ کہ حال انکا قلب سے تجاوز
 کیا ہی اور بلند اور برتر مقاموں میں پہنچے ہیں سو وہ رضا یا
 نارضا کو حق تعالیٰ کے بسبب حادث ہونے تغیرات کے
 تجلی میں کہ وہ محاذی ان کے کمال کے ہی دریافت کرتے
 ہیں اور یہ تغیر کہ تجلیات میں پیدا ہوتی ہی ذات پاک
 حق جل و علی کی اوس سے پاک اور مبرا ہی اوسکی
 تفصیل یہ ہی کہ آثار عامہ کہ ذات پاک بیچون اور بیچگون
 سے صادر ہوتی ہی اوس آثار میں تغیر اصلاً نہیں ہوتی ہی
 جیسا کہ ✽ اَلَا نَ كَمَا كَانَ ✽ وصف اوسکی ہی ویسا ہی
 بہ نسبت اوس آثار کے ایک وصف پر ہی کیونکہ ازل
 سے اب تک کبھی اوس میں تغیر اور تبدیل نہیں ہی لیکن
 امور خاصہ کی نسبت کہ پس ایک طور کی تغیر ہوتی
 ہی مثال اس تغیر اور عدم تغیر کی آفتاب ہی آفتاب

ایک وضع پر اور ایک جا پر ہی اور آثار عامہ اور
 حسب استعداد اور لیاقت اشیا کے نہایت مختلف ہوتے
 ہیں اور یہ اختلاف آفتاب کی ذات یا وضع یا مکان کے
 اختلاف کو مقتضی نہیں ہوتی ہی اور روز قیامت میں اثر خاص
 اس سے مطلوب ہوگی اس واسطے وضع اور مکان
 اس کا متبدل ہوگا اور اہل محشر کے سر کے قریب
 پہنچیکا ایسا ہی واسطے ظاہر ہونے آثار خاصہ کے متبدل
 اور تغیر ہوتی ہی اور تغیر اور متبدل اس کی ذات پاک
 میں نہیں ہی اس کی شان برتر ہی اس سے بلکہ اس کی تجلی
 کی صورت خاض ہوتی ہی اس صورت میں تغیر ظاہر
 ہوتی ہی اور یہ تغیر اس کی ذات میں نہیں ہی اور تمثیل
 اس کی انسان ہی کیونکہ جو چیز کہ من کر کے بدلا جاتا ہی
 جسکی ہندی میں ہی یہ جسم غضری یعنی جو آب و آگ و
 باد و خاک سے مرکب ہی نہیں ہی کیونکہ بعد مرنے کے جسم
 موجود رہتا ہی اور جو احکام کہ انسان پر مرتب ہوتا تھا سب
 تبدیل ہو جاتا ہی پس حقیقت انسانی کہ لفظ من کر کے
 مشار الیہ ہوتا ہی بواسطہ اس جسم غضری کے مخفی

ہوا اور اوس کے ساتھ وہ اتحاد پیدا کیا کہ جو معاملہ جسم پر ہوتا
 ہی اوس حقیقت انسانی کے ساتھ نسبت کیا جاتا ہی
 مثلاً کہتے ہیں کہ زید کے نزدیک گیارہین اور ملکر اوس سے
 بیستھامین اور اوس کو ایسا دیکھا گیا مین اؤرجب انسان مر گیا
 باوجود باقی رہنے جسم کے اپنی حالت پر احکام مذکور سے
 کوئی حکم اوس جسم پر نہیں سکتا ہی کہ لے اوس وقت
 کوئی نیکہ گا کہ زید کے نزدیک گیارہین اؤرجب ملکر اوس سے
 بیستھامین ایسا ہی ذات منزہ اوس بیچون اور بیچگون کی
 کسی صورت اور لباس میں دھک کر نمایاں ہوتی ہی اتنا
 فرق ہی کہ حقیقت انسانی کسی جسم کے ساتھ مقید ہوتی
 ہی اس واسطے نہیں سکتی ہی کہ دوسرے جسم کے واسطے
 سے اپنے احکام کو جاوہر کر کے اور حضرت حق جل شانہ
 کسی صورت کا مقید نہیں ہی اپنے اطلاق پر باقی ہی یعنی
 مقید نہیں ہی جس صورت میں کہ چاہتا ہی کلام فرماتا ہی
 اور اوس صورت میں تغیر ہوتی ہی اور اس سے
 ظاہر ہوا کہ بندہ کو اپنے خالق کے ساتھ وہ معاملہ کہ اخص خصوص
 رکھتا ہی پیش آتا ہی لیکن اوس ذات سے دور تر رہتا

ہی سو اس بندہ با کمال کو رضا اور نادر ضاحق تعالیٰ کی ہر امر
 میں معلوم ہوتی ہی اور کوئی متوہم نہ ہوئے کہ احکام شرعیہ
 متفاوت اور متبدل ہونگے اس واسطے کہ احکام شرعیہ اوسے طور پر
 ہی جس طور پر شارع سے ثابت ہوا اور یہہ رضا اور
 نادر ضامور مباحہ میں پیش آوے گا مثلاً اس بندہ کو معلوم ہوگا
 کہ اس وقت فلاں جگہہ جانے میں خدا راضی ہی اور فلاں
 جگہہ جانے میں ناراض ہی گو شرعاً مباح ہو اور علی ہذا القیاس
 ہر امر میں اوسکو بصیرت حاصل ہوگی اور یہہ دریافت
 کوشش اور اجتہاد سے نہیں ہی بلکہ بمنزلہ دیکھنے چشم
 ظاہری کے ہی اور ساک کو جب یہہ کمال ہاتھ لگتا ہی
 تب مکالمہ کے مرتبہ میں فایز ہوتا ہی اور وہ ایک وجہہ سے
 کلیم اللہ ہوتا ہی گو کلام حقیقی درمیان نہ آوے کیونکہ
 سمجھنا عا اور مراد کا اشارے اور وضع سے ایک نوع
 کلام کا ہی اور کبھی کلام حقیقی بھی ہوتا ہی اور جو عا اور
 مراد کہ لول کلام سے خلاف ہی ادشکو بھی سمجھتا ہی
 اور جب یہہ بندہ کامل رضا پر حق تعالیٰ کے مطلع ہو کے کوئی
 کام بموجب اوس رضا کے سرانجام دیتا ہی اور دیگا

اور کارگزاری ادا کی ظاہر ہوگی تب عنایت الہی کثرت سے اوسکے حال پر جوش ماریگی اور عظمائے اوس بارگاہ کے خود سفارشی اور سعی اوسکے بیٹن اور مہمل اور بیکار چھوڑنا شخص کار آمدنی کو منہ لف ممت کے ہی مقرر اوسکو کسی خدمت میں عزت بخشیں گے اور وہ خدمت حسب حال اوسکے ہوگی بعد اوسکے وہ شخص اوسی خدمت پر ہمیشہ رہے گا یا ایک منصب سے دوسرے منصب عالی پر ترقی کرتا ہوا ایسے منصب پر پہنچے گا کہ اوسکے کوئی منصب واسطے اوسکے نہ رہے اور اس مقام میں اہل دلایت کو پر تو نبوت کا حاصل ہوتا ہی جس تقدیر میں کہ واسطے پہنچانے اوس کاموں کے کہ اوس پر منکشف ہوتا ہی مامور ہوں اور اگر پہنچانے میں مامور ہوں تو بواسطہ پر تو رسالت کے ترقی کرتے ہیں اور اگر بادیو اوسکے منہ صمد اور مقابلہ کا بھی حکم ہو تو پر تو اوال العزمی پر مقرر ہوتے ہیں اور اس مقام میں بعض خلیفہ اللہ ہوتے ہیں اور بعض خلیفہ اللہ نہیں ہوتے ہیں خلیفہ اللہ وہ شخص ہی کہ واسطے انصرام

سارے کام کے اور اسکو مقرر کر کے مانند نایب کے
 کرتے ہیں اور جو شخص ایسا ہو سو وہ خلیفہ اللہ نہیں ہی
 اگرچہ کبھی کبھی وہ کام کہ ہاتھ سے خلیفہ اللہ کے سر انجام
 ہوتا ہی ہاتھ سے دوسرے کے سر انجام کر داتے ہیں
 لیکن وہ دوسرا خلیفہ نہیں ہوتا ہی مان صاحب خدمت بلا
 ریب ہوتا ہی اور مثال اسکی ظاہر میں وہ ہی کہ کبھی
 بادشاہ کار وزارت کا اپنے خواص سے لیتا ہی سو وہ
 خواص ہر چند وزارت کا کام سر انجام دیا لیکن وزیر نہ ہوا
 اور یہ راہ ولایت کے مقام کا انتہا ہی اور راہ ولایت
 کی بعد اس کے کچھ کمال نہیں ہی واللہ اعلم تعالیٰ شانہ *





چوتھا باب سلوک راہ نبوت کی طریق کے بیان میں

اور ادس میں چھ افادہ ہی

*** افادہ *** بعد آراستہ کرنے اخلاق اور درست کرنے
ملکہ قلبی کے اور ادا کرنے عبادات شرعی کے ساتھ
ادس طریق کے کہ باب ثانی میں معلوم ہوا راہ نبوت
کے طالب کو اول جو چیز چاہئے سو مضبوط کرنا قدم کا ہی
مقام تو باہ میں ادس کی تفصیل وہ ہی کہ اول اس طریق کے
طالب کو چاہئے کہ منہیات شرعی کو خواہ اعتقادیات
کے قسم سے ہو خواہ افعال اور اقوال کے قسم سے
خواہ اخلاق اور ملکات کے قبیل سے ہو خواہ عبادات
میں افراط اور تفریط کے قسم سے ہو ان سب کو کتاب
اور سنت سے تنقیح اور تفتیش کرے اگر آپ
کتاب اور سنت کا عالم ہی تو فہما اور نہیں تو علمائے
محدثین سے استفسار کرے اور پوچھے بعد اذیکے
حضرت حق کے انعام اور جواد مطلق کی تربیت اور
پرورش کو کہ حق میں اس ذرہ بے مقدار کے مبدول ہوئی

ہی بار بار چست ملاحظہ اور درست تصور کے ساتھ
 ذہن میں خوب مضبوط کر کے جماوے اور کمال عجز اور
 احتیاج کو اپنی طرف اوس بے نیاز کے اپنی بصیرت کی
 آنکھ کے روبرو بار بار پیش کرے بعد اوسکے خلوت میں
 یا تھم کر اپنے نفس میں ملاحظہ کرے کہ اس طرح کے منعم
 حقیقی اور بے نیاز تحقیقی کی ناخوشی مجھ ایسے عاجز بے
 مقدار کے حق میں کس قدر سے پانوں تک حاجت و رجات
 ہی کس قدر بد اور قبیح ہی اور اس معنی گو ذہن میں اپنے
 ایسا جماوے کہ اوس منعم حقیقی کی ناخوشی ذہن میں اوسکے
 قرار پارے یہاں تک کہ اگر اوس ناخوشی کے واقع ہونے
 کو تصور کرے تو اوسکے بدن کے رنگتے کھڑے ہو جاویں
 پھر تہہ دل سے ایسا عقائد کرے کہ ساری منہیات شرعی
 موجب اسی امر کے ہوتی ہیں کہ اوسکے واقع ہونے کے
 تصور سے رنگتے بدن پر کھڑے ہوتے ہیں پھر اس امر کو ذہن
 میں اپنے مستحکم کرے یہاں تک برائی اس منہیات کی عقل
 اور قلب کو اوسکے گھیر لے اور باطن میں اوسکے بہ نسبت
 اوس منہیات کے خوف اور وحشت پیدا ہو یہاں تک

کہ صادر ہونے کو اوس منہیات کے ایٹنے سے بجائے
 پر جانے اپنے مہمانکے مین جان اور مال اور آبرو کے تہہ دل سے
 شمار کرے بعد اوس کے قرآن مجید کی عظمت کو تصور کرے
 اور تہہ دل سے اپنے ملاحظہ کرے کہ یہ ایک ایسی صفت
 صفات ازلیہ ربانیہ مین سے ہی کہ اوسکو عالم امکان کے
 ساتھ کسی طور کی مناسبت نہ تھی حضرت حق تعالیٰ نے
 محض اپنی عنایت سے زبان عربی کے لباس مین اوس
 وصف ازلی اور کامل ذاتی کو اپنے نازل فرما کے اوس
 واسطہ درمیان اپنے اور درمیان بندہ کے گردانا مند
 اوس کے کہ ایک بادشاہ عظیم القدر اپنی پگڑی کو تھامنے اور
 ایک کنارہ اوس کا اپنے ہاتھ مین رکھے اور دوسرا کنارہ
 ایک ایسے فقیر ففلس اور عاجز کے ہاتھ مین کہ جسے ہرگز
 لیاقت الثقات بادشاہانہ کی نہ تھی دیوے اور اوسکو
 فرما دے کہ جس وقت تجھ کو کوئی حاجت پیش آوے
 تو اس پگڑی کو حرکت دیکے مجھ کو اپنی حاجت پر خبردار کیا
 کرنا کہ فی الحال تیری طرف توجہ کروں گا اور اپنی عنایت کو
 صرف کروں گا سو اگر حال مین اس فقیر کے نیک تامل کیا جائے

اور قانون ادب سے تھوڑی سی غفایت اور چشم پوشی
 کی جائے تو بر ملا کہا جائے کہ اگرچہ ہاتھ میں فقیر کے ظاہر ایک
 کنارہ پگڑی کا ہی لیکن درحقیقت ہاتھ میں اوس کے خود بادشاہ
 اور اوس کی بادشاہت ہی اتنے اس کلام پاک کی
 عظمت اور برائی ذہن میں اوس کے اوس حد کے ساتھ
 مضبوط اور مستحکم بیٹھے کہ جس وقت نظر مصحف کی
 طرف کرے اور اوس کلام پاک کا علاقہ اوس مصحف
 میں ملاحظہ کرے تو دیکھنے سے اوس مصحف کے آنکھ میں
 اوس کے چکاچوند ہمہ لگ جاوے اور سینہ اوس کا بسبب
 عظمت اوس کلام کے پاش پاش ہوئے پھر اگریں
 غور کرے کہ وہ کلام پاک بواسطہ مصحف کے قابو میں میرے
 ہی جس وقت متوجہ ہوتا ہوں اوس کو بے کفایت اپنی
 زبان پر لاتا ہوں اور جب قصد کرتا ہوں بددن خرچ کرنے
 مال اور جان کے ہاتھ اپنا اوس پر پہنچاتا ہوں اور اوس کو
 اپنے سینہ پر رکھتا ہوں البتہ اوس کو بسبب اس ملاحظہ
 کے اپنے حال پر تعجب اور حیرت ہوگی مانند اوس کے کہ
 ایک یا قوت چمکتا ہوا ہاتھ میں کسی مفلس بے مایہ کے پرآ

ہو پس اگر اوسکو دیکھتا ہی تو نظر اوسکی اوس یا قوت
 کی چمک سے خیرہ ہوتی یعنی چکا چوندہ لگ جاتی ہی اور
 اگر اقل اس اور کم مائیگی کو اپنے ملاحظہ کر کے اپنے مالک ہونے
 کو اوس یا قوت سے تصور کر کے تو حیرت اور تعجب کے
 میدان میں حیران اور سرگردان ہوتا ہی اور جب
 عظمت اور برائی اس کلام پاک کی ذہن میں کا حقہ قراہ
 پایا اور دثوق و ارتباط کو اپنے بسبب اسی کلام پاک
 کے جناب میں اوس صدمے نیاز کے خوب سمجھا جائے کہ
 عزم تو باہ کا کر کے اور طریق اوسکی وہ ہی کہ ایک دن
 متبرک دنوں میں سے اختیار کر کے مصحف مجید کو ہمراہ اپنے
 لیے ایک خالی مکان میں داخل ہو کے اور الہام اور نیلہ
 زیادہ سے زیادہ جناب میں رب العالمین کے بجلا دے
 کہ بار خدا یا میں سب طرح سے عاجز ہوں اور تو سب چیز پر
 قادر تو باہ کہ اول قدم راہ نبوت کا ہی مجھ کو عنایت
 فرما اور عنایات بیغایات اور کرم کو اپنے دیکھ اور ملاحظہ
 فرما اور میری نالائقی پر کہ استعداد اور لیاقت بھی تیرے
 ہی ماتمہ میں ہی مت دیکھ * شعر * تو چون سانی شوی درو

تک نظر فی نمی ماند * بقہ ربحر باشد وسعت آغوش ساعداہما *
 یعنی جب توستائی ہو تو دردتک نظر فی کانہیں رہتا ہی
 کیونکہ دریا کے انداز کے موافق ہوتی ہی وسعت ساحل
 کے آغوش کی بعد اوسکے صلوۃ التبییح بہ نیت کفارہ
 سیات کے اور حاصل ہونے حقیقت توباہ کے کمال خضوع
 اور توجہ قلب اور تاکید عزیمت سے ادا کرے اور نماز
 کے اکثر ارکان میں اپنے دل کو طرف طلب تکفیر سیات
 کے اور حصول حقیقت توباہ کے متوجہ رکھے بعد اوسکے
 حضرت حق کی او نہیں انعاموں کو اور اوسکی ناخوشی
 کی برائی کو اور مہنات شرعیہ سے کمال نفرت کرنے کو
 ملاحظہ کرے اگر حالت مرثوۃ الصدہ یعنی جو ادا پر مذکور ہوئی
 باطن میں ظاہر ہوے اور اوسکے ظاہر اور باطن کو گھیر لیوے
 اور تمام خیال اور قلب اور دہم اوسکا اوسکی حالت
 میں دوبجائے تو بہت اچھا اور نہیں تو اس امر کو
 دوسرے دن پر حوالہ کر کے پھر آدے پھر دوسرے دن
 ایسا ہی کرے تاکہ وہی حالت رودیوے بعد اوسکے اوسکی
 حالت کے درمیان میں کلام مجید کہ عظمت کو اور اوسکے

ارتباط کی وثاقت کو درمیان اپنے اور درمیان رب العزت کے ملاحظہ کرے جس وقت اوس کلام پاک کی عظمت اور درمیان خدا اور خدا کے بندوں کے اوسکی وساطت اوسکے سینہ کو مالا مال کرے اور مسرت اور بہجت اوس کلام پاک کی مابست سے اوسکے سرور کے پیالہ کو پر کرے تب وہ نظر کہ کمال تنظیم قلبی کے ساتھ ملی ہوئی ہوے مصنف مجید پر ڈالے اور کہے کہ بار خدا یا اس کلام پاک کو تیرے حضور میں اپنا شمع کیا میں نے اور وسیلہ اپنا تھمرا یا میں نے اور اس دوری مضبوط میں تیری اپنے کو تمام باندہ میں بعد اوسکے شریعت کے عزائم کی اتباع اور اوسکی منہیات سے اجتناب بہ نسبت اس طالب کے کہ بلا غرور و رخص پر تمسک کرنا بھی اوسکے حق میں جملہ منہیات سے ہی مجھڑا ملاحظہ کر کے عند توبہ لاکرے تصویر اوسکی وہ ہی کہ جیسا کسی شخص نے کسی فعل کے وافع کرنے کا یا کسی چیز سے پرہیز کرنے کا التزام اپنے ذمہ پر کرتا ہی اور واسطے مضبوط کرنے اوس التزام کے برآی پیاری چیز کی قسم اوس پر یاد کرتا ہی

مثلاً اگر مومن پاک ہی تو حق تبارک و تعالیٰ کی قسم کھاتا
 ہی اور اگر پیاری چیز نزدیک اوسکے فرزند یا مال یا آب و یا
 جان اپنی ہی تو قسم او نہیں چیز دن کی یاد کرتا ہی اور
 اگر عاشق ہی تو اپنے معشوق کی قسم کھاتا ہی تو البتہ
 نزدیک یاد کرنے اس قسم منظر کے ایک ہمت اوس
 فعل کے واقع کرنے پر یا اوس فعل سے پرہیز کرنے پر تہہ
 دل سے اوسکے مثل میخ فولا دی کے اوتھتی ہی اور
 اوسکے کلام کے ساتھ آمیز ہو جاتی ہی کہ اوسکو عقد یمین
 کہتے ہیں ✽ ایسا ہی ہمت قویہ تہہ دل سے اپنے نکال
 کر اور قرآن مجید پر تو سہل کر کے اپنی زبان سے کہے کہ بار خدا یا
 تیری عنایت پر توکل اور بھروسہ کر کے شرع کی تابعداری
 کو اپنے اوپر لازم کیا میں اور شرع کے جانب کو نفس اور
 مال اور جان اور آب و اور فرزند اور عیال اور استاد اور
 پیر اور اقا اور جمیع مخلوقات کی جانب پر ترجیح دیا میں بار خدا یا
 میں محض عاجز ہوں تیری عنایت پر بھروسہ کر کے التزام اس
 امر عظیم کا اپنے ذمہ پر کیا ہوں سو محض کرم سے اپنے اس
 عقد کو پورا کر دے اوسکے اوسکو علی الدوام عقد تو باہ

کی رعایت کے ساتھ التماس ضرور ہی اسطور پر
 کہ حضور مین بادشاہ کے جو قادر علی الاطلاق اور بھید اور
 چھپی باتوں کا جاننے والا سخت عذاب کرنے والا جلد
 بد لالینے والا ہی اس عقد کو باندھا ہوں مبادا کہ سر مو اوس
 سے تجاوز کر دن اور داغ عہد شکنی کا پیشانی پر میرے
 ہمیشہ باقی رہی مانند اوس کے کہ ایک شخص محکمہ مین
 بادشاہ عالیشان صاحب قدرت اور ذوات مقام کے
 محکمہ دیا ہو کہ فلائی چیز کرون گا اور فلائی چیز نکر ونگا اوسکو
 البتہ ہر حرکت اور سکون مین اور ہر قول اور فعل مین ملاحظہ اوس
 محکمہ کا رہتا ہی یعنی جس وقت قصد کسی فعل کا یا کسی
 قول یا کسی حرکت یا سکون کا اوس کے دل مین خطور کرتا
 ہی تو اول اوسکو تراز و عقل مین اپنے تولتا ہی کہ یہ
 موافق اوس نوشتہ کے ہی یا منافی اوس کے بعد
 اوس کے اوس کام کو کرتا ہی * اور بھی اوسکو چاہتا ہی کہ
 خصوصیت زیادہ اور مناسبت قویہ بہ نسبت قرآن مجید کے دل مین
 اپنے مستحکم کرے مثل مناسبت طالب کے اپنے
 مرشد کے ساتھ مثلاً جو شخص طریقہ قادریہ مین قصد بیعت

کا کرتا ہی تو البتہ اوسکو جناب میں حضرت غوث الاعظم
 کے ایک اعتقاد عنایتیم بہم پہنچتا ہی اور جس وقت وہ
 یرمحت وقوع میں آتی ہی تب اوسکو سابق سے زیادہ
 اعتقاد ہوتا ہی بلکہ اپنے کو اس جناب کے غلاموں کے زمرہ
 میں سے سمجھتا ہی ایسا ہی قرآن کی عظمت کا اعتقاد اگرچہ
 ہر ایمان والے پر واجب ہی لیکن اس طالب کو اوس
 کلام پاک کے ساتھ ایک مناسبت دوسری ہائیم
 لگی بعد اوسکے اسی توبہ کو ہائیم پر ایسے عزیز کے کہ کتاب
 اور سنت پر چلنے اور بدعت سے بچنے میں اوس
 جزو زمان میں اپنے ہم جنسوں میں سے ممتاز ہو اظہار
 کرے پس قرآن مجید کو اپنا شیخ حقیقی جانے اور اوس
 عزیز کو شیخ ظاہری سمجھے پس لابد کہ قرآن مجید کو اصل سمجھیکا
 اور عزیز کی تابعداری کو فرع اوسکا اور پر ظاہر ہی کہ
 جب فرع اور اصل آپس میں متعارض ہوتے ہیں
 یعنی اصل اور فرع میں اختلاف ہوتا ہی تو فرع درجہ
 اعتبار سے ساقط ہوتا ہی ہم ہی تصویر مقام توبہ
 کی ایسے وجہ پر کہ مناسب اس طریق کے ہی اور اس

وہاب سے توبہ کرنے میں فائدہ بہت عظیم اور منافع
 کثیر ہیں اور ان میں سے جو عمدہ فائدہ ہی سو حاصل ہونا
 استقامت کا ہی توبہ میں تفصیل اوسکی وہ ہی کہ تجربہ
 صحیحہ سے ثابت ہوئی ہی اور آزمودہ ہی کہ جس
 وقت کوئی طالب ہاتھ پر کسی عزیز کے بیعت کرتا ہی
 عنایت خدا کی بسبب وجاہت اوس عزیز کے اس
 طالب کے طرف متوجہ ہوتی ہی اور اوسکو گناہوں
 کے مواقع سے اور منہیات کے مظنون سے طرح طرح
 کے حیلہ غیبیہ سے باز رکھتی ہی اور یہ امر دوجہ سے ثابت
 ہوتا ہی ایک وہ ہی کہ وہ عزیز باد جو دوجاہت عند اللہ
 کے کامل النفس قوی التأثير صاحب کشف صحیح ہو پس
 حق جل و علی اوسی عزیز کو واقع ہونے پر اوس طالب
 کے منہیات کے مظنون میں مطلع کرتا ہی اور گناہ سے بچانے
 کے لئے اوسکو امر کرتا ہی پس وہ عزیز کسی تدبیر سے
 خواہ خواب میں خواہ بیداری میں درمیان اوس طالب
 کے اور اس معاصی اور قباہ کے حایل ہوتا ہی * اور
 دوسرے * وہ کہ حق تعالیٰ اپنی عنایت کے سبب سے

اوس عزیز کے طرف غیب الغیب سے ایک لطیفہ ظاہر کرتا ہی
 کہ موجب حفظ کا اوس طالب کے ہوتا ہی اور یہ لطیفہ
 بوجہ من الوجہ اوس عزیز کے طرف نسبت کیا جاتا ہی
 گو کہ وہ عزیز اس معاملہ پر اطلاع نہ رکھتا ہو بلکہ ظاہر ہونا
 اس لطیفہ کا ایسے وجہ پر کہ اوس عزیز کے طرف مسوب
 ہو محض واسطے برآہمانے وجاہت اوس عزیز کے پر وہ
 غیب سے ظاہر ہوا جیسا کہ منقول ہی کہ حضرت یوسف
 علیہ السلام جب زینبی کے ساتھ خاوت میں تھا ہوا
 اور وہ عاشقہ تباہ حال طامع وصال کی ہوئی صورت حضرت
 یعقوب علیہ السلام کی اپنی انگلی کو دانتوں میں پکڑے ہوئے آگے
 حضرت یوسف علیہ السلام کے نمودار ہوئی اور باعث برہم
 ہونے کی اوس معاملہ کے ہوئی حالانکہ حضرت یعقوب
 علیہ السلام کو اصلاً یوسف علیہ السلام کے حال سے آگاہ
 ہی نہ تھی بلکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت حضرت
 یعقوب علیہ السلام کے ظاہر ہو کے اوس معاملہ کو برہم درہم
 کر دیا جب یہ دونوں وجہ ذہن نشین ہوئیں پس جانا چاہئے کہ یہ
 دونوں طریق قرآن مجید میں ایک ایسی وجہ پر متحقق ہی

کسی ایک میں ممکنات سے مقصور ہیں ہی کیونکہ حقیقت قرانی ایک امر ہی امور قدسیہ میں سے کہ کسی ایک کے ساتھ حقایق امکانیہ سے مشابہت نہیں رکھتی ہی کیونکہ وہ مثل برزخ کے ہی درمیان واجب اور ممکن کے اور وجاہت اوسکی عند اللہ اس حد پر کہ کسی کو دریافت کرنا اوسکا ممکن نہیں ہی اور اوسکے حاصل ہونے کی تو کیا جگہ کیونکہ یہہ کلام صفات ازلیہ اور کمالات ذاتیہ سے حضرت حق کے ہی اور جو علاقہ کہ درمیان صفات اور ذات کے ہی تصور میں نہیں آسکتا ہی پس ضرور ہی کہ عنایت حضرت حق کی طرف حفاظت اس طالب کے بہت اچھی وجہوں کے ساتھ مبذول ہوگی خواہ بطریق اول خواہ بطریق ثانی کے یعنی حفاظت اوس طالب کی یا اس طور پر ہوگی کہ طرف سے اوس حقیقت قرانی کے کہ نور مقدس ہی درمیان اوس طالب کے اور منکرات کے کسی وجہ سے ہو خواہ خواب میں یا بیداری میں عایل ہوگی یا اس طریق پر کہ حق جل و علا ذات پاک سے اپنے بواسطہ ملائکہ عظام کے

بارواح مقدمہ کے قرآن کے توسل کی برکت کے
 سبب سے مہ فطرت طالب کی کریگا ❖ ۲۱۲۱۱۱۱۱ ❖
 جب طالب راہ نبوت کا مقام تو باہرین راسخ القدم
 ہوا اوسکو لازم ہی کہ قدم ہمت کا ذکر ایمانی اور مراقبہ
 صمدیت کے مقام میں مضبوط کرے لیکن ذکر ایمانی سو طریق
 اوسکی وہ ہی کہ اول تحقیق منانی لغوی قرآن اور اذکار
 مشولہ اور دعائیں ماثورہ کی کرے اگر عربی کے فن کو آپ
 جانتا ہی تو بہت اچھا ہی والا اس امر کو اس فن کے
 محققوں سے جو اعتبار والے اور باتھم اور آنکھ والے
 ہوں استفسار کرے یعنی پوچھے اور لغوی معنی کے حاصل
 کرنے میں بحر لغت عرب اول کے کسی طرف التفت
 نہ کرے اور فن ادب کے جاننے والوں کی موشگافی پر
 کہ اپنے کو فضیلت نامی کے لئے محقق قرار دیکے اہل اسلام
 کے جسم غفیر پر راہ مقصود کی مارے بیٹن فریب ناکہ اوکے
 کہ وہ بدعت محض اور ضایع کرنا عمر کا لہو لعب میں ہی
 ❖ بیت ❖ ترسم نرسی بہ کعبہ ای اعرابی ❖ کہیں رہ کہ تو
 میروسی بترکستان است ❖ درتاہون کہ نہ پہنچے گا تو کعبہ

میں ای اعرابی کیونکہ یہم راہ کہ تو جاتا ہی ترکستان کی
 ہیں بعد اوس کے خلاصہ اس معنی کا اور تفصیل اس مضمون
 کی اوپر اوس وجہ کے کہ اول باب میں مذکور ہوا ملاحظہ
 کرے اور اوس کو تہہ دل میں مستحکم کرے اور ہمراہ
 اس ملاحظہ کے تلاوت قرآن کی ساتھ اذکار اور دعائیں
 ماثورہ کے میانہ آواز سے اکثر وقتوں میں شروع کرے
 اور لیکن جہر مفطر یعنی زیادہ چلا کر اور اخفا سے مفطر سو بعض
 وقتوں میں متعید رہتا ہی اور عادت کرنا اوسپر چند ان
 منفعات نہیں بخشتی ہی اور جہر مفطر کی حد اذان اور
 تابیہ سے سمجھا چاہئے اور اخفا کی حد کو گان سے تصور کیا
 چاہئے اور حد وسط یعنی میانہ کو اوس کلام سے کہ لوگوں
 کے درمیان ادب اور تمیز والوں کی مجلسوں میں واقع
 ہوتا ہی قیاس کیا چاہئے اور جانا چاہئے کہ مقصود ذکر
 ایانی سے فقط کثرت ذکر یا محاہدہ نفس کا وقتوں کے
 ضبط کے ساتھ نہیں ہی بلکہ مقصود اوس سے حادث
 ہونا اوس حالت کا ہی جو پہلے باب میں مذکور ہوا پس
 وقت کہ وہ حالت پائی جائے اوس ذکر کو ذکر ایانی

سمجھا چاہئے لیکن بدو ن پا کے جانے اوس حالت کے سو
 اوس ذکر کو جملہ ریاضات نفسانیہ سے سمجھا چاہئے حاصل
 کلام ذکر ایمانی میں چند ان زیادتیاں اور اکثار نچاہئے کرنے
 کہ طبیعت ذاکر کی ملال میں رولاوے اور سرد اور
 ست ہو جاوے بلکہ اہستہ اہستہ نفس کو اوس میں
 خوگر کیا چاہئے اور لیکن مراقبہ صمدیت کا سو جانا چاہئے کہ
 اس مراقبہ کی مبادی یعنی شروع کی بنیاد جیسا کہ باب
 اول اور ثالث میں مذکور ہو احق کے انعاموں کا اور اوس
 قادر مطلق کے عجیب قدرت کا ملاحظہ کرنا ہی لیکن
 سرور اور خوشی کا برا نگہ نہ ہونا اور اپنے قصور اور
 احتیاج کو دیکھنا اور حضرت حق کی عظمت کا کھلنا اور اوس
 حکیم مطلق کی حکمت کا اعتقاد کرنا کہ مراقبہ صمدیت کا مقدر
 یعنی تھکانا ہی مبادی احوال میں یعنی ابتدا میں بسبب ملاحظہ
 انعامات مشترکہ اور تاثیرات عادیہ کے پیدا نہیں ہوتا
 مثلاً اوتار نامینہ کا اور اوگانازراعت کا ہر چند برسی نعمتوں
 میں سے ہی لیکن چونکہ اس نعمت میں بارے انسان
 شریک ہیں اس امر کے ملاحظہ سے شخص عامی کو وہ

حالت کہ او پر مذکور ہوئی حادث نہیں ہوتی ہی اور ایسا
 ہی پیدا کرنا آسمان اور زمین کا اور موجود کرنا اجرام
 نیرہ علویات کا یعنی سورج اور چاند اور تارون کا اگرچہ
 بری نشانی قدرت ظاہرہ کی اور عمدہ آثار حکمت باہرہ
 کی اور بری علامت عظمت قاہرہ کی ہی لیکن چونکہ یہ امور
 مذکور اکثر اوقات سامنے انسان کے دیکھائی دیتے ہیں
 اس سبب سے اس امور کے ملاحظہ سے ذہن انسان
 کا حضرت حق کے کمالوں کی طرف منتقل کرتا نہیں یعنی
 جاتا نہیں اس واسطے طالب پر لازم ہی کہ نعمتیں خاصہ کو
 کہ اس پر یا اسکے سے لوگوں پر فایز ہوئی اور عجیب قدرت
 کو کہ خلاف عادت ظہور کی ہو اور امثال اس امور کے
 ملاحظہ کرے اور ادن قصوں کو کہ اسطرح کے مضامین
 پر مشتمل ہو مرۃ بعد از مرۃ گوش گوش سے اپنے سننے
 اور ادس کو بار بار اپنی بصیرت کے روبرو حاضر کرے
 اور ساعت بساعت اپنے کو دریای عظمت میں ادس
 عظیم بالاستحقاق کے اور بادیہ نعمت میں ادس منعم علی الاطلاق
 کے متحیر کرے تا سہشتہ صدیت کے مراقبہ کا ہاتھ لگے

اور جب مراقبہ صمدیت کا ادس و جہم پر کہ باب اول اور
 ثالث میں مذکور ہوا ذہن نشین اوسکے ہوتے ہوئے اور اگر
 ذکر ایمانی کے ساتھ ممزوج کر کے یعنی ملا دے اور اگر
 ممکن ہو اثنائے ذکر ایمانی میں مراقبہ صمدیت کا کر کے والا
 بعضے وقت ذکر میں اور بعضے وقت فکر میں صرف کر کے
 اور ابتدا میں فکر سے ذکر کا اہتمام زیادہ کر کے اور ذکر ایمانی
 سے مراقبہ صمدیت کے لئے مؤدات پیش کر کے سبب ادس
 مؤدات کے ذکر اور فکر رونق پاتا ہے اور اثر اوسکا
 برے زور سے سرعت کے ساتھ نظر ہو کر کرتا ہے
 اور مؤدات میں سے اوسکے برے زور کا مؤید خلق اللہ
 کی نعمت ہی خصوصاً خدمت یتیموں کی اور مسکینوں
 کی اور مفلسوں کی اور حاجت بر وائی حاجت مند دن کی
 اور خبر گیری مریضوں کی حاصل کلام سعی کرنا حق میں
 ادس شخص کے کہ اپنی حوائج کے حاصل کرنے سے
 عاجز ہے اور مطلب حاصل ہونے کے دروازے مونہ
 پر اوسکے بند ہیں حاصل کلام جب ذکر اور فکر پر ہمیشگی کریگا
 البتہ سعادت دارین کے خزانے کی کنجی کہ حب ایمانی

ہی سپرد ادا کے ہوگی اور پیدا ہونا اس حب کا علامت پوری ہونے کی ذکر اور فکر کے ہی یعنی بسبب اس حب کے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر اور فکر اپنے کمال کو پہنچنے کی

❖ ۳ افادہ ❖ جب حب ایمانی اپنے کمال کو پہنچتی ہے تو غرور ہی کہ ظاہر باندہ پرواز مہمت طالب کاشہور تر علا متون پر اس راہ کے کہ فنا ہونا اور ادون کا ہی پہنچنا جیسا کہ باب اول میں مذکور ہوا اور حاصل ہونا اس کمال کا علامت کامل ہونے کی حب ایمانی کے ہی جانا چاہئے کہ خالی ہونا نفس کا ارادے سے راہ نبوت میں بہ منزلہ شغل نفی کے ہی راہ ولایت میں کیونکہ یہ دونوں شغل اصل الاصول یعنی حیر اس دونوں طریق کی ہی ادا سکایاں وہ ہی کہ راہ نبوت کے سوک کا کمال جو ہی بسوشت سے مستفاد اور فرمان بردار ہونا اور علاقہ عبودیت اور بندگی کا مستحکم ہونا ہی اور پر نظر ہی کہ اپنے کو مثل پتھر اور لکڑی کے اپنے مولا کے ہاتھ میں قرار دینا اور تختہ نفس کو اپنے ارادے اور قصد و ن کے نقش سے پاک کرنا پرلے درجہ کی فرمان برداری اور نہایت مرتبہ کی مضبوطی عبودیت کے علاقہ کی ہی

ہاں بعضے وقت بعضے بندہ فرمان بردار بسبب دخل دینے
 اپنی عقل اور تدبیر کے ایک وجاہت اور عزت حاصل
 کرتے ہیں لیکن اس وجاہت کا حاصل ہونا اسی تقدیر پر
 متصور ہی کہ غلام اپنے مولیٰ سے زیادہ عاقل ہو پس وہ
 مولیٰ بعضے چیزوں کا امر فرماتا ہی اڑ رہے غلام خیر خواہ اپنی
 فطرت کی ذکا سے جانتا ہی کہ بجال اپنے مین اس امر کے
 ایک کار خا نہ مولا کے کار خانوں میں سے برباد ہو گا پس
 اگر یہ غلام ایسے وقت میں بھی امثال امر پر اکتفا کرے
 * * * یعنی یوں سمجھے کہ برباد ہوا تو مجھے کیا محکمہ جیسا حکم
 دیا دیا کیا انتہی اور عقل اور فہم کو اپنے دخل نہ دیوے البتہ
 راہ مت اور عتاب کی اپنے اوپر بند کیا ہو اور اگر اپنی
 عقل اور فہم کے موافق اوسمیں کچھ دخل دیوے اور
 اس مداخلت کے سبب سے کوئی معاملہ مولا کے معاملوں
 میں سے برہم درہم نہوے سو اگرچہ شرعاً عتاب اور
 ملامت کا محل ہو گا لیکن اپنے مولا کے معاملہ کی درستگی کی
 سعی کے سبب سے کہ علامت خیر خواہی کی ہی وجاہت
 اور عزت اپنے مولا کے پاس پاویگا اور جس وقت یہ

معاملہ عبوریت اور غلامی کا درمیان بدہ جاہل اور نادان
 اور درمیان مولای حکیم اور دانائے جو بھید اور چھپی چیزوں
 کا جاننے والا ہی درمیان اوکے تو ایسے مقام میں سواکے
 فرمان برداری اور حکم بجآوری کے راہ ناپنا اپنے کو گناہ
 اور مہلکہ میں ڈالنا ہی اور اس جگہ ایک باریک بات کہ
 جانا اس کا اس مقام میں پر ضرور ہی اور وہ تخی ارادت کی
 اقسام ہی یعنی خالی ہونا ارادے سے کسی قسم پر ہوتا
 ہی پس جانا چاہئے کہ تخی ارادت کی تین قسم پر ہی
 * پہلی قسم * اور وہ راہ ولایت کے سالکوں کو مقصود
 رہتی ہی اور وہ تخی پہلی قسم کی عبارت ہی خواہش
 اور ارادے کے باطل ہونے سے ادسکایان یوں
 ہی کہ انسان کو مقام فنا میں کمال رسوخ پیدا ہونے کے
 سبب سے رغبت اور خواہش سب چیزوں کی باطل
 ہو جاتی ہی اور سبب انکشاف یعنی کھلنے توحید افعالی
 کے عزم و ارادے کی جڑ منقطع ہو جاتی ہی سو یہ لوگ
 اپنے کو مثل لکڑی یا پتھر کے ہاتھ میں تقدیر کے جانتے ہیں
 اور مثل جماد کے یعنی تھکری اور پتھر کے از خود رفتہ

رہتے ہیں پس گویا کہ اپنے کو بھول گئے ہیں * دوسری
 قسم * اور وہ راہ نبوت کے سالکوں کو نصیب ہوتی ہی
 اور وہ عبارت ہی تابع کرنے سے اپنے ارادے کے
 حق تعالیٰ کے ارادے کا بیان اور سکا یون ہی کہ یہ لوگ
 رغبت اور خواہش اور شہوت سے خالی نہیں ہوتے
 ہیں اور عزم دار اور انکا بالکل باطل نہیں ہوتا ہی بلکہ
 امور مرغوبہ کی طرف رغبت اور مکرر بات کے پیش
 آنے سے نفرت دل سے ان کے جوش مارتی ہی لیکن
 اپنے مولا کی رضا کے لئے اس خواہش اور رغبت اور
 کراہت اور نفرت کو بدو ن اپنے مولا کے حکم کے جاری
 نہیں کرتے ہیں اور اپنے ارادے کو اپنی طبیعت کی خواہش
 کے موافق ہرگز استعمال نہیں کرتے ہیں اور یہ سب محض
 اپنے مولا کی رضا کے طلب کے لئے اپنے اوپر پسند کرتے ہیں
 * تیسری قسم * اور وہ ایسے لوگوں کو نصیب ہوتی ہی
 کہ راہ نبوت کے برے برے منصوبوں پر فائز ہوئے ہیں
 اور وہ عبارت ہی اپنے ارادے کو مطلق اور بیکار
 کرنے سے واسطے انتظار ہی پہنچنے امر کے اپنے مولا کی

جانب سے اوسکا بیان وہ ہی کہ جب عالمی مضب و المون پر
یہہ رحمت ربانی اور حکمت یزدانی کی راہ منکشف
ہوتی ہی یعنی تہہ دل سے اپنے پہنچانے میں کہ جو کچھ اسب
اور اولی ہی اوسکو حکمت خدا کی تتناضاکرتی ہی اور
ب اور اولی میں سے کسی چیز کو اوسکی حکمت نہیں
چھورتی ہی اور مجھ سے فرمان بردار بندوں کو رحمت الہی
ہرگز مہمل اور بیکار نکرے گی بلکہ جو کچھ اسب اور اولی حق
میں مجھ بندوں کے ہی اوسی کام میں ہمکو لگا دیگا اور
اوسی چیز کا ہمکو حکم کرے گا اسواسطے عقل اور ارادے
کو اپنے خدا کے کارخانوں میں داخل دینا محض لغو اور بیہودہ
ہی پس جو شخص اوس مولای حکیم اور رحیم اور علیم
کے فرمان بردار غلاموں کے زمرے میں داخل ہووے
کام اوسکا یہی کہ عقل اور ارادے کو اپنے اوسکے کار
خانے میں داخل نہ دیوے بلکہ اپنے مولا کے چہرے پر چمکی لگا کر
اوسکے حکم کا منتظر رہے اور اپنے مولا کی خدا متون میں سے
کسی خدا مت معین کو اپنی جانب سے اپنے اوپر لازم نہ
شمار کرے اور شمار اپنا کرے بلکہ مثل خدا مت گار کے

ہمیشہ حضوری اور ملازمت کو شمار اپنا کر کے اور اوضاع
 اور اطوار سے اپنے مولا کے اوسکی مرضی پہنچان کے ہمیشہ
 اوسکی نظر کے سامنے اپنے کو حاضر رکھے اور ہمیشہ اوسکے
 حکم کے پہنچنے کا منتظر رہا کر کے تا جو امر کہ اوسکے مولا کی
 جانب سے صادر ہووے اوسی امر میں کمال چستی اور
 چالاکی کے ساتھ درآوے * ۴ فائدہ * جب فنا کے
 ارادہ کا اپنے کمال کو پہنچتا ہی اور علامت کمال کی طالب
 کا داخل ہونا ہی زمرہ میں محدثین اور شہدائے تب
 مراقبہ عظمت کا کرتا ہی بیان اوس کا وہ ہی کہ جیسا راہ
 ولایت کے سالکین پہلے یادداشت کے ملکہ کی تحصیل میں
 کوشش کرتے ہیں یعنی حضرت حق کی جانب ہمیشہ متوجہ
 رہتے ہیں اور بعد اوسکے کہ ملکہ یادداشت کا صلب نفس
 میں ان کے قرار پکرتا ہی تب اوسکو بعض صفات کے
 ساتھ ملائے ہیں مثل احاطہ کے سبب سے موجودات پر یا
 ظہور کے مظاہر متعددہ میں یا صدور یعنی صادر ہونے کثرت
 کوئیہ کے اوس ذات سرچشمہ برکات سے یا قرب
 اور معیت وجودیہ کے اس طالب کے ساتھ ایسا ہی

اس راہِ نبوت کے طالب کو چاہئے کہ بعد حاصل ہونے بلکہ
 یادداشت کے سلطنت اور حکومت کی صفت مضموم کرنے
 یعنی ملاوے اور مضمون ✽ وَلَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
 وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَفِي
 الْأَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَجَهْرَهُمْ ✽ کو یعنی اوسیکاراج ہی
 آسمانوں میں اور زمین میں اور اوسیکامی جو سیرالہ کے
 رات میں اور دن میں اور وہی اللہ آسمانوں میں ہی
 اور زمین میں جانتا ہی چھپی اور کھلی چیزوں کو تمہارے
 ملاحظہ کرے اور محبت اور قرب علمی کو پیش نظر اپنے
 رکھے اور اوسکی سلطنت اور حکومت کے پھولنے کی
 کشادگی اور پھیلاؤ کے کو آسمان اور زمین اور جنگل اور دریا
 اور آبادی اور ویران اور بیضا اور مرکب پر اور اپنے
 اندر اور باہر براہِ ملامت کرے پس جو حرکت اور سکون
 کہ اس سے یا اس کے غیر سے صادر ہووے اس
 حرکت و سکون کے دیکھتے ہی تہ دل سے اس کے یہ
 مضمون ظاہر ہووے کہ اسکو حق تبارک و تعالیٰ جانتا ہی
 اور دیکھتا ہی اور اپنے کو مخلوقات میں اور جاوت میں بلکہ

سب حالت میں تنہا جانے بلکہ حال اور کامثل حال اس شخص کے ہوئے کہ جس کے ہمراہ ہمیشہ ایک شخص رہتا ہی اور وہ شخص اس شخص کا باپ بھی ہی اور مربی بھی ہی اور ولی بھی ہی اور بادشاہ بھی ہی اور آقا بھی ہی اور استاد بھی ہی اور پیر بھی ہی اور دوست بھی ہی اور محبوب بھی ہی اور محض قرب و جود ہی پر اکتفا نہ کرے یعنی محض اتنا جاننا کہ وہ شخص ہمراہ ہمارے موجود ہی اس راہ میں کفایت نہیں کرتا ہی بلکہ یہ بھی جانے کہ وہ شخص دکھتا ہی اور ستا ہی اور مطیع کی اطاعت اور مناص کے اخلاص کو قبول فرماتا ہی اور اس پر تحسین و آفرین کرتا ہی اور ثواب جزیل عقبی میں اور عزت اور وجاہت دنیا میں اس پر عطا فرماتا ہی اور اس کو اپنے خاصون کے زمرے میں سے شمار کرتا ہی اور نافرمان کے گناہ کو رد کرتا ہی اور اس پر لعنت اور پتھر پھینکتا ہی اور مذاب سخت دنیا کی رسوائی کے بعد اس کو نصیب ہوتا ہی اور اس کو زمرے میں ناشکر دن کے شمار کرتا ہی اور برے برے گناہوں کو آسان عبادت کے سبب

سے کہ کمال اخلاص اور برّی فرمان برداری کے ساتھ مل
 ہوئی ہو معاف کرتا ہی اور برّی برّی عبادتوں کو ادنیٰ
 معصیت کے سب سے کہ ملی ہوئی ساتھ خبیث نفس اور
 مخالفت حق کے ہو ضبط کرتا ہی یعنی بر باد کرتا ہی حاصل
 کلام نکتہ گیری اور نکتہ نوازی اوسکی شان ہی بجائیے تو
 کہ مقصود اس کلام سے یہ ہی کہ راہ نبوت کے طالب کو
 لازم ہی کہ اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ ذہن میں اپنے
 تصور کرے حادثہ کلام یعنی ایسی بات نہیں ہی کیونکہ
 تصورات عقلی سے کیا کام نکلتا ہی بلکہ مقصود وہ ہی کہ حال
 اوس طالب کا تمامی احوال میں مل حال اوس شخص کے
 کہ جس کے ہمراہ ایک شخص ایسا کہ صفات مرقومہ کے
 ساتھ موصوف ہو ہی اور ایسے ہی خدا کی سلطنت کے
 پچھونے کی کشادگی کے ملاحظہ سے اتنا ہی مقصود نہیں
 ہی کہ اسکو اپنے ذہن میں تصور کر کے فقط اعتقاد عقلی
 کرے بلکہ مقصود وہ ہی کہ جیسا کہ انوار آفتاب کا ہر ذرے
 میں ریگستان کے ذروں میں سے اور ہر موج میں بحرِ خار
 کے موجوں میں سے چمکتا ہی اور دیکھنے والے کو مثل دریا سے

نور موج مارنے والے کے خیال ہوتا ہی ایسا ہی تدبیر واحد
فیض رحمانی کہ سارے موج و ات پر پھیلی ہوئی ہی ہر ذرے
میں جہان کے ذروں میں سے جلوہ گر ہووے اور ایک ہی
تأثیر علویات اور سفلیات میں یعنی آسمانی اور زمینی
چیزوں میں اکٹھے اور الگ الگ نمودار ہووے مثلاً جس
زمین کے ٹکڑے کے اوپر اور آسمان کے جس ٹکڑے
کے نیچے کھرا ہوتا ہی مثل حال اوس شخص کے ہووے
کہ ایک شخص اوسکے ہاتھ کو پکڑے کے دریاے زخار کے
مقابل آسمان و زمین کے بیچ میں آٹکاوے پھر اگر وہ شخص
دریا کو دیکھتا ہی تو اوسکو اپنے بوجھ کے برداشت کے
قابل نہیں معلوم کرتا ہی اڈر اگر ہوا کو دیکھتا ہی ایسا ہی
جانتا ہی اور اگر آسمان کو دیکھتا ہی تو پہنچنا اپنا اوسپر
و شمار جانتا ہی پس سبب ثبات اور تھہرنے کا اپنے
سواے اوس شخص کے دوسری چیز ذہن میں اوسکے
نہیں آتی ہی سوتہ دل سے اپنے جانتا ہی کہ جب تک وہ
شخص میرے ہاتھ کو پکڑے ہوئے ہی کس چیز کی مضرت
خواہ سحر زخار کے موجوں سے ہو خواہ ہواؤں کے گرد باد

سے ہو مجھ تک پہنچتے ہیں سکتی ہی اور اگر وہ شخص
 ہاتھ کو میرے چھو کر دے تو سارا عالم جگمگہ ہلاکت کی
 میرے ہی کیونکہ جس موج پر دریا کے گرونگا البتہ دوب
 حادثہ اس امر میں موجوں میں سے کسی موج کو امتیاز نہیں
 ہی اور یہ ملاحظہ ذہن میں اوسے اتنا مستحکم ہو دے کہ
 اگر شیر زیاں یا ہاتھی ست اوسپر حملہ کرے یا دشمن
 اوسمانگی تاوار اوسکے گلے پر رکھے تو اوس حالت کے
 درمیان میں وہ طالب تہ دل سے اپنے جانے کہ جب تک
 حق تعالیٰ محی فطرت کا ہاتھ مجھ سے نہ اتھاویگا تب تک کوئی
 مضر ث محصو ان چیزوں کی اگرچہ بادی النظر میں پہنچنا
 مضر ت کا یقینی ہونا پہنچگی اور جو وقت وہ حافظ مطابق
 محی فطرت کا ہاتھ میرے سر سے اوتھالیگا ہر جوتی پایاں
 اور مکھی بد حال کہ میرا مہسا کر یگی ہلاک کرنے میں میرے
 کفایت کرتی ہی اسواسطے اس طریق کے پیش والوگ
 کہ اس مراقبہ کے خلاصے میں پہنچ گئے ہیں مثل انبیاء کرام کے
 اور ان کے وارثوں کے زبردست سلاطینوں کے
 ساتھ باوجود قلت بعین وہ دگار کے مقابلہ کئے ہیں چنانچہ

قصہ مغرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا مشہور و معروف
 ہی نجانے تو کہ مقصود اس کلام سے وہی کہ ادس
 طالب پر خوف یا اطمینان بسبب نزدیک ہونے اسباب
 ہلاک کرنے والی چیزوں کے اور بسبب دور ہونے
 اوس کے اصلاً ظاہر نہیں ہوتا ہی کیونکہ یہ امر یعنی نہیں عارض
 ہونا خوف یا اطمینان کا لوازم بشریت سے نکل جانا
 ہی اور نکل جانا لوازم بشریت سے دار دنیا میں خصوصاً
 حق میں راہ نبوت کے طالبوں کے کہ خلاصہ ادس راہ نبوت کا
 فطرت انسانی کی تکمیل ہی مقصود نہیں ہی بلکہ مقصود
 وہ ہی کہ جو خوف اور اطمینان کہ تہ دل سے پیدا ہو اور عقل
 و ہوش کو اوسکی پر اگندہ کرے ادس طالب پر بسبب
 پیش آنے اسباب مہلک کے اور دور ہونے اوس کے
 عارض نہیں ہوتا ہی بخلاف خوف اور اطمینان طبعی
 کے یعنی خوف قلبی نہیں ہوتا ہی اور خوف طبعی ہوتا
 ہی اور ایضاً اس امر باریک کا یعنی تمیز درمیان خوف
 قلبی اور طبعی کے بدون ایک تمثیل کے حاصل نہیں ہونے
 سکتی ہی پس کہتا ہوں کہ جیسا ایک شخص ایک لکڑی

کو اپنے ہاتھ میں لے اؤر اوس لکڑی کو اپنے پیٹے کی آنکھ
 کی طرف متوجہ کر کے اؤر کہے کہ میں آنکھ میں تیری ہرگز
 پنجہ صا دن گا محض کو صرف امتحان تیرا مقصود ہی پس ضرور
 جب تک وہ لکڑی اوسکی آنکھ سے دور ہی تب تک
 کسی نوع کی تغیر اوس لکڑی کے حال میں راہ نہیں پاتی ہی
 اؤر جب وہ لکڑی آنکھ سے قریب ہوتی ہی اوس ایک
 طور کی تغیر حال میں اوسکی راہ پاتی ہی اسوسطے آنکھ میں
 اوسکی بے اختیاری سے بند ہو جاتی ہٹن حالانکہ تہ دل میں اوسکے
 اوس لکڑی کے نزدیک اوس دور ہونے کے درمیان کچھ
 فرق نہیں ہی کیونکہ یقیناً جانتا ہی کہ اس لکڑی کی مضرت کچھ
 مجھ کو نہیں پہنچے گی خواہ قریب ہو خواہ بعید اور اسوسطے
 بے چینی اور فکر دل میں اوسکی راہ نہیں پاتی ہی اور خوف اندھے
 ہونے کا ذہن میں اوسکے خطور نہیں کرتا ہی پس ایسا ہی
 یہہ طالب صادق سارے کائنات کو مثل لکڑی اور پتھر
 کے حضرت حق کے ہاتھ میں جانتا ہی اور سارے موجودات
 کو اوسکی عظمت کے سامنے مناوب سمجھتا ہی اگرچہ
 خوف اور اطمینان طبعی بسبب قرب اور بعد اسباب

ضرر کرنے والی چیزوں کے اور نفع دینے والی چیزوں کے
 اوسپر عارض ہوتی ہی کیا قصہ حضرت ذکریا علیہ السلام کا
 قرآن مجید میں سنا ہی تو کہ آپ نے باوجود برہا پے کے اور
 بانجھ ہوئے اپنے اہلئے کے جناب سے داہب الاعطایات
 کے ایک لڑکا سعادت مند طلب کیا انشاء طلب میں اوس
 جناب کو کسی طور کی استبعاد لڑکے کے حاصل
 ہونے کی باوجود موانع کے عارض نہوئی والا صادر ہونا
 ایسی دعا کا کہ تہ دل سے نکلے اوس جناب سے متصور
 نہوتا اور جب لڑکا ہونے کی بشارت غیب سے ہوئی
 تب لڑکا ہونے کی استبعاد کا کلمہ زبان ہدایت نشان
 سے اوس جناب کے نکلا کہ ✽ اَنِّیْ یٰکُوْنُ لِیْ غَلَامٌ وَکَانَتْ
 اَمْرًا تِیْ عَا قَرًا وَ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا ✽ یعنی کہانے
 ہو گا مجھ کو لڑکا حالانکہ عورت میری بانجھ ہی اور تحقیق پہنچا میں
 برہا پے سے بھاری بیس میں ✽ ہا قادی ✽ جب مراقبہ عظمت کا
 اپنے کمال کو پہنچے اور علامت اوسکے کمال کی وہ ہی کہ روح توکل
 کی جواول باب میں مذکور ہوئی اوسکے ہاتھ لگے اور بعضے کمال
 والے اس مقام میں اہل خدات کے زمرے میں بھی داخل

ہوتے ہیں تب مراقبہ الوہیت کا کر کے تصویر ادا کی یوں
 ہی کہ حق تعالیٰ کی شانیں بہت ہیں منجملہ اوسکے ایک شان
 حام کی ہی کہ باوجود شدت منی لفت منی لفین کے ان کے
 مواخذے میں جلد ہی نہیں فرماتا ہی اور منجملہ اوسکے ایک
 شان عفو کی ہی کہ ہر چند گناہ گار نوگ بری قبا حقون میں اور
 برے گناہوں میں مرتکب ہوئے ہوں جب نیاز کی پیشانی
 کو ادا کی چوتھم پر گھسین اور اخلاص دل سے توبہ بجالا دیں
 البتہ وہ رحیم مطلق گناہوں سے ان کے درگزر کر کے اپنی
 رحمت کے گود میں اوس تائب کو کمال عنایت اور مہربانی
 سے پرورش کرتا ہی اور اوس برے گناہ کو نہ یا منسیا
 کرتا ہی یعنی بالکل بھول جاتا ہی اور عذاب کو نعمت کے
 ساتھ بدل دیتا ہی اور منجملہ اوسکے ایک شان عموم
 فیض کی ہی مثل اوتار بنے مینہ کے اور اوگاتے زراعت
 کے اور مثل اوسکے کہ کامل اور ناقص اور مطیع اور نافرمان
 اور محب اور دشمن اور مکلف اور غیر مکلف اوس
 فیض عام میں شراکت رکھتے ہیں اور اوسکی رحمت
 کے دریائے سب کو گھیر لیا ہی * وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ

شیخی ✽ اور میری رحمت پہنچگئی ہر شی کو ایک حرف
 ہی اوسکے بیان سے اور منجملہ اوسکے ایک شان و سعت
 کی ہی کہ نفس کاملہ انسانی مین وسعت حوصلہ کی ایک
 نمونہ ہی اوس سے اوسکا بیان یہہ ہی کہ جیسا کہ بعض
 نفوس کاملہ بشری نہایت مرتبے مین وسعت سینے کے
 مراتب سے واقع ہوتے ہیں کہ بھانت بھانت کے
 کاموں اور طرح طرح کے معاملوں اور نوع بنوع کے کارخانوں
 کے پیش آنے سے دل تنگ اور براگندہ خاطر نہیں ہوتے
 ہیں بلکہ ہر طرح کے کاموں پر متوجہ ہوتے ہیں اور ہر ایک معاملے
 کو بخوبی سرانجام دیتے ہیں اور ہر ایک کارخانے کو اوس
 حد پر کہ لائق اوسکے ہی رکھتے ہیں نہیں اوس حد پر افراط کرتے ہیں کہ
 ایک ہی کارخانے مین ساری ہمت سے اپنی غرق ہو کے
 دوسرے کارخانے کو برباد دیدیں یا اوس کارخانے کو
 اتنا قوت تسلط کی دیویں کہ دوسرے کارخانے والے
 مثل رعیتوں کے ہاتھ مین ان کے مقہور ہو کے خود انہیں کو
 بھول جائیں اور نہ اتنا تفریط کرتے ہیں کہ وہ کارخانہ بے رونق
 ہو دے اور اوس کارخانے والے چادر ذلت کی اوڑھکے

گوشہ گمنامی اور یسکاری میں بیتھیں اور ایسا ہی لوگوں کے
 ساتھ مانے میں وسعت عظیم رکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص کے
 ساتھ جو استعداد مختلف اور مزاج متفاوت اور حاجتیں متغائر
 اور غرضیں الگ الگ رکھتے ہیں ایسے وضع سے پیش
 آتے ہیں کہ اوس شخص کے لایق ہی اور ایسا معاملہ
 کرتے ہیں کہ پیمانہ استعداد کا اوس شخص کے بھر جاوے
 اور ذہن میں ایسا جمے کہ جس خصوصیت مجھ کو ان کے
 ساتھ حاصل ہوئی ہے کسی دوسرے کو اگرچہ باعتبار خدمت
 اور مرتبہ کے مجھ سے اعلیٰ ہو حاصل ہوئی ہو حاصل کلام اس کلام
 کے منہ کو دریافت کر کے وسعت حوصلہ کے معنی کو خوب
 تصور کیا جائے بعد اوسکے سمجھا جائے کہ جس قدر کہ فرق ✽ درمیان
 کارخانہ کے اور کارخانے اس نفوس کاملہ کے ہی اوسے
 قدر فرق درمیان وسعت الہی اور وسعت حوصلہ ان
 بزرگوں کے ہی اور جس شخص نے کہ معنی وسعت الہی کو خوب
 سمجھا ہو جس قدر کہ رنگارنگ کارخانہ اور گوناگون معاملہ نہر مطلع ہوگا
 اوس قدر شادوگی وسعت الہیہ کی ذہن میں اوسکے قراء پائے گی
 اور منجھامہ اوسکے ایک شان عدم اعتنائی کی ہی اعداء کی

صداوت پر یعنی خیال نہ کرنا اعداء کی عداوت پر کیونکہ اعداء حضرت حق کے اور کافران نعمت اوس جو ادا مطلق کے منہ لفت میں اوس منعم حقیقی کے اور ادا لٹا کرنے میں ادا مراد اس مالک تحقیقی کے اور شرائع کے متبادلہ میں ادا انبیاء کی تحقیر میں کیا کیا کو ششیں بلیغ کرتے ہیں اور وہ جو ادا مطلق اپنی بخشش کے دروازے کو ادا بد بختوں کے منہ پر بند نہیں کرتا ہی اور اپنی ولایت اور کفالت سے نکال نہیں دیتا ہی بلکہ اگر بطریق ادا و دینے کے ایک طریق سے ادا پر مواخذہ کرتا ہی تو البتہ ہزاروں راہ سے ان پر نعمتیں لگاتا رہتا ہی عنایت فرماتا ہی حاصل کلام مواخذہ اور پکار اوسکی دار دنیا میں اکثر مانند ادا و دینے باپ مشفق کے اپنے بیٹے عاق کو ہی کیونکہ اگرچہ وہ پدر مشفق بمقتضای حکومت اور حکمت اپنے اپنے نافرمان بیٹے کو گوشمالی دیتا ہی لیکن عین تنبیہ اور تادیب کے وقت میں خیر خواہی اور لطف پوری چھپی ہوئی ہی اور بالکل ادا کو برباد نہیں دیتا ہی اگرچہ یہ تادیب بھی لطف و تربیت کی قسم سے ہی لیکن مقصود اس مقام میں وہ ہی کہ اس اور تادیب کو اس طور پر نہیں کرتا ہی کہ وہ پسر نافرمان

محض برباد ہووے بلکہ ہر مواخذہ اور ہر تنبیہ میں اوسکے پھٹکارا
 پائے گی راہ کو بھی رعایت کرتا ہی کہ اگر وہ ناشکر راہ
 علاصی کی اپنے اوس مواخذہ سے دھونڈھے اور کفران
 نعمت سے اپنے نادم ہو کے توبہ کرے تو البتہ راہ نجات
 ی اوس مہلکہ سے ظاہر ہووے اور ان سب شانوں کی
 اصل بلندی ذاتی ہی کہ عکس اوس کا چھے کو گون پر پرتا ہی
 اور علو ہمتی کے ساتھ کسی ہوتے ہیں کیونکہ جو شخص
 بلندی ذاتی میں پرلے درجے میں واقع ہوا ہو اس امور خیس
 ونی میں اتنی لیاقت نہیں پاتا ہی کہ اس امور کے پیش آنے
 کے سبب سے کوئی تشویش دل میں اوسکے راہ پاوے
 یا تزلزل مناعے میں اوسکے رو دیوے یعنی پایہ علو ہمتی سے
 وگ جاوے اور اسیواسطے رذیلوں کی گالی اور گلوچ
 کے سبب سے دل میں سلاطین عالی ہمت کے غصہ اور
 بد لالینے کی خواہش پیدا نہیں ہوتی ہی کیونکہ یہہ بزرگوار ان
 رذیلوں کو مثل غبار کوڑے کرکٹ کے جانتے ہیں اور قابل بد لالینے
 کے نہیں معلوم کرتے ہیں حاصل کلام اس علو ذاتی الہی کو
 سب ظاہر ہونے اوسکے مذکور شانوں کے ساتھ اور

باعبار پائے جانے آثار اودن شانوں کے قانون حکمت کے موافق عالم اسکان میں الوہیت نام رکھتے ہیں پس الوہیت کو مثل ایک درخت کے تصور کیا جائے اور علو ذاتی کو مانند تخم اوس درخت کے اور شان مذکورہ کو بمنزل شاخ اور پتے کے اور عالم مکانی میں اوس کے آثار کے ظاہر ہونے کو بمنزل پھل کے سمجھا جائے پس راہ نبوت کے طالب کو بعد ظاہر ہونے آثار مراقبہ عظمت کے لازم ہی کہ مراقبہ الوہیت کا کرے اور مقصود مراقبہ الوہیت سے تصور کرنا معنی کو الوہیت کے نہیں ہی بلکہ مقصود وہ ہی کہ اس کمال کو تصور کر کے آئینہ نفس میں اپنے اوس کمال کے انعکاس کا طالب رہے کہ تَخْلُقُوا بِأَخْلَاقِ اللَّهِ * سیرت پیدا کر د اللہ کی خلق اور سیرت کے موافق ایک اشارہ ہی اسی پر اور ہر گاہ معاملے مذکور میں سے کوئی معاملہ اوس شخص کو پیش آوے مثلاً ریاست کسی قوم کی اوس کے حوالہ ہوئے یا بھانت بھانت کے معاملے اوس پر ہجوم کریں یا کوئی منی لفون سے اوس کے ساتھ راہ منی لغت کی ناپے تو اسی معنی الوہیت کو یاد کر کے محض اوس شان الہی کے موافق تشبیہ بابا اللہ معاملہ کر کے حاصل کلام چاہئے کہ حال اوس کا

مثلاً حال اوس شخص کے ہوئے کہ اوس شخص کے محبوب کی وضع نشست اور برخاست اور لمور اور لباس میں اور لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں خیال اور عقل کو اوس کے مالا مال کیا ہی اور تمام بدن میں اوس کے سرایت کیا ہی مثلاً جس وقت کلام کرتا ہی یا پاؤں پانوں چلتا ہی تو بولنے میں لہجہ اور چلنے میں وضع اوس محبوب کی اوس شخص سے جلوہ گر ہوتی ہی ایسا ہی اخلاق الہی اس مراقبہ والے کے صلب نفس میں پیدا ہوتی ہی اور ساری قوتوں میں اوس کے سرایت کرتی ہی ❖ فائدہ ❖ جانا چاہئے کہ مراقبون کے آثار تین لمور پر ظہور کرتے ہیں اول وہ کہ جس چیز کا مراقبہ طالب حق کرتا ہی اوس چیز کا لوازم اوس کے نفس میں ظاہر ہوتا ہی جیسا کہ ایک شخص کریم النفس غذا کے لطیف کھاتا ہی اور مفلس بھوکھا دیدہ سوال کا اوس غذا پر لگایا ہو تو البتہ وہ بزرگ ذات کو ہی لقمہ اوس غذا سے اوس مفلس کو بھی دیتا ہی ایسا ہی جب طالب حق کا اپنی آنکھ بصیرت کو کمال خواہش اور طلب کے ساتھ ممزوج یعنی ملا کے کسی شان پر خدا کی شانوں میں سے مثل عظمت یا الوہیت

کے یا کسی معاملہ پر غدا کے معاملوں میں سے کہ اوس کریم مطلق اور اوس کے خاص بندوں کے درمیان گزرا ہی مثل خلعت اور محبوبیت کے لگاتا ہی اور تاکتا ہی تو البتہ کوئی چیز اوس قانون کے لوازم سے اوس معاملہ کے آثار سے طالب کی استعداد اور حیثیت کے موافق آئینہ نفس میں اوس کے بشرطیکہ خدا کے نامرضی کے رنگ سے مصفا ہو منعکس ہو گا مثلاً اگر مراقبہ عظمت لکایا ہی تو اوس کو درجات مالا علی میں حاصل ہوتی ہی اور اگر مراقبہ الوہیت لکایا ہی تو اوس کو کشادگی حوصلہ اور وسعت معاملہ کی شبیہ اوس کی خوبی کے اور ملکہ عفو اور حلم کا ہاتھ لگتا ہی و اگر مراقبہ خلعت لکایا ہی تو اوس پر بعضے معاملہ خلعت کے مثل مکالمہ یعنی بات چیت کرنے کے ظاہر ہوتے ہیں اور * طریق دوسری * مقبول ہونا اوس طالب کا ہی مالا علی میں یعنی اوپر کی جماعت میں اور بلا ساقط میں یعنی نیچے کی جماعت میں اور ارواح مقدسہ میں اور صالحی میں اور یہ امر باب اول میں درمیان ذکر ثمرات حب ایمانی کے تفصیل تمام کے ساتھ مذکور ہوا اور * طریق تیسری * نوافل عطا یا ہی مثل اوس کے کہ ایک نفلس

اپنی آنکھ لہید کھٹا ہے بر اور مرہ دار میوے پر اور لباس فاعرہ پر لگایا
 اور امیدوار ہوا کہ ان چیزوں میں سے کچھ مجھ کو بھی ملے پس مالک
 ان چیزوں کا ان چیزوں میں سے بھی کچھ دیا اور ایک چیز دوسری
 بھی کہ مناسب اس مفلس کے تھی گو کہ ان مذکور چیزوں کے
 جنس سے نہ تھی اور اس کو دیا مثلاً اس مفلس نے آنکھ طمع
 کی غذا پر لگایا تھا اور اس میں سے تھوڑا سا حاصل ہونے کا
 متوقع ہوا تھا مالک اس طعام کا ایک لقمہ اس غذا سے
 بھی اس کو عطا کیا اور کچھ نقد سے بھی اس کو بخشا تاکہ
 حوائج ضروری کو اپنے اس نقد سے دفع کرے اور بعض وقت
 ایسا اتفاق پڑتا ہی کہ وہ مفلس لیاقت اس شے کی
 کہ جس پر آنکھ طمع کی لگایا تھا نہیں رکھتا ہی مثلاً مریض ہی
 اور لذیذ میوہ کا طمع رکھتا ہی پس ضرور مالک اس میوہ
 کا ایسی چیز کہ میوہ کی جنس سے ہو مثل تاج کے یا قبا کے
 اور اس مفلس کو دے کے تہائی کر لگا اور اس دینگی کو کہ جس کے
 حصول کا توقع نہ تھا نوافل عطا یا بولتے ہیں ایسا ہی طالب
 حق کا جب کسی شان کا شیون حق میں سے یا کسی معاملہ کا
 اس کے معاملات میں سے مراقبہ کرتا ہی تب نوافل عطا یا

میں فایز ہوتا ہی خواہ اوس مراقبہ کے پھل حاصل ہونے کے
ساتھ ملا ہو یا بدون اوس کے حصول کے ملا ہو * اور یہہ نوافل
عطایا کوئی ایسے قاعدہ اور قانون پر مضبوط اور منطبق یعنی
کھانہ نہیں گیا ہی کہ کسی بشر کی عقل اوس کو دریافت کرے
کیونکہ متعین ہونا عطیہ نافلہ کا اوس کی مناسبت یا اوس
مراقبہ کے آثار کی مناسبت پر نہیں ہی بلکہ اوس طالب
کی استعداد کی مناسبت پر ہی مثلاً ایک شخص ابتدا ہی
پیدایش میں ذکی العقل پیدا ہوا ہی اور راہ نبوت کی
طلب کے وقت مراقبہ عظمت کو مزاولت کیا سو آثار
اوس کا مرتب ہوا یا نہوا لیکن تیزی ذکا کے ذہن کی اور قوت
قطابت کی علوم مرضیہ حق میں اوس کو ہاتھ لگی اور ایسا ہی
اگر طہارت فطرت پر پیدا ہوا ہی تو تو قیق عبادت کی
اور ملکہ تقویٰ کا اوس کو حاصل ہو گا اگرچہ یہہ امور مذکور عظمت
کے مراقبہ کے آثار کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں رکھتے ہیں
اسی سبب سے اکثر طالبین حق کے اس طریق کے اشغال
اور اعمال ر مزاولت کرتے ہیں اور چونکہ آثار کو اوس
کما حقہ اپنے میں نہیں پاتے ہیں صدای حرمان کی اور گمات

یاس اور ناسامیدی کے ان سے صادر ہوتے ہیں حالانکہ نہیں سمجھتے ہیں کہ شاید برکت سے اسی اشغال اور اعمال کے کوئی امر دوسرا حج عند اللہ مقبول ہو گو کہ اس اشغال اور اعمال کے آثار کے جنس سے ہو حاصل رکھتے ہوں اور اس اشغال اور اس امور کے درمیان مناسبت نہ پائی جانے کے سبب سے عقل اور ان کی حقیقت کا رہن نہ پہنچی ہو اور ایسا ہی بعض طالبین اس راہ کے اہل کمال کے گزرے ہوئے قصہ کو سنتے ہیں کہ فلا نے شخص کو سبب فلا نے شغل اور عمل کے فلا نہ کمال حاصل ہوا تھا اس قصہ کو سنکے پھر آپ بھی وہی شغل اور عمل کرتے ہیں اور اس کمال کا کوئی اثر اپنے مین نہیں پاتے ہیں تو تعجب کے میدان میں سرگردان ہوتے ہیں کبھی تو اس قصہ ہی کو جھٹلاتے ہیں اور کبھی اس عمل کے شیطون اور کونین میں شک لائے ہیں کہ شاید یہ عمل اس عمل کا غیر ہو جو اور بزرگوں سے صادر ہوا تھا حالانکہ نہیں سمجھتے ہیں کہ یہ کمال نوافل عطا یا کے جنس سے ہوا ہی اس عمل کے آثار کے قسم سے نہیں ہی واللہ اعلم بالصواب

* ۶ افادہ * جب مراقبہ الوہیت کا اپنے کمال کو پہنچاؤں اور آثار اور اس کا زیادہ سے زیادہ ظہور فرمایا اور مقام تکمیل اور کمال کا اس کے حوالہ ہوا اور خلافت عن اللہ کا اس کو نصیب ہوا بعد اس کے بعض کاملوں کو ایسا مقام حاصل ہوتا ہے کہ تحریر اور تقریر کی خلعت اس کی تصویر کے قذیر کوتاہ اور نازیسا ہوتی ہے اور یہ مقام جب اللہ کے کھلنے کا مقام ہے کہ

* وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَلَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ * یعنی تھرا اپنے نفس کو اور دن اور گون کے ساتھ جو پکار پتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام چاہتے ہیں وجہ اللہ کو ایک اشارہ ہے اور اسی بار یک معنی کے طرف ہر چند کھولنا اس مقصد کا تقریر اور کلام سے مقصود نہیں ہے اس دلیل سے کہ * ع * لذت میں شناسی بخدا تا نہ چشی یعنی لذت شراب کی نہ معلوم کو کے تو قسم ہے خدا کی حب تک نہ چکھے تو لیکن خیال کرنا اور اس مقصد کا ہر چند پورا ہو ایک مقدمہ کی تمہید پر موقوف ہے اور اس کا بیان وہ ہے کہ دریافت کرنا ہر کام اور محوسہ اور مغیبہ سے یعنی محسوس ہوتے ہوں خواہ دیکھنے میں نہ آتے ہوں

مثلاً اوسى امر کے واسطے سے ہونے سکتا ہى يعنى
 جو ابر اوسى کا سا ہو اوسى سے دریافت ہونے سکتا
 ہى مثلاً دیکھنا انور شہاذى يعنى ظاہرى کا نور بصرى
 سے ہوتا ہى اور ایسا ہى دریافت کرنا سارے عوارض
 جسمانى کا جو محسوس ہوتے ہيں اور دیکھے جاتے ہيں آلہ
 جسمانى ظاہر سے يعنى ہتھیار جسمانى سے جو ظاہر دیکھنے
 ميں آتے ہيں جسکا نام حواس ہى حاصل ہوتا ہى اور
 ایسا ہى دریافت کرنا عالم مثال کا قوت خیال سے کہ
 انسان کے قالب میں مثل عالم مثال کے ہى حاصل ہوتا
 ہى اور دریافت کرنا اوس امور کا کہ تجرد اور تعلق کے
 درمیان ہى قوت واہمہ سے کہ عقل و حواس کے درمیان ہى
 حاصل ہوتا ہى اور ایسا ہى دریافت کرنا کلیات عقلیہ اور
 جزیات مجردہ کا قوت عاقلہ سے کہ تجرد اور بساطت
 میں اس امور کے مانند ہى متحقق ہوتا ہى اور اسى قیاس
 پر سارے لطیفے انسانی میں مثل دریافت کرنے تجلی اعظم
 اور حقایق ملا اعلیٰ کے لطیفہ سر سے اور دریافت کرنا
 وجود منبسط کو يعنى جو ہستی کہ پچھلی ہوئی ہى لطیفہ خفی سے اور

لطیفہ خفی جو ہی سو خلاصہ ہی حقیقت جامع انسانی کا اور
 حقیقت جامعہ کو قلب بولتے ہیں پس اسی جگہ سے انتقال
 کرنا چاہئے کہ دریافت ذات بے کیف بنمون اور بیچگون
 اور بے شبہہ اور بے نمون کا کہ ساری تجلیات سے برتر ہی
 یہاں تک کہ تجلی اعظم سے جو ساری تجلیات کی اصل
 اور جڑ ہی اور معرہ ہی سب تنزلات سے حنا کہ وجود مبسط
 سے کہ ساری تنزلات کو شامل تر ہی اور منزہ اور پاک ہی
 ساری موجودات کی مکائدت اور مشابہت سے کسی
 ایک صفت میں صفات سے یعنی دریافت کرنا اُس مرتبہ
 کی ذات کا کہ اوسکو محمول المطلق اور مستنع التصور یعنی
 جوشی کہ مطلق معروم نہ اور معلوم نہ اور اوسکا تصور
 مستنع ہو قرار دئے ہیں بحر نور قدسی الہی یعنی نور پاک
 خدا کے ممکن نہ ہو گا چنانچہ حدیث شریف میں یعنی ❖ اِنَّ اللّٰهَ
 خَلَقَ خَلْقَهُ فِي ظُلْمَةٍ فَالْقَى عَلَيْهِمْ مِنْ نُّورٍ فَمِنْ اَصَابَهُ مِنْ
 ذَلِكَ النُّورِ اهْتَدَى وَمِنْ اَخْطَاةٍ ضَلَّ ❖ شک اللہ نے
 بنایا اپنے خلق کو اندھیری میں پھر دآلا اون پر اپنے نور سے
 مھر جو شخص پہنچا اوسکو اوس نور سے راہ پایا اور جسکو

نہ پہنچا گمراہ ہوا اسی معنی کے طرف اشارہ کیا گیا ہی پس
 وہی نور پاک کو سعید لوگوں کے عقلمن میں بد و فطرت
 یعنی ابتدائی پسند ایش میں ودیعت اور امانت رکھے ہیں
 سو وہی قطرہ نور حق کا مانند اوس نور بصری کے ہی کہ مجمع
 نور میں پوشیدہ ہتی اور جیسا کہ سبب بینائی کا حقیقت میں
 وہی نور ہی اور تمامی پردہ آنکھ کے بلکہ خود جسے آنکھ کا اوس
 نور کے قالب ہیں اور ساری روشنی ظاہر کی مثل نور
 چراغ کے اور شمع کے اور نور آفتاب اور ماہتاب کے
 اوس نور کے مویذات یعنی زور قوت دینے والے ہیں
 کیونکہ اگر اوس نور بصری کو مجمع نور میں امانت نہ رکھتے
 البتہ وہ شخص زمرہ میں اندھوں کے گنا جاتا اور اندھے
 کو آنکھ کے جرم یعنی جسے اور ظاہری روشنی سے کچھ
 منفعت نہیں ہی پس اگرچہ عوام الناس بادی نظر میں ایسا خیال
 کرتے ہیں کہ ہم لوگ آنکھ کے واسطہ سے یا آفتاب اور
 ماہتاب کے نور کے سبب سے دیکھتے ہیں لیکن اگر حقیقت
 کار میں تامل کریں تو البتہ معلوم کریں کہ آلہ بینائیوں کا حقیقت
 میں وہی نور بصری ہی لیکن جب وہ نور آنکھ کی راہ سے

نکلتا ہی واسطے سبب ہونے کے ہنگامہ کے ساتھ بھی
 نسبت کر سکتے ہیں اور جب ظہری روشنی اسی نور
 بصری کو تأیید اور قوت بخشتی ہیں اس جہت سے اس
 انوار کو بھی ابصار کا اسباب بولنے سکتے ہیں حالانکہ خود
 دریافت کرنا اس انوار کا واسطہ اسی نور کے
 ہی چہ جائے کہ دریافت کرنا دوسرے امروں کا ایسا ہی
 آلہ دریافت کرنے کا ذات بحت کے اور سبب توجہ کا
 طرف اللہ کے وہی قطرہ نور قدسی کا ہی کہ ارواح کے
 ظہور کے اوایل میں اہل سعادت کو نصیب ہوا اور بعد ہونے
 کا بعد کے لطیفہ عقل کی تہ میں مکنون ہوا اور چھپ گیا اور
 شعاع اوسکا انسان کے لطایف باطن میں انواع رنگا
 رنگ کے ساتھ ظہور فرمایا مثل ظہور کرپنے شعاع بسیط
 آفتاب کے رنگ برنگ کے شیشون اور شکون میں اور
 سبب انوار قاہرہ غیبیہ کے یعنی روشنی زبردست غیب
 کی مثل نازل ہوئے اسمانی کتابوں کے اور موجود ہونے
 انبیاء کرام کے اور علمائے صاحب احترام کے اور اولیاء
 عظام کے پھیل گیا اور کھل گیا یہ کہ تحقیق کرنا اس انوار

غیبیہ کا سبب پیدا ہونے کا اوس نور قدسی کے نفس
انسانی میں ہوتا ہی بلکہ وہ نور قدسی ازل الازل سے
نفس کو یعنی جانوئی میں دیتے رکھا گیا اور انوار غیبیہ
اسباب پھیلنے اور ظاہر ہونے کا اوس کے ہوا پس اگرچہ سالکان
راہ ولایت کے اور طالبان راہ نبوت کے شروع میں
ایسا خیال کرتے ہیں کہ ادراک یعنی دریافت کرنا حق جل و
علا کا لطیفہ قلب میں یا لطیفہ سر میں یا لطیفہ خفی میں یا مثال اوس کے
مجھ کو حاصل ہوا یا سبب نازل ہونے آسمانی کتابوں کے
اور موجود ہونے اور لیا اور انبیاء کے مجھ کو توجہ الی اللہ حاصل
ہوا اور اگر حقیقت حال کو دریافت کریں تو البتہ جان یوین
کہ سبب حتمی توجہ الی اللہ کا وہی نور قدسی ہی کہ ازل
الازل میں ان کو نصیب ہوا اور تمامی لطیفے باطنی کو رد نق
بخشا اور حقیقت کتابوں کی اور انبیاء کی اوس نور کے
سبب سے ذہن میں ان کے قرار پکا آسواسطے جو شخص
کہ ازل میں اوس نور سے محروم رہا مثل ابو جہل و ابو
لہب کے اوس کے حق میں یہ انوار قاہرہ عظیمہ اور لطایف
باطنہ انسانی نفع نہیں دیتا ہی اور مثل اندھے مادر زاد کے عین

روز و رات میں مہالک میں یعنی جا کے ہلاکت میں پرتا
 ہی مان اتنا ہی کہ شمع ادسی نور قدسی کا لطیفہ انسانی میں
 ظہور فرماتا ہی اور لطیفوں کے اختلاف کے سبب سے
 تفاوت عظیم راہ پاتا ہی اور ہر لطیفہ میں ایک نوع کی
 توجہ الی اللہ اور تجلیوں میں سے کسی تجلی کی انکشاف اور
 حضرت حق کے معترفوں میں سے کوئی اشارہ کہ مناسب ادس
 لطیفہ کے ہی بخشا ہی اور دوسرے لطیفہ میں ایک نوع
 دوسرا اس امور مذکور سے ظاہر ہوتا ہی اور اس لطیفہ
 نورانیہ کا لقب مجرحت یعنی عقل خالص رکھتا ہوں
 پس مجرحت کو عقل کے جگر میں مثل ادس چراغ کے
 کہ رنگ کے شیشوں کے پردہ میں جلائے ہوں تصور
 کیا چاہئے جب یہ مقدمہ ذہن نشین ہو اس جانا چاہئے کہ
 جیسا کہ روشنیں اجرام علویہ یعنی اجسام آسمانی کی شب
 کے وقت نمایاں ہوتی ہیں اگرچہ وہ نور آفتاب کا ہی کہ
 تارون کے صقل کئے ہوئے جسموں میں عکس برے کے
 طرح طرح کے رنگوں میں اور رنگ برنگ کے لباسوں میں
 ظاہر ہو کے دیکھنیوالوں کی نظر میں جاوہر ہو لیکن جب

آفتاب طلوع ہوتا ہی سب ساری روشنییں طرح طرح کی آفتاب کے نور بسیط میں مرت جاتی ہیں اور ایک چادر نورانی یکرنگ سارے عالمی اور سمائی یعنی آسمان اور زمین کے بچھوئے پر کھینچ جاتی ہی اور اسکی حقیقت وہ ہی کہ نور آفتاب کے سارے عکس آفتاب کے نور اصلی میں مل جاتے ہیں اور اصل اور فرع سب کا سب یکرنگ ہو جاتا ہی ایسا ہی جب نفس کامل کا کام حجب بخت پر بے پردہ پڑتا ہی اور اپنے سارے باطنی لطیفوں کے لباسوں کو دور کر دیتا ہی تو ایک شمع پاک حجب بخت کا ظاہر ہوتا ہی اور تمامی لطیفوں کو مہرنگ اپنے بنا تا ہی اور تمام باطن اس ساک کا سر سے پانوں تک حجب بخت ہو جاتا ہی مانند اس کے کہ تمام بدن میں ایک شخص کے نور بصری سے ایت کر کے اور سارا بدن اس شخص کے لکڑکس کے مانند کھلی آنکھ ہو جاوے اور یہ حال غیر ہی اس حال کا کہ راس ولایت کے ساک کو مبادی سلوک میں حاضر ہوتا ہی کہ قلب او نگاہ وسعت پکرتا ہی اور تمام بدن او نگاہ وسعت میں گم ہو جاتا ہی پس سارا وجود

او نکا قلب ہو جاتا ہی کیونکہ یہ حال مقابلہ میں کشادگی جس
 بخت کے حکم یک قطرہ کا بھی بہ نسبت دریائے اخضر
 کے نہیں رکھتا ہی کیونکہ نہایت اس حال کی وہ ہی کہ
 تمام وجود ساگ کا تجلی قلبی کے ادراک اور دریافت
 کا آلہ ہو جاتا ہی اور مال اس حال کا وہ ہی کہ سارے باطن
 اس صاحب کمال کا ذات بخت کے دریافت کا
 واسطہ ہوتا ہی دونوں کے درمیان فرق ہی قصہ کوتاہ
 جو شخص کہ تمام وجود اس کا قلب ہو گیا ہی مقابلہ میں اس
 شخص کے کہ تمام باطن اس کا جس بخت ہو گیا ہی کیا
 رتبہ رکھتا ہی اور جب ایک شخص کامل اس مقام
 میں پہنچتا ہی تب وہ چیز کہ ادراک کے لئے باعث کہ ورت
 اور بستگی کا ہوتا ہی باطن میں اس شخص کے اصلا اثر
 اس کا راہ نہیں پاتا ہی مانند اس کے کہ ایک شخص علوم
 دقیقہ اور باریک کی مزاولت کرتا ہی اور سارا کا وہ
 بار اس کا قوت عاقلہ سے علاقہ رکھتا ہی تو جو چیزیں کہ
 باعث کہ ورت کی جو اس ظاہرہ کے ہوتی ہیں جیسا حایل
 ہونا پر وہ کا آنکھ کے سامنے یا ردئی کا کان کے سوراخ میں

کسی طور سے اوسکے کام میں خلل نہ دے ایسا ہی تصویر
 اس مقام کی اتنی جتنی تحریر اور تقریر میں انتہا
 ہی اور لیکن کہہ اوس مقام کی سو سو ہی پھر سوا کے سوا
 ہی * فائدہ * تختہ دل راہ نبوت کے طالبوں کا بہ سبب
 غلبہ حب ایمانی کے اور مضبوطی فناے ارادے کے
 آرزوؤں کے نقشہ بن سے مصفا اور مبرا ہو جاتا ہی یہاں
 تک کہ کسی امر کی طلب اور دونوں جہان کی نعمتوں میں
 سے کسی نعمت کی رغبت سیواے رضاے حضرت
 حق کے تہہ دل میں انکے مستقر نہیں ہوتی اور کوئی التفات
 طرف رفاہیت دینا اور عقبی کے تہہ دل سے انکے ظاہر
 نہیں ہوتی یہاں تک کہ ایک بار اسم مبارک اللہ کا کہ زبان
 پر اوسکے جاری ہوا اگر بدلہ میں اوسکے دونوں جہان کی نعمتیں
 بخشیں اور اس طاعت آسان کے مبادلہ میں کوئیں کی
 نعمتوں کی طرف ترغیب دیں تو ہر ایہ حق میں اوسکے
 مانند گالی گلوچ کا ہوگا قصہ یہ حال والا سارا اعمال حضرت حق
 کی رضامندی کے لئے بجالاتا ہی اور بس * وَالَّذِينَ
 يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَلَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ * یعنی

جو لوگ پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام چاہکر اللہ کے مونہہ کو یعنی اوسکی رضا مندی کو بیان ہی اوسکی شان کی اور جب یہ طریق والے محبت کے نشے کے مقام سے تپ جاتے ہیں اور اعلیٰ درجے میں ترقی کرتے ہیں اور برتر مضبون پر چڑھتے ہیں تب دل میں اونکے رغبت طبعیت کے مناسب چیزوں کی کوئین کی مرغوبات میں سے اور کراہت طبعیت کی نفرت کی چیزوں سے داریں کی مکر و مات میں سے حادث ہوتی ہی لیکن اس وجہ سے نہیں کہ اپنی طاعتوں کے بدلے میں کسی مرغوب چیز کی استدعا یا کسی مکر وہ چیز کی دور ہونے کی خواہش کریں حادث و کلا کیونکہ یہ بزرگوار اپنے اعمال کو از ان اپنا نہیں جانتے ہیں تاکہ اوسکے مقابلہ میں کسی جزا کے امیدوار رہیں بلکہ جیسا کہ ایک شخص بادشاہ عالیجاہ کی رعیتوں میں سے اوس بادشاہ کی رضا جوئی میں ایک مدت حیران اور پشیمان رہا اور سلطنت کے نوکروں کی مضبون پر مثل سپہ گری اور جمعہ آری وغیرہ کے ایک نوکری سے دوسری نوکری کے عہدہ پر ترقی کرتا ہوا آخر چلکر قبولیت اور رضا مندی سلطانی

کے پایہ اور فعالیت اور ولایت شاہی کے مرتبہ پر صہ فراز
 ہو کے چیلہ خاص کر ماقب ہو اپھر ادس حال میں ادسکو
 پایہ طلب کا ادن مرغوب چیزون کے جواد کے مولا کے
 زیر حکومت میں موجود اور ادسکی بادشاہت میں متحقق
 ہی حاصل ہوا اور جو چیز نفیس کہ خزانہ سلطانی میں ہی
 ادسکو مانگ سکتا ہی اس وجہ سے نہیں کہ ادس چیز کو اپنے
 چیلگی کے علاقہ کا بدلہ جائے یا اپنی خدمت کے ادا کرنے کی جرا
 سمجھے کیونکہ ایسی طلب ادس کے حق میں بہت برا عیب
 ہی کہ اپنے کو عالی مرتبہ سے گرا کے مزدور و دن کے زمرہ میں
 گئے بلکہ اس وجہ سے کہ مقتضا اس علاقہ کا یہی ہی کہ ساری
 حاجتون کو اپنے کہ اُسمیں سے مرغوب چیزون کی طلب
 اور مکروہ چیزون سے گریز ہی اپنے مولا سے مانگے اور بس
 ایسا ہی حقیقت یہ کمال والے مقبول اور محبوب اور
 مصطفیٰ اور محبتی ہوتے ہیں اور مقام صدق میں راسخ قدم
 ہوتے ہیں اور رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملتے ہیں اور بندہ خاص
 کر کے ماقب ہوتے ہیں البتہ دارین کی مرغوب چیزون
 کی طرف میلان اور رغبت واسطے داخل ہونے

ا دن چیز دن کے مولا کے خزانے میں اور یہ شرمائے ا دن کے مانگنے
 میں کسی چیز کے اگرچہ بہت برقی نادر چیز ہو بسبب
 مضبوط ہونے قدم عزت کے مقام میں قبولیت کے انکے
 دل میں حادث ہوتی ہی نہ اوس وجہ پر کہ اوس چیز کو اپنے
 اعمال کی مزدوری سمجھ کر طلب کریں بلکہ اوس وجہ پر
 کہ علاقہ عبودیت اور غلامی کا رونق پکڑے اس واسطے حظ
 نفس کی چیز دن کی طلب حق میں انکے موجب زیادتی قرب
 اور نزدیکی کا ہوتا ہی اور بعد اور دوری کو نہیں پیدا کرتا ہی
 * نظم * موسیٰ اندر درخت آتش دید * سبز ترمی شد
 ان درخت از نار * شہوت و حرص مرد صاحب دل *
 اینچنین دان و اینچنین انگار * حضرت موسیٰ نے درخت
 کے اندر اگ دیکھا سبز زیادہ ہوتا تھا وہ درخت آگ سے
 شہوت اور حرص مرد صاحب دل کی ایسا ہی جان اور
 ایسا ہی معلوم کر یعنی شہوت اور حرص سے ایمان صاحب
 دل کا زیادہ ہریا لا ہوتا ہی القصہ جب بے کمال والے اس
 مقام اور حال میں پہنچتے ہیں تب سبب اختلاف
 استعداد جبلی کے تین فرقے ہوتے ہیں ایک موقوف سبب

کمال باندی منصب اپنے اور شہت مضبوطی قدم عزت
 کے مقام قبولیت میں کوئین کی مرغوب اور مکروہ چیزوں
 کو اور داریں کی مصیبتوں اور مشکلوں کو ادنیٰ امر بامکر
 التزمات اور میلان مرغوب چیزوں کی طلب میں اور
 فرار اور گریز مکروہ چیزوں سے اور دفع ہونا مصیبتوں کا اور
 تلبیخا مشکلوں کا تھمہ دل سے انکے ظاہر نہیں ہوتا ہی نہ بسبب
 غلبہ نشاء محبت کے اور تمیز نکر نے درمیان مکروہ اور
 مرغوب چیزوں کے بلکہ بسبب کمال باندی منصب انکے
 اور پستی اور ادنیٰ پن اس امور مذکور کے الحق کہ پایہ
 انکابت باندی ہی اوس سے کہ ایسی ادنیٰ چیزوں کی
 التزمات انکے دلون میں ظاہر ہو اور مسرت اور خوشی اس
 باندی منصب کی بہتر ہی اوس سے کہ کوئی فرحت دوسری
 طلب کرے اگرچہ اُسکو حاجتوں کے عرض کرنے کا پایہ حاصل
 ہو اسی واسطے کہ عناية ربانی اور کفالت یزدانی کی
 نظر کر کے دعا و سکی واجب الاحابت اور تعوذ اور پناہ
 مانگنا اوسکا واجب القبول ہو اسی ❀ من ❀ یعنی جو مانگے
 سو پاوے اور جس سے بچنے کو چاہے بچے انتہی اور

ایک قوم دوسری عرض کرے مین حاجات کے اور
 استحصال یعنی کہ وینے مین مشکلات کے اور مانگنے مین مرغوبات
 اور رد کرنے مین مکر و ہات کے اور سعی کرنے مین سفا
 ر شون مین عبودیت کے علاقہ کے مضبوط کرنے کے لئے اور
 حاجت کے ظاہر کرنے کے لئے کہ غلافی کی نشانی ہی اہل
 اضطراب حاجت مند و ن پر رحمت کرنے کے لئے چالاک
 اور سرگرم رہتے ہیں اور ایک تیسری قوم ہم مشرب
 فریق ثانی کے ہوتے ہیں کہ دل مین ایسے مرغوب چیزوں کے
 مانگنے کی اقتضا اور استحصال مشکلات اور شفاعت
 ذوی الحاجات کی خواہش پیدا ہوتی ہی لیکن بسبب
 کمال تادب اور غایت اعتماد اور بھروسے کے حضرت حق
 کی کفالت پر باوجود کمال اعتماد احاطہ عام اہلی کے استیاء
 کے عمر ایر اور بھید و ن پر اور کاموں کے بواطن پر زبان حال پر
 اکتفا کر کے زبان قال کو اکثر احوال مین عمل مین نہیں لاتے ہیں
 * کیونکہ حَسْبِيَ مَنْ سَوَّاهُ بِحَالِي * یعنی بس ہی مجھکو
 سوال کرنے سے میرے عام اوسکا میرے حال پر ان
 بزرگوں کی شان کا بیان ہی التہ دعا کے حالی کو انکے قبول

فرماتا ہی اور دل کی حاجتوں کو اُنکے بر لاتا ہی اس طور سے کہ خواہش دلی کو اُنکی خود بخود بلا تقریب بر لاتا ہی اور اُنکو اور سارے عظمہ مخمل قرب کو مطلع اور آگاہ کرتا ہی کہ ایجا دکر نا اس امر کا محض اُنکی رضا مندی اور اُنکی خواہش دلی کو نافذ کرنے کے لئے مستحق ہوا اور یہ امر باعث مزید اعتبار اور سبب کمال بزرگی اور افتخار کا اُنکے ہوتا ہی اور ان بزرگوں کو ایک وجاہت بہت بری اس معاملہ کے سبب سے اپنے ہمجو لیون میں ہاتھ لگتی ہی * فایده *

اگرچہ تفضیل یعنی فضیلت دنیا ایک فرقہ کی تینوں فرقوں میں سے دو فرقے دوسرے پر جمیع وجہوں سے غلط محض اور صریح خطا ہی کیونکہ * ہر گلی رارنگ و بوئے دیگر است * ہر گل کو رنگ اور بو اور ہی ہی لیکن تیسری قوم کو از دیاد اعتبار اور جاہ کی نظر کر کے ملاء اعلیٰ میں دوسری قوم پر جو ایک فضیلت کہ ہی کسی عقل والے پر پوشیدہ نہیں ہی اور ایسا ہی قوم ثانی کو عالم عبودیت کی مقتضیات کے ظہور کے نظر کر کے اور در میان خالق اور مخلوق کے وساطت کے حصول کی نظر کر کے پہنچنے میں فیوض غیبی کے سارے لوگوں کی

طرف بسبب سعی انکے سفار شون میں قوم اول پر جو
 فضیلت کے ہی کسی عاقل پر پادشیدہ نہیں ہی
 والعلم عند اللہ * خاتمہ * بیان میں تھوڑا سا ادس
 وار دات اور معاملات کے کہ حضرت کو اشنا کے سلوک
 میں راہ ولایت اور راہ نبوت کے پیش آیا اگر یہ نفس
 اس کمالات ہدایت آیات کا کہ یہ کتاب مستطاب
 ادسی پر مشتمل ہوئی ہی اپنی حقیقت پر دلیل قاطع اور
 برہان ساطع ہی لیکن چونکہ اس زمانے کے اکثر لوگ قال
 کو حال سے پہچانتے ہیں اور قال سے رجاں یعنی مردون کو
 ہمیں پہچانتے ہیں یعنی انکے نزدیک عظمت اور مقبری کلام
 کی بسبب ادس اعتقاد کے ہوتی ہی کہ حق میں اس کلام
 کے متکلم یعنی بولنے والے کے تقلید کی راہ سے ہم پہنچائے
 ہیں حالانکہ عقل مندون کو اعتقاد متکلم کا بسبب کلام کے
 حاصل ہوتا ہی اس واسطے اس کتاب مستطاب میں
 تھوڑا سا کلام اس وضع کا کہ اس کتاب کے مضامین کے
 مانع کو یعنی سیکھنے کی جگہ کو بیان کر کے لکھا ضرور ہو یعنی
 ادس کلام سے ظاہر ہو جاوے کہ اس کتاب کے مضامین کو فلافی

حکیمہ اڈور فلا نے شخص سے حاصل کیا ہی ماکہ اوس مضامین کے دیکھنے والے کو اوس کے مآخذ پر مطلع ہونے کے سبب سے کہ حضرت نے اس مضمون کو کہان سے اخذ کیا یعنی حاصل کیا اڈور کس شخص سے استفادہ کیا ہی اطمینان حاصل ہو کے پس جانا چاہئے کہ جناب حضرت سید احمد صاحب ابتدا کے فطرت سے طریق نبوت کی کمالوں پر اجمالاً مخلوق تھے اڈور آثار اس طریق کا جیسا مناجات کی حلاوت پانا خصوصاً نماز میں اور تعظیم شرع شریف کی کرنا اور اتباع سنت میں زیادہ رغبت کرنا اور بدعت میں ملوث ہونے سے کمال نفرت کرنا اور میلان طبعی طرف طاعتوں کے اور کر لہت جبلی گناہوں اور برائیوں سے چھٹپن ہی میں آپ پر ظاہر اور باہر تھا القصہ آثار طہارت جبلی کا طبیعت میں آپ کے پیدا اور انوار سعادت ازلی کا پیشانی مبارک پر آپ کے ہویدا تھا یہاں تک کہ کنجی سعادت کے خزانہ کی ایسی کہ جس سے بند دروازے طریق نبوت اور طریق ولایت کے اوس سے کھلنے سکیں آپ کو ہاتھ لگی وہ حاصل ہوئی ملاذمت جناب ہدایت ماب

کی ہی جو پیشہ ار باس صدق اور صفا کے خلاصہ اصی ب
 فنا اور بقا کے سردار عالموں کے سند اولیا کے حجت
 اللہ کے عالم پر دار ثانبیا اور مرسلین کے مرجع ہر ذلیل اور
 عزیز کے مولانا اور مرثانا شیخ عبدالعزیز بر خور دار کرے
 اللہ مسلمانوں کو درازی حیات سے اوسکے اور عزت دیوے
 ہم کو اور سارے مسلمانوں کو سبب بزرگی اور برتری اوسکے اور
 حضرت کو مولانا کی جناب میں طریقہ نقشبندیہ میں شرف بیعت
 حاصل ہوئی اور بیعت کے حاصل ہونے اور اوس
 جناب کی توجہات کی برکت سے بہت نادر نادر معاملے
 رو دکھلائے کہ اوسکے سبب سے وقایع اور رویداد
 عجیب و غریب طریق نبوت کے کمالوں کے کہ محمدا بد و فطرت
 میں مندرج تھی تفصیل کے ساتھ کھل گئے اور طریق دلایت
 کے مقامات اچھے وجہ پر جاوہر ہوئے سارے معاملوں
 سے جواد اور افضل ہی سو یہ ہی کہ حضرت جناب
 رسالت ماب کو رحمتیں اللہ کی اون پر اور سلام خواب
 میں دیکھا اور اویس جناب نے تین خرم دست مبارک میں اپنے
 لیکہ مونہ میں حضرت کے رکھتے تھے اور بعد اوسکے کہ بیدار

ہو کے آپے نفس میں ادوس رویہ واقعہ یعنی سچا خواب کا اثر
 ظاہر اور باہر پائے اور یہی واقعہ ابتدائی سلوک طریق
 نبوت کا حاصل ہوا بعد اوس کے ایک دن جناب ولایت اب
 علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اور جناب سیدۃ النساء فاطمہ
 الزہرا رضی اللہ عنہما کو خواب میں دیکھے پس جناب علی
 مرتضیٰ حضرت کو دست مبارک سے اپنے نہلائے اور انکے
 بدن کو خوب شست شو کیئے جیسا باپ نہلاتا دھولاتا ہی
 اپنے بچوں کو اور جناب حضرت فاطمہ الزہرا ایک لباس
 بہت فاخرہ دست مبارک سے اپنے انکو پہنائے پس
 بسبب اسی واقعہ کے طریق نبوت کی کمالات نہایت جلوہ گر
 ہوئی اور برگزیدگی ازلی کہ ازل الازل میں مکنون اور چھپی
 تھی ظہور کے مرتبہ میں پہنچی اور رعایت رحمانی اور تربیت
 یزدانی بلا واسطہ کسی کے آپ کے حال کی متکفل ہوئی
 اور معاملات متواترہ اور وقایع اور رویداد متکاثرہ یعنی
 بہت سارے پے در پے وقوع میں آئے یہاں تک کہ
 ایک دن حضرت جل و علی دھنا ہاتھ اونگا دست قدرت
 خاص سے اپنے پکر کے اور ایک چیز کو امور قدسی سے

کہ سانا دور اور بزرگتر تھی حضرت کے سامنے رکھنے کے
 فرمایا کہ تجھ کو یہ چیز تو دیا اور دوسری چیزیں اور بھی دو لگا یہاں تک
 کہ ایک شخص جناب میں حضرت کے درخواست بیعت کی کیا
 حضرت اس زمانہ میں علی العموم بیعت نہیں لیتے تھے اس
 واسطے اس شخص کے عرض کو قبول نہ فرمائے اس
 شخص نے زیادہ سے زیادہ الحاح کیا حضرت نے اس
 شخص کو فرمایا کہ ایک دو دن توقف کیا چاہئے بعد اوسکے جو
 مناسب وقت ہو گا وہی عمل میں آدے گا پھر حضرت پوچھنے
 اور اذن لینے کے لئے حضرت حق کی جناب میں متوجہ ہوئے
 اور عرض کئے کہ تیرے بندوں میں سے ایک بندہ درخواست
 کرتا ہے کہ میرے ساتھ بیعت کرے اور تو نے میرا ہاتھ
 پکڑا ہے اور جو شخص اس عالم میں ہاتھ کسی کا پکڑتا ہے
 دستگیری کی پاس اور ہاتھ پکڑنے کی لاج ہمیشہ کرتا ہے اور
 تیری صفوں کو مخلوقات کی اخلاق کے ساتھ کچھ نسبت نہیں
 ہے سو اس معاملہ میں کیا منظور ہے اس طرف سے حکم
 ہوا کہ جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا گو لاکھوں ہوں
 ہر ایک کو کفایت کرے لگا القصہ اس واقع اور رویداد کے

منزل اور اوس معاملات کے مانند سیکرڈن واقعہ درپیش
 آئے یہاں تک کہ کمالات طریق نبوت کی درجہ عیاض میں اپنے
 پہنچی اور الہام اور کشف علوم حکمت میں پہنچا یہ ہی
 طریق استفادہ کمالات راہ نبوت کی اور لیکن طریق
 استفادہ کمالات راہ ولایت کی سو جانا جائے کہ ہر طریقہ میں
 اولیاء اللہ کی طریق سے مجاہدات اور ریاضات اور
 اذکار اور اشغال اور مراقبات میں کئے ہیں اور ہر ایک
 اس امور سے طالب کے نفس میں کوئی اثر پیدا کرتے ہیں
 اور بسبب وار دہوئے ثمرات اشغال کے ایک امر
 مستقر اور ثابت طالب کے نفس میں ظاہر ہوتا ہے کہ
 طالب بسبب اوس امر کے عالم قدس میں ارتباط رکھتا ہے
 اور وہی امر موجب علاقہ گاہی اس طالب کے حضرت حق جل و علی
 کے ساتھ وہ امر ہمیشہ طالب کے نفس میں موجود رہتا ہے
 خواہ اوس کو اُس امر کے طرف ملاحظہ رہے یا نہ رہے
 ہاں اُس امر کے طرف ملاحظہ کرنے کے سبب سے امار
 اوس کا ظہور کرتا ہے اور اگر ملاحظہ نہ کرے تو جو ہر نفس
 میں اوس کے چھپا ہوا رہتا ہے اور اُس امر کو عرف میں

قوم کے نسبت بولتے ہیں اُسکی مثال وہ ہی کہ جو شخص
 کہ دانش مندی کی کتابوں کی یاد دوسرے صنعتوں کی
 مثل گانے یا لوسے کا اسباب بنانے یا رنگنے کے مزدور
 کرتا ہی تو البتہ نفس میں اوس شخص کے بعد ایک مدت
 کے ایک امر مستقر ظاہر ہوتا ہی کہ اُسکو ملکہ صنعت
 بولتے ہیں اور وہ ملکہ ہمیشہ نفس میں اوس شخص کے مستقر
 اور موجود رہتا ہی خواہ وہ شخص اوس ملکہ کے طرف
 التفات کرے یا نہ کرے ہاں جب یہ شخص اوس ملکہ کے
 طرف التفات کرتا ہی اور اوسکو رد و کار کرتا ہی البتہ
 انار اوسکا منصف ظہور پر پہنچتا ہی والا پردہ مکنون میں چھپا ہوا
 رہتا ہی جب اُس مقدمہ کی تمہید ہوئی پس جانا چاہئے کہ
 اگرچہ عادت اللہ کی اسی قانون پر جاری ہوئی کہ نسبت
 جو ہی سو بعد حاصل کرنے مجاہدات اور مضامین اور
 اذکار اور اشغال اور مراقبات کے ہاتھ لائی ہی لیکن
 بطریق خرق عادت کے بعض نفوس کاملہ کو اول نسبت
 حاصل ہوتی ہی اور بعد اسکے مبادی اوسکے یعنی مثل
 مجاہدات اور غیرہ کے حاصل ہوتا ہی مثلاً عادت اللہ کی

اسی قانون پر جاری ہوئی تھی کہ مضامین کتاب اور سست
 کے بعد حاصل کرنے عربی کتابوں کے اور ادب کے فنون
 کے حاصل ہوتا ہے * فن ادب صرف اور نحو
 اور معانی اور غیرہ کو بولتے ہیں انتہی لیکن بعض نفوس
 کامہ کو بطریق خرق عادت کے اول اوسی مضامین لطیف
 پر اطلاع بخشتے ہیں اور اوسکو قوم کی اصطلاح میں عام لہنی
 بولتے ہیں اور وہ فنون ادب کے بعد اوسکے اوسکو ہاتھ
 لگتا ہے بلکہ احیاناً حاصل کرنے میں اُس فنون کے اُس فن
 کے استادوں کے طرف محتاج ہوتے ہیں مثل محتاج
 ہونے دوسرے مبتدیوں کے بلکہ کبھی مبادی سے یعنی
 اس فنون سے جاری رہتے ہیں القصہ حضرت کو نسبت
 تینوں طریقے کی یعنی قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ کی قبل
 مبادی کے یعنی مجاہدات اور مراقبات اور غیرہ کے حاصل
 ہوئی لیکن نسبت قادریہ اور نقشبندیہ کی سویان اوسکا
 وہ تھی کہ بسبب برکت بیعت کے اور یمن تو جہات
 اوس جناب کے روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین
 کی اور جناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی متوجہ حال
 پر انحضرت کے ہوئی اور قریب ایک مہینہ تک فنی الجمعہ

تنازع اور جھگڑا دو روح کے درمیان مین حضرت کے
 حق میں رہا اُس واسطے اُن دونوں امام سے ہر ایک
 امام حضرت کو ہتھامہ اپنے طرف جذب کرتے تھے یعنی
 کھینچتے تھے یہاں تک کہ بعد کئی زمانہ تنازع کے اور واقع
 ہونے آپس میں صلح اوپر شرکت کے ایک دن دونو
 روح مقدس حضرت پر جلو گر ہوئیں اور ایک پھر کے عرصہ
 تک دونو امام نفس نفیس پر حضرت کے توجہ قوی اور
 تاثیر زور اور فرماتی تھیں یہاں تک کہ اسی ایک پھر میں دونو
 طریق کی نسبت حضرت کے نصیب ہوئی اور لیکن نسبت
 چشتیہ پس بیان اوسکا وہی کہ ایک دن حضرت یعنی
 سید صاحب جناب خواجہ خواجگان قطب الاقطاب
 بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کی مزار منور کی طرف تشریف
 فرما ہو کے مرقد مبارک پر اُن کے مراقب بیٹھے اسی اثنائیں
 روح پر فتوح سے اُن کے ملاقات حاصل ہوئی اور وہ جناب
 حضرت پر توجہ بہت قوی فرمائے کہ بسبب اوسے توجہ
 کے نسبت چشتیہ کی حاصل ہونی شروع ہوئی بعد گزرنے
 یک مدت کے ایک دن مسجد اکبر آبادی واقعہ بلدہ

و ہابی میں اپنے مستفید و ن کی جماعت میں بیٹھے تھے چنانچہ
 کاتبہ السحر و ن بھی سلک میں چوکتھ چومنے والے ادس
 محفل ہدایت منزل کے منسلک تھا اور سارے حضار
 اوس مجلس کے جیب مراقبہ میں سر نیچا کئے ہوئے تھے
 اور حضرت سارے مستفید و ن پر توجہ فرمائے تھے بعد تمام
 ہونے اوس مجلس ملائک مانس کے کاتب السحر و ن
 کے طرف متوجہ ہو کے فرمائے کہ آج حق جل و علا نے محض
 عنایت سے اپنے بلا واسطہ کسی کے نسبت چشتیہ
 کی اختتام مجھ کو ارزانی فرمایا بعد اوسکے سکھلانے اور
 بتلانے اور تعلیم اور تائیں میں طریقہ چشتیہ کے باز و ہمت
 کا کھولے اور تجہید یعنی نیا کر۔ ان میں ادن مشغلوں کے کہ
 یہ کتاب مستطاب اوس پر مشتمل ہوئی فرمائے یہ ہی تینوں
 نسبت کے استنادہ کی طریق اور لیکن استنادہ ساری
 نسبتوں کا مثل نسبت مجہ دیہ اور شاذلیہ کے اور امثال
 ادیکے پس جانا چاہئے کہ کھلا ت راہ نبوت کی صاحب
 کمال کے دیدہ بصیرت کو سرمد قدسی سے مزین کرتی ہی اور
 بسبب سرمد قدسی کے ادیکے بصیرت کا نور تیزی قبول

کرتا ہی اور روح قدسی او کی سب کھلی آنکھ کے ہوتے
 ہی یہاں تک کہ لوگ بس چیز کے طرف نسبت
 کرتے ہیں بار یکی در بار یکی کو اوس چیز کے کما حقہ اپنی استقامت
 کے موافق پالیتے ہیں پس گویا کہ ساری نسبت ولایت
 کی راہ نبوت کے سالک کے کمال میں مجاہد مندرج رہتی
 ہی جب ادنی الثقات کسی چیز کے طرف متحقق ہوئی
 حقیقت اوس چیز کی تمامی شرح اور بسط کے ساتھ سامنے
 بصیرت کے حاضر ہوئی نہ جانے تو کہ مقصود اس کلام سے راہ
 نبوت کے سالک کی فضیلت ہی راہ ولایت کے ایمہ پر
 بلکہ مقصود اس کلام سے یہ ہے کہ راہ نبوت کے سالک
 کے نفس میں ایک نور قدسی ظاہر ہوتا ہے کہ اوس نور کے
 سبب سے ہر صاحب نسبت کی نسبت کو گو کہ افضل
 اور اعلیٰ ہو دریافت کرنے سکتا ہے جیسا کہ مجموع نور میں
 قوت باعمرہ رکھے ہیں کہ بسبب اوس قوت کے
 ہر جسم مشرق یعنی روشن ہونے والے کو اپنے ضعف
 اور تیزی کے موافق دریافت کرتا ہے اگرچہ چمک اس
 جسم کی نور بصری سے برتر اور قوی تر ہو واللہ اعلم جاز

چاہئے کہ تعین اشغال اور اذکار اور مجاہدات اور
 مراعات کا حقیقت میں نکل اور عکس شریع گاہی اور
 جو شخص قرب الفرائض کے مقام میں قائم ہوتا ہی اگر
 وہ عزیز انبیا کے قسم سے رہتا ہی لابد کہ نئی شریعت
 والا ہوتا ہی اور اگر انبیا کے قسم سے نہیں ہوتا ہی تو
 معین کرنا وضع کا ایسی طریقوں کے کہ موصلاً الی اللہ یعنی جو
 طریقہ اللہ سے ملانے والا ہو بذر طبیعت سے اس کے فوارہ
 صفت خوش مارتا ہی اور اوسمیں تعلیم اور تعلم یعنی
 سیکھنے اور سکھانے کو گنجائش نہیں ہی * فائدہ *
 اس چند باتوں میں کہ مشتمل ہی حضرت کے اجمالی مطالبہ پر
 اوسمیں فائدے ہیں برے برے اور منافع ہیں عمدہ عمدہ
 اور سبھوں میں سے وہ ہی کہ صدر کلام میں مرقوم ہوا
 اور ان سب سے تہیث نعمتہ اللہ ہی یعنی اللہ
 کی نعمت کا بیان کرنا ہی اور * واما بنعمة ربك فحدث *
 میں جو حکم اور امر کہی اور کجا بنا ہی اور منجملہ اس کے غافلون
 کا بیدار کرنا ہی کہ جو شخص کہ طالب حق نکل و علا کا ہو
 اور سچی طلب حضرت حق کی دل سے اس کے سر نکالا

ہوا دسکھ ایک ہدایت اپنے مطلب یابی کے طرف
حاصل ہوتی ہی اور مجملہ اوسکے سارے اہل زمین کو
خبردار کرنا ہی کو ولایت کو ممتنعات عقلی سے شمار کر کے
اور اوایل کے لوگوں میں منحصر جان کے ولایت کے
مقتطع اور ختم ہونے کے قابل ہوئے ہیں یعنی جس طرح

نبوت ختم ہو گئی اسی طرح ولایت بھی ختم ہو گئی
* وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَاٰخِرًا

و ظاہر اربابنا و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ

وسلم * الحمد للہ کہ ترجمہ ہندی اس کتاب مستطاب صراط المستقیم کا

شعبان المعظم کی پہلی تاریخ سنہ ۱۲۷۲ ہجری میں اختتام پایا اور عبد الجبار

جو رحمت پروردگار کا امیدوار ہی اس کتاب کے خریدار سے توقع

رکھتا ہی کہ اول ادن و رقون میں جو اس کتاب کے صدر میں

داخل کیا گیا ہی نظر دالکے حقیقت سے اس کتاب

مستطاب کے واقف ہو کے حق میں اس خاکسار کے دعاوی

خیریشمار کو یں * رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهِيَ لَنَا مِنْ

اَمْرِ نَارِشَد اَرْصَلِ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاٰلِهِمْ سَلَامٌ